صد سالہ جشن ولادت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر خصوصی اشاعت

خوش گوئی و خوش الحانی علمی و عقلی نکتہ سنجی و عرق ریزی دلائل و براہین پر مشتمل اہم اور اچھوتے موضوعات پر مفصل جامع کتاب

مواعظِ کاظمی

جلد دوم

ضیغم اسلام غزالی زماں امام اہل سنّت

علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ حافظ طارق جاوید سعیدی

ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

سالانہ جشن ولادت علامہ کاظمی کے موقع پر خصوصی اشاعت
مواعظِ کاظمی
بیہقیٔ عصر ضیغم اسلام مجدد دوراں
رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ
ناشر
ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

نام کتاب	....	مواعظِ کاظمی
خطبات	....	امام اہلسنت غزالئ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ ؒ
مرتب کردہ	....	حافظ طارق جاوید سعیدی
		مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی
تصحیح کتابت	....	علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی سعیدی
سن اشاعت	....	بمطابق: رمضان المبارک 2013ء
تعداد صفحات	....	300
تعداد کتب	....	600
قیمت امپورٹڈ پیپر	....	400 روپے

ناشر ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز — گنج بخش روڈ لاہور

صراط مستقیم پبلی کیشنز — داتا دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ — داتا دربار مارکیٹ لاہور

فرید بک سٹال — اردو بازار لاہور

کرمانوالا بک شاپ — گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ قادریہ — داتا دربار مارکیٹ لاہور

سٹاکسٹ

ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

0300-8166082
0320-4630729
0300-4478030
0306-4190454

استاذ العلماء علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

میرے شیخ طریقت، سیاح بادیہ طریقت، سباح بحر شریعت، سباق معرفت و حقیقت، مفسر قرآن، شارح احادیث حبیب الرحمٰن، غزالی زماں رازی ء دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ و نور اللہ مرقد کو علوم عقلیہ و نقلیہ میں جو کامل تعمق، گہرائی و گیرائی حاصل تھی اس کا اعتراف و اقرار آپ کے مخالفین بھی بر سر عام کرنے پر مجبور تھے۔ تبلیغ دین و اشاعتِ اسلام کے طرق ثلثہ یعنی تدریس، تصنیف اور تقریر آپ میں علی وجہ الکمال موجود تھے۔ اثبات حق و ابطال باطل کے لئے آپ کا مضبوط طرز استدلال و اسلوب براہین و دلائل بے مثال تھا نیز اہم مسائل کلامیہ و اعتقادیہ سے متعلق آپ کا منہج تحقیق و تدقیق جداگانہ تھا آپ کے سوانحیات و احوال زندگی پر متعدد کتب و رسائل اور مقالہ جات شائع ہو چکے ہیں مگر تا حال یہ سلسلہ تشنہ ہے اور اس موضوع پر کسی جامع و مستند کتاب کی شدید ضرورت ہے پیش نظر کتاب "مواعظِ کاظمی" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ہمارے انتہائی مخلص و محنتی پیر بھائی مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی زید مجدہ' کی کاوش کا ثمر ہے جو حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کے خطبات و دروس جلیلہ کا مجموعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ...... حافظ عبد الستار سعیدی 2013-03-7

علامہ محمد شہزاد مجددی

دامت برکاتہم العالیہ دار الاخلاص مرکز تحقیق اسلامی لاہور

بیہقی عصر غزالئ زماں رازی ء دوراں امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ العزیز اسلام کی علمی و عرفانی روایت کے امین اور آئمہ امت مسلہ کی فکری و اعتقادی وراثت کے وارث کامل تھے خالق لم یزل نے انہیں ورثۃ انبیاء اور امام الاتقیاء کی مسند پر فائز فرما کر اماثل و امارب کے لیے بحثیت مرجع ممتاز فرمایا تھا۔

آپ نے میدان تدریس و تحریر و تصنیف اور تقریر کو اپنی فکری و عملی کاوشوں سے سرفراز فرمایا اور مجمع سامعین کو ہمیشہ اپنی گفتارِ گوہر بار سے مالا مال کیا۔

پیش نظر تصنیف "مواعظِ کاظمی" حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے ہی خطابات دلپذیر کا مجموعہ ہے جو معارف قرآنی اور مفاہیم احادیث کے موتیوں سے مزین ہے اور خواص و عام کیلئے یکساں نافع و مفید ہے آپ کا سلسلہ طریقت چونکہ چشتیہ ہے اس لیے یہاں برکت کے لیے حضرت نظام المشائخ محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ قول دہرانا بے جا نہ ہوگا کہ طریقت کی دنیا میں مرید کیطرف سے سب سے بڑی خدمت پیرو مرشد کے ملفوظات کو محفوظ اور قلم بند کر کے آگے پہنچانا ہے۔

یوں برادر عزیز علامہ حافظ طارق جاوید سعیدی زید مجدہ' بازی لے گئے

اللھم زد فزد جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعا گو! احقر العباد محمد شہزاد مجددی

خطیب اسلام علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی

خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کو اللہ کریم نے بہت محامد و محاسن سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ علم و فضل کا پیکر جمیل سراپا تقویٰ و طہارت اور سنت نبوی ﷺ کی زندہ و پائندہ تصویر تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مسعود عالم اسلام کے لئے اللہ کا انعام تھا آپ علوم تفسیر و حدیث کے امام تو تھے ہی میدان خطابت کے بھی عظیم شاہسوار تھے۔ علم و منطق، فصاحت و بلاغت، استدلال و استخراج اور زورِ بیان غرض ہر اعتبار سے آپ کے خطبات، خطابت کے بلند و بالا معیار پر ہیں، آپؒ کے خطبات آپ کے علمی فضل و کمال اور خطیبانہ جاہ و جلال کے آئینہ دار ہیں، غزالیٔ زماں کے شاہکار خطابات کا مجموعہ، مواعظِ کاظمی کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین کی ذمہ داریوں سے مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی (لاہور) اور مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی (کراچی) بخوبی عہدہ برآء ہوئے ہیں۔ خطاب کو کتاب میں لانا اور تقریر کو تحریر میں منتقل کرنا کتنا کٹھن مرحلہ ہے یہ اہل خبر سے مخفی نہیں۔

فاضل نوجوان مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی پیکرِ اخلاص و ایثار اور مستعد و فعال شخصیت ہیں مسلک اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہر وقت مصروفِ جہد و عمل رہتے ہیں راقم الحروف، حافظ صاحب کے قائم کردہ "ادارہ احمد سعید کنز العلوم" چونگی امرسدھو لاہور میں جلسہ میلاد النبی ﷺ پر حاظر ہوا تو انہوں نے یہ مسودہ میرے نظر نواز کیا، قلت وقت کی وجہ سے جستہ جستہ ہی دیکھ پایا۔ یہ مواعظِ غزالیٔ دوراں رحمۃ اللہ علیہ کے وہ لولوئے لالا ہیں جو عشاق رسول ﷺ کیلئے گراں قدر اثاثہ اور بیش بہا سرمایا ہیں میری دعا ہے کہ سعیدی صاحب کی یہ کاوش قبول عام کا درجہ پائے اور وہ اسی طرح نشر و اشاعت کے محاذ پر کامیابیاں سمیٹتے رہیں۔ آمین

حافظ محمد فاروق خان سعیدی
خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان
امیر جماعت اہل سنت ضلع ملتان
۶ مارچ ۲۰۱۳ء

عرض مرتب

اہل سنت کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی جب تک سیدی و مرشدی بیہقی عصر ضیغم اسلام امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی نہ آئے دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ان کے زمانہ میں سرزمین پاک و ہند میں کوئی عالم علم وعمل واخلاق ان تینوں جہتوں میں ان جیسا نہ تھا۔علم وفضل کے گراں سمندر تحقیق وتدقیق کے نیّر تاباں زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں امام العلماء ورثۃ الانبیاء کی تعبیر الفقر فخری کی تصویر صداقت وفاروقیت کے سنگم سادات کے گوہر آب دار بارگاہ غوثیت کے مرغوب ومقبول علوم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برھان مسلک رضا کے پاسبان اسلاف صالحین کی میراث اخلاف کیلئے مشعل راہ اعداء دین کے سامنے شمشیر برہنہ دنیا کے سامنے سراپا استغناء احباب کے لئے مہر ومحبت مریدین اور تلامذہ کے لئے سراپاء شفقت بادہ ءتوحید میں مست عشق رسول اللہ ﷺ میں سرشار ان کی تحریر وتقریر میں اجتہاد واستنباط کی مہک ان کی مجلس میں علم وعرفان کی بارش گفتگو میں اثر آفرینی روانی قدرت اور سیلانی تمام علوم وفنون پر یکساں نظر اور مہارت مضامین میں طبع زاد نگارشات کا ملکہ نکتہ سنجی اور حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے درس حدیث کے وقت اکثر آنکھیں اشکبار رہتی ایک بار سراج العلوم خانپور کے سالانہ جلسہ میں زیارت رسول ﷺ کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے عجب سماں تھا ہزاروں کا ہجوم تھا سب کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھے اسی حال میں آپ دوران تقریر اسٹیج سے گر پڑے ہر شخص پر رقت کا عالم طاری تھا رسول اللہ ﷺ کی یاد میں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو تھمتے نہ تھے ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی آوازیں بے اختیارانہ چیخیں اشکوں کا سیل۔ واں پرسوز نالے غرض یہ کہ تمام سامعین پر عجب قسم کی ازخود ورفتگی تھی۔

بندہ ءناچیز نے 2011ء میں مفکر اسلام سیّدی ومرشدی علامہ سیّد حامد سعید کاظمی شاہ زیدمجدہ، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور کے 16 خطابات پر مشتمل کتاب "افکار کاظمی" ترتیب دی جو شہرہ آفاق اور تہلکہ خیز ثابت ہوئی اور بے حد مقبول ہوئی علاوہ اس کے میرے لیئے

اضافتاً اختصاصاً یہ امر باعث سعادت ہے سیدی ومرشدی بیہقی عصر ضیغم اسلام امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے افہام وابلاغ نکتہ سنجی وعرق ریزی علمی وعقلی دلائل و براہین پر مبنی 20 خطابات کا مجموعہ "مواعظِ کاظمی" (2) جلدوں میں ترتیب دینے کی سعادت نصیب ہوئی علامہ محمد عبدالرحمٰن جامی سعیدی جنہوں نے اصلاح کتابت سے لے کر کتاب چھپنے تک ہر طرح سے میرا ساتھ دیا وہ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے سعیدی صاحب آپ (امام اہل سنت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) پر کام کر رہے ہیں آپ کو کبھی (امام اہل سنت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت بھی ہوئی جامی صاحب کا پوچھنا تھا کہ میں گھر آیا اور آکر لیٹا تو (حضور غزالئی عصر رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا دیدار نصیب فرمایا (حضور غزالئی عصر رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں بیٹا میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور وسیلہ پیش کرتا ہوں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ تعالیٰ تیری اس سعی کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں قبول فرمائے یہ کہہ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ جب میں نے قبلہ جامی صاحب کو جاکر بتایا تو جامی صاحب کی خوشی کی انتہا نہ رہی بے حد خوش ہوئے میں اپنے کرم فرماؤں کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں یہ قیمتی افکار قارئین تک کبھی نہ پہنچتے اگر سردار محمد اکرم بٹر صاحب اس دبی ہوئی چنگاری کو ہوا نہ دیتے میرے شعور کو بیدار کرنے والے بٹر صاحب ہیں علاوہ اس کے ہمارے انتہائی مخلص پیر بھائی

علامہ مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی کا نام خصوصی طور پر نمایاں ہے جنہوں نے ایک یادو عاد بیانات کے علاوہ بقیہ تمام بیان تحریری شکل میں مہیا کئے ، علامہ جامی صاحب حافظ امانت صاحب محترم بٹر صاحب اور مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی سب کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو آمین آمین

محتاج شفاعت حافظ طارق جاوید سعیدی ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان چونگی امر سدھو لاہور۔ رابطہ نمبر 03008166082 03204630729 03004478030

فہرست مضامین

نعت شریف

از قلم: امام اہلسنت غزالئ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

جلوۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حسن بدرالدجیٰ دیکھتے رہ گئے

روئے روشن پہ زلف سیاہ دیکھ کر
ہم ضحیٰ اور سجیٰ دیکھتے رہ گئے

عرش پہ پہنچے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو روح الامیں
سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

حسن اقراء تو دیکھا تھا جبریل نے
ہم تو غارِ حرا دیکھتے رہ گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 1

لفظ نور کے معنی اور کتاب مبین کا مفہوم

سرزمین قصور بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگری میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ضیغم اسلام رئیس المحققین بیہقی عصر علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی نور اللہ مرقدہ نے علمی تحقیقی عظیم الشان خطاب فرمایا سامعین عش عش کر اُٹھے۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين صدق الله العظيم صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰی ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علی النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰی سيدنا ومولانا محنمد وعلٰی آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

حضرت صدر محترم حضرات علماء اہل سنت ومشائخ اہل سنت وبزرگان اہل سنت و برادران اہل سنت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکی محبت اور اخلاص کا میں انتہائی شکر گزار ہوں حضرت مولانا عبد الغفور صاحب الوری مجددی دامت برکاتہم العالیہ یہ تو میرے پرانے

(سورۃ مائدہ آیت 15)

محترم ہیں اللہ تعالیٰ انکو خوش وخرم رکھے ذی علم نوجوان ہیں صالح ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں ترقی عطاء فرمائے یہ آپ حضرات کے ترجمان بن کر میرے پاس تشریف لائے مجھے افسوس ہے کہ میں تاخیر سے حاضر ہوا بہر حال اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں حاضر ہو گیا اور آپ حضرات سے میں سرخروئی حاصل کر رہا ہوں اور میرے محترم حضرت حاجی فقیر محمد صاحب انکی محبت کا پیغام بھی بار بار مولانا عبد الغفور صاحب الوری نے مجھے پہنچایا، گویا آپ سب حضرات کے اخلاص ومحبت کی ترجمانی تھی جو مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ عزیز دوستو مولانا عبد الغفور صاحب الوری نے مجھ حقیر کے بارے میں جو کچھ بھی فرمایا میں اس کی تکذیب وتردید تو نہیں کرتا لیکن اتنی بات میں ضرور عرض کروں گا کہ اگر کسی کے حق میں کوئی کلمہ بولا جائے تو اسمیں اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے اور یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے۔

اور میں کیا ہوں وہ لوگ تھے جنکو اب آنکھیں ترستی ہیں آپ یقین فرمائیں اسی قصور کی سر زمین پر میں حاضر ہوتا تھا، حضرت امیر ملت قدس اللہ سرہ العزیز کے جگر گوشے یہاں جلوہ گر ہوتے تھے اور میں یہاں تقریریں کرتا تھا امرت سر میں حضرت امیر اہلسنت اس فقیر کو یاد فرماتے تھے اور خود بھی تشریف لاتے تھے وہ محفلیں وہ مجلسیں امیر ملت کیسے پاکیزہ انسان تھے کیسے ولی کیسے بزرگ تھے۔ حضرت علامہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علامہ ابو البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل

بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان مفتی ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ابو الفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے لخت جگر کرسی صدارت پر جلوہ گر ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ نورانی شخصیتیں تھیں کہ جنکو دیکھ کر ان کے حسن وجمال کو اب آنکھیں ترستی ہیں جن کے دستر خوان پے لوگ پلتے تھے وہ چلے گئے اور جنکی حیات سے کوئی نفع نہیں وہ باقی رہ گئے تو ہم تو کسی قابل نہیں ہیں اللہ تعالیٰ آپکی محبت کا آپکو اجر عطا فرمائے گا اور میں یہی دعا کرتا ہوں کہ الہ العلمین کچھ رہے یا نہ رہے مگر تیرے پاک محبوبوں کی نسبتیں باقی رہ جائیں۔ امین

اسلام کا استحکام مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

عزیزان محترم پاکستان کی سرزمین بڑی اللہ کی نعمت ہے اور پھر اس سرزمین پر یہ محافل مقدسہ، میلاد پاک کے چرچے اور ذکر رسول اللہ ﷺ کی یہ رونقیں بڑی اللہ کی نعمت ہیں آپ بڑے خوش نصیب ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ الٰہی سرزمین پاکستان کو قائم رکھ اور یہ پاکستان باقی رہے تا کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے ہمیشہ لہراتے رہیں اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے پرچم ہمیشہ لہراتے رہیں، میرے عزیزو! آج ہم ایک عظیم نازک دور سے گزر رہے ہیں اسلام کے ساتھ انتہائی غداری ہو رہی ہے اسلام کا نام لیکر بے

دینی کا پرچار کیا جارہا ہے اور پاکستانی ہونیکا دعویٰ کر کے پاکستان کی جڑیں کاٹی جارہی ہیں۔ میرے دوستو اور عزیزو جب غدار وطن لوگوں کی غداری کا تصور ذہن میں آتا ہے تو طبیعت انتہائی مغموم ہوتی ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ الٰہی پاکستان کے خلاف جن لوگوں نے سازشوں کے تانے بانے بنے ہیں انکو تباہ کر دے اور جو پاکستان اور اسلام کی سربلندی اور ترقی کی راہ میں حائل ہیں الٰہی انکے شر سے ہمکو بچالے۔ پاکستان اللہ کی نعمت ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اس کے شکر کی یہی صورت ہے کہ آپ اس پا کستان کی بقاء کے لیے اسکے استحکام کے لیے اسکی ترقی کے لیے کوشاں رہیں اور آپ جا نتے ہیں کہ پاکستان کی بقاء کی بنیاد کیا ہے جانتے ہیں آپ! میں ایک لفظ کہتا ہوں جس نظریہ کو پاکستان حاصل کرنے کے لیے بنیاد قرار دیا گیا تھا وہی اسکی بنیاد ہے وہ کیا ہے؟ پاکستان کے معنی لا الہ الا اللہ اگر لا الہ الا اللہ کا چرچا ہے اگر اسلام کا چرچا، اگر عظمت مصطفیٰ ﷺ کا چرچا اگر اس سرزمین پر دین متین کی عظمتوں کا تحفظ ہے تو سمجھ لو کہ پاکستان کی جڑیں مضبوط ہیں اور اگر خدانخواستہ اسلام کو ضعف پہنچ گیا تو پھر پاکستان کی بنیادیں ہل جا ئیں گی پاکستان کو مضبوط کرو دین کی مضبوطی کیساتھ پاکستان کو مستحکم کرو اسلام کے استحکام کے ساتھ اور اسلام کا استحکام خدا کی قسم عظمت مصطفیٰ ﷺ کے استحکام کیساتھ وابستہ ہے اگر عظمت مصطفیٰ ﷺ کا تصور ذہن سے نکل جائے اسلام کا کوئی تصور ذہن میں باقی نہیں رہتا۔

قول کو قائل سے کیسے جدا کریں گے

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام قرآن اور حضرت محمد ﷺ کی مقدس ذات ایسی ہیں کہ لازم و ملزوم ہیں ایک کو دوسرے سے آپ جدا نہیں کر سکتے آپکو معلوم ہے قرآن کیا ہے؟ قرآن اللہ کا کلام ہے ہمارا ایمان ہے **تنزیل من رب العلمین** اللہ کا کلام ہے لیکن یہ بتاؤ یہ نازل کس پر ہوا، کس پر نازل ہوا؟ اللہ فرماتا ہے،--------- یہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا اور جب محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا انکی زبان پاک سے ادا ہوا تو پھر اسکی کیا نوعیت ہوئی میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے کہ کلام تو میرا ہے ہمارا ایمان ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ یہ قرآن باوجود اسکے کہ یہ میرا کلام ہے، رب العلمین کی طرف سے نازل ہوا ہے "**تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیراً** یہ کلام میرا نازل کیا ہوا ہے جب میں نے اپنے محبوب ﷺ کے قلب پاک پر نازل کیا ہے اور جب انکی زبان پاک سے ادا ہوا تو **انه لقول رسول کریم** قرآن میرا کلام ہے رسول کریم کا قول ہے اب بتائیے قول کو قائل سے کیسے جدا کریں گے حضور ﷺ نہ ہوتے تو قرآن کہاں آتا اسلئے قرآن اور حضور ﷺ لازم و ملزوم ہیں۔

(سورۃ نساء آیت 80) (سورۃ فرقان آیت 1) (سورۃ تکویر 10)

حضور ﷺ سورج ہیں اسلام کیا ہے؟ ہماری زبان سے اسلام کا لفظ ادا ہوتا ہے اسلام کیا ہے؟ اب یہ کہیں گے **الا سلام گردن نهادن** بطاعت ٹھیک ہے اسکے معنی لغت عرب میں یہی ہیں۔ لیکن لغت عرب جو ہے وہ تو ایک لفظ کے معنی بیان کر دینے کے لیے ہوتا ہے اسکی کوئی حقیقت ہے ماہیت ہے! اسکے اندر کوئی چیز ہے تو اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ آپکو بتا دینا چاہتا ہوں یاد رکھیے حضرت محمد ﷺ نے جو کچھ فرما دیا وہ اسلام ہے اور جو کچھ کر کے دکھایا وہ اسلام ہے میں ایمان رکھتا ہوں کہ اسلام میرے آقا ﷺ کی اداؤں کا نام ہے سورج اور اس کی شعاعیں آپ بتائیں ممکن ہے کہ آپ سورج کی شعاعوں کو الگ کر کے اپنے گھر لے جائیں اور گھر جائیں اور سورج کی شعاعیں پھیلی ہوئی ہیں اور آپکا دل للچا رہا ہے کہ یہ شعاعیں تو بڑی خوبصورت ہیں یہ شعاعیں تو بڑی چمکدار ہیں یہ شعاعیں تو بڑی حسین ہیں تو کیا اچھا ہو کہ ان شعاعوں کو سمیٹ سات کر ہم اپنے گھر میں گٹھری باندھ کے لے جائیں تو آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ سورج کی شعاعیں سورج سے جدا نہیں ہو سکتیں جسطرح سورج کی شعاعوں کو سورج سے جدا کرنا ممکن نہیں ہے اسلام کو مصطفےٰ ﷺ سے جدا کرنا ممکن نہیں ہے حضور ﷺ سورج ہیں اسلام حضور ﷺ کی شعاعوں کا نام ہے۔

لفظ نور کے معنی اور کتاب مبین کا مفہوم

(سورۃ مائدہ آیت 15)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا **قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین** اس آیت کریمہ کے بارے میں چند گزارشات عرض کروں گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین** بے شک تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب۔ نور اور کتاب یہ دو لفظ ہیں اس آیت کریمہ میں دیکھو قرآن کے لفظ ہی قرآن نہیں ہیں قرآن کے معنی بھی قرآن ہیں اگر کوئی قرآن کے لفظوں کو کہے میں مانتا ہوں مگر اس کے معنی کا انکار کرے تو وہ قرآن کا منکر ہے اقیموا الصلوۃ قرآن کے الفاظ ہیں ایک آدمی کہے کہ میں اقیموا الصلوۃ پر ایمان رکھتا ہوں مگر اقیموا الصلوۃ کے معنی نہیں ہیں کہ یہ جو تم نماز پڑھتے ہو اس کے معنی تو ہیں تالیاں بجاؤ، تو اگر کوئی اقیموا الصلوۃ کے یہ کہے کہ تالیاں بجاؤ بولو، اقیموا الصلوۃ کے لفظوں کو مانتا ہے مگر معنی کا منکر ہے اسکا ایمان اقیموا الصلوۃ پر ہے؟ نہیں ہے قرآن تو لفظ و معنی کا مجموعہ ہے۔ تو میں عرض کروں آپ سے یہاں لفظ النور کے معنی کیا ہیں اور کتاب مبین کا مفہوم کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر امام جلال سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور علاوہ ازیں سب مفسرین سے پوچھیں کہ آپ قرآن کی تفسیر فرما رہے ہیں۔ ذرا بتایئے تو سہی کہ نور سے کیا مراد ہے؟ تو سب یک زبان ہو کر کہیں گے **قد جاء کم من اللہ نور ای محمد رسول اللہ** ﷺ نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک ہے اور اس آیت میں نور کے معنی حضرت محمد ﷺ کے سواء کچھ نہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن ہے قرآن ہے۔ کتاب

مبین قرآن ہے اور نور حضرت محمد ﷺ پہلے تو یہ بات اپنے ذہن میں رکھ لیجیے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر جلالین تک تنویر المقباس سے لیکر جلالین تک سب مفسرین متفق ہیں کہ نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو نور فرمایا۔ آپ کہیں گے ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا لیکن تورات کو بھی نور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی روشنیوں کو بھی نور فرمایا اللہ تعالیٰ نے انجیل کو بھی نور فرمایا تو اب اگر نور کا مفہوم یہی لیا جائے جو آپ کے ذہن میں ہے تب تو سب کا معاملہ ایک جیسا ہو جائیگا اور حضور ﷺ بھی سب کے برابر ہو جائیں گے۔ تو یہ تصور غلط ہوگا اور یہ خیال باطل ہوگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جس جس چیز کو اللہ نے نور فرمایا اسمیں ضرور ضرور نور کے کوئی نہ کوئی معنی پائے جاتے ہیں لیکن نور کے معنی کسی ایک جہت میں ایک نوعیت میں ایک مفہوم میں متعین نہیں ہیں وہ معانی پھیلے ہوئے ہیں نور کے معنی کیا ہیں؟

ہر نور کی حقیقت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں

اصل بات یہ ہے کہ نور سے مراد تو ہے انکشاف تام، کسی چیز کا پوری طرح کھل جانا اور منکشف ہو جانا اب جس چیز کے لیے وہ انکشاف کا سبب ہوگا اسی کے لیے وہ نور ہوگا حضرت محمد ﷺ کی ذات مقدسہ وہ ہے، دیکھئے ہماری آنکھوں کی بصارت نور ہے یا نہیں

(تفسیر جلالین) (تنویر المقباس)

ہے؟ کانوں میں قوت سامعہ یہ بھی نور ہے دماغ میں عقل ہے وہ بھی نور ہے حواس بھی نور ہیں قوت ذائقہ وہ بھی ایک نور ہے قوت لامسہ وہ بھی ایک نور ہے اور قوت شامہ وہ بھی ایک نور ہے حواس نور ہیں، عقل نور ہے یہ سب ادرکات اور علم نور ہیں۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہماری قوت باصرہ پر یہ جو نور بصر ہے، نور بصر اس پر کس چیز کا انکشاف ہوگا آواز اس پر منکشف نہیں ہوگی صورت منکشف ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے ہماری قوت سامعہ بھی نور ہے مگر اس پر فقط آواز منکشف ہوگی صورت منکشف نہیں ہوگی۔ ہماری زبان کی قوت ذائقہ بھی نور ہے مگر اس پر مزہ منکشف ہوگا، بو منکشف نہیں ہوگی، قوت شامہ نور ہے مگر قوت شامہ پر کوئی صورت منکشف نہیں ہوگی فقط خوشبو یا بدبو کا انکشاف ہوگا عقل بھی نور ہے مگر اس عقل پر محسوسات کا انکشاف نہیں ہوگا، معقولات کا انکشاف ہوگا تو نور تو نور ہی ہوتا ہے نور کے معنی تو ہیں مبداء انکشاف لیکن یہ دیکھو کہ ہر چیز ایک شئی کے لیے مبدء انکشاف نہیں ہوا کرتی ارے آنکھ کا نور ہے وہ مبداء انکشاف ہے مبصرات کے لیے کان کا نور ہے اور عقل جو ہے وہ بھی نور ہے وہ مبداء انکشاف ہے معلومات کے لیے حواس نور ہیں مگر وہ مبداء انکشاف ہیں محسوسات کے لیے یہ ہر ایک خاص خاص کا مبداء انکشاف ہے۔ مگر میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں محمد ﷺ وہ نور ہیں جو کائنات کے ہر فرد کے لیے مبداء انکشاف ہیں۔ یہاں تک کہوں گا عدم ایک پردہ ہے، وجود اس پردے کا انکشاف ہے عدم ایک پردہ ہے اور وجود اس پردہ عدم کا انکشاف ہے جب تک عدم کا پردہ نہ کھلے

وجود کا انکشاف نہیں ہوتا اور آپ جانتے ہیں کہ حقائق کائنات کے عدم کا پردہ نور محمد ﷺ نے اُٹھایا اے زبان رسالت اے زبان نبوت تجھ پر کروڑوں سلام خود حضور علیہ السلام نے فرمایا **اول ما خلق الله نوری** سب سے پہلے جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ میرا نور ہے ہر چیز عدم میں تھی عدم کا پردہ اٹھا تو حضور ﷺ کے نور سے اٹھا اور کائنات جب موجود ہوئی تو حضور ﷺ کے نور سے موجود ہوئی تو میرے دوستو جسکی ذات مقدسہ مبداء وجود کائنات ہو مبداء انکشاف حقائق کائنات ہو بولو ہر چیز کا مبداء انکشاف وہ ہیں یا نہیں ہیں؟ کیونکہ جو چیز بھی ہے وہ موجود ہے اور جو چیز موجود نہ ہو وہ تو شئی نہیں ہے ہمارے اہلسنت کے نزدیک شی کہتے ہی موجود کو ہیں اور موجود ہونا یہ حضور ﷺ کے نور کے وجود کے بعد ہوا ہے اور حضور ﷺ کا نور سب سے پہلے موجود ہوا ہے تو جو وجود کے لیے مبداء انکشاف ہیں تو جس چیز کا بھی وجود آپ کے سامنے آئیگا ہر وجود کا مبداء انکشاف محمد ﷺ قرار پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی بعض قیود ایسی ہوتی ہیں جو لفظی ہوتی ہیں بعض ایسی ہیں جو معنوی ہوتی ہیں یعنی سننے والا سمجھ جاتا ہے لفظوں میں ہم نہیں بولتے جیسے ابھی میں نے کہا کہ دیکھو تمہاری آنکھ میں نور نہیں ہے؟ تو کیا مطلب آپ سمجھ گئے کہ آنکھ کا نور وہی ہے جس سے صورت منکشف ہوتی ہے اور کوئی چیز منکشف نہیں ہوتی حالانکہ میں نے صورت کی قید نہیں لگائی لفظوں میں میں نے صورت کی قید نہیں لگائی مگر سننے والے نے خود بخود سمجھ لیا

تو میرے دوستو جو یہاں اللہ نے جو اپنے محبوب ﷺ کو نور فرمایا تو یہاں نہ کوئی معنوی ہے نہ کوئی قید معنوی ہے اللہ نے کسی لفظ کے ساتھ اس نور کو مقید نہیں فرمایا کس لفظ کو؟ قد جا کم من اللہ نور اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے محبوب آپ تو فقط نبوت کا نور ہیں اور کسی چیز کا نور نہیں ہیں، نبوت کی قید نہیں علم کی قید نہیں ھدیٰ کی قید نہیں روح کی قید نہیں دنیا کی قید نہیں آخرت کی قید نہیں عمل کی قید نہیں ایمان کی قید نہیں اللہ نے کوئی قید نہیں لگائی اور کوئی قید مفہوم بھی نہیں ہو رہی تو جب لفظاً معنی کوئی قید کا وجد ہی نہیں ہے تو سمجھ لو وہ نور مطلق ہے اور نور مطلق کے معنی کیا ہیں؟ کہ میرے محبوب میں نے تجھے ایسا نور بنا کر بھیجا کہ ہر نور کی حقیقت تیرا ہی وجود پاک ہے اگر نور نبوت کا کوئی تصور قائم کرتا ہے تو اس نور نبوت کے لیے بھی مبداء مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ میں نہیں کہتا (**عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ کنت نبیا وآدم بین الروح و الجسد رواه ترمزی وقال هذا حدیث حسن**) امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرما تے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم نبی تھے اور آدم علیہ السلام جسم و روح کے درمیان تھے امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے بعد فرمایا **هذا حدیث حسن** یہ حدیث حسن ہے۔

جس دل میں نور ایمان ہے شاید آپ یہ کہیں کہ اُنہوں نے صحیح کا لفظ تو نہیں بولا! یہ

(ترمذی شریف)

جولوگ محدثین کی اصطلاح سے واقف نہیں ہیں وہ یہ بات کہیں گے امام ترمذی کی اپنی جو
اصطلاح ہے حدیث حسن کی وہ کتاب العلل میں جو کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ میرے
نزدیک حدیث جو میری اپنی اصطلاح ہے وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی حدیث طرق معتبرہ
سے مروی نہ ہو اسکو حسن مانتا ہی نہیں آپ بتایئے کہاں جائیں گے آپ پھر دوسری
حدیثیں جو اسی معنی میں وارد ہیں ان کے طرق کثیرہ کو لیکر جب اس حدیث کے سامنے ہم
جمع کرتے ہیں تو میں تو سچ کہتا ہوں کہ جس دل میں نور ایمان ہے وہاں تو تردد کی کوئی گنجا
ئش ہی باقی نہیں اور پھر آپکو یاد نہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا دوسری حدیث پڑھتا ہوں
قال رسول اللہ ﷺ انا اولھم خلقا و اخرھم بعثا فرمایا پیدا ہو
نے میں میں سب نبیوں سے پہلے ہوں بولو جی! اس حدیث کی تائید ہوگئی مضمون کی یا نہیں
کنت نبیا وآدم بین الروح و الجسد وہ حدیث بھی حسن ہے اسی معنی
میں فرمایا **انا اولھم خلقا و آخرھم بعثا** پیدا ہونے میں میں سب نبیوں
سے پہلے ہوں اور تشریف لانے میں میں سب نبیوں کے بعد ہوں لیجئے صاحب نبوت کو
آپ نور مانتے ہیں میرا ایمان ہے کہ نبوت نور ہے نبوت نور ہے نبوت نور ہے مگر خدا کی قسم
اس نور نبوت کا مبداء انکشاف محمد ﷺ ہیں کیونکہ اول انبیاء حضور ﷺ ہیں اور بڑا
تعجب ہے کہ جب مرزائیوں کے مقابلے میں حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اس سے
استدلال کیا جاتا ہے تو یہ حدیث کام آتی ہے کیونکہ اسمیں واخرھم بعثا کے الفاظ ہیں یہ وہاں

تو کام آتی ہے لیکن جب ہماری بات آئے بھئی ہماری بھی سن لو حضور ﷺ کو اول مان
لو تو پھر یہ حدیث ضعیف ہو جاتی ہے یہ بات ہماری عقل سے باہر ہے اور اگر مجھ سے پوچھو
تو میں تو ایک بات کہتا ہوں کہ اول بھی وہی ہیں آخر بھی وہی ہیں اور میں کیا کہوں خود سرکار
ﷺ نے فرما دیا اور پھر اب ذرا عقل سلیم سے کام لیں آخر ہوتا ہی وہ ہے جو اول ہو جو
اول نہ ہو آخر ہو ہی نہیں سکتا آپ نے آم کی گھٹلی زمین میں بو دی درخت پیدا ہو گیا شا
خیں نکلیں اور شاخوں میں شاخیں پیدا ہوگئیں درخت بڑھتا گیا بڑھتا گیا شجریت اسکی مکمل
ہوگئی اسمیں پھول آیا پھول کے بعد پھل آیا وہ پھل آم ہے، آم کچا تھا آم پکا پھر پکنے کے
بعد وہ آپ کے ہاتھوں میں پھل آگیا آپ نے چھلکا پھینک دیا گودا کھالیا کیا رہ گیا آپ
کے ہاتھ میں گھٹلی ۔ وہی گھٹلی پہلے تھی وہی گھٹلی بعد میں رہی جو بوئی تھی بہر حال اگر ہم
اس نور سے نور نبوت مراد لیں تو اسکا مبداء انکشاف محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں اور میں سچ
کہتا ہوں کہ نور کے اصل معنی تو ظہور کے ہیں ظہور اور وجود مترادف ہیں تو یہ کیوں نہیں
کہتے کہ مبداء وجود محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ، ارے وجود تو نور ہے ظہور تو نور ہے اور جب
ظہور نور ہے تو معلوم ہوا کہ وجود اور ظہور کا مبداء انکشاف محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور اسلئے
ہیں کہ **انا اونھم خلقا** اور اسلئے ہیں کہ **اول ما خلق اللہ نوری** اللہ
نے نور کی ابتداء ہی مصطفیٰ ﷺ کے وجود سے فرمائی ۔ شاید کسی کے دل میں خیال آجائے
کہ ابن عساکر اور ابو یعلیٰ نے اور دیگر محدثین نے اور بھی کچھ حدیثیں روایت کی ہیں

اولیت کے معنی میں امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں بھی بعض یہ
احادیث روایت کی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ **اول ما خلق الله نوری**
اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور دوسری حدیث میں ہے اللہ نے سب سے
پہلے قلم کو پیدا کیا تو اب ہم کو کیا پتہ کہ حضور ﷺ کا نور پہلے پیدا ہوا یا قلم کو پہلے پیدا کیا یہ
بات تو شبہ میں پڑ گئی قلم کو بھی اول فرمایا اپنے نور کو بھی اور پھر اسی قلم کے اوپر ہی انحصار نہیں
ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق الله العقل** اللہ نے سب سے پہلے عقل
کو پیدا فرمایا اب اور بھی معاملہ گنجلک ہو گیا کہ عقل پہلے پیدا ہوئی ہے یا قلم پہلے پیدا ہوا
ہے یا حضور ﷺ کا نور پہلے پیدا ہوا ہے پھر ایک اور حدیث سامنے آئی **اول ما
خلق الله الوح** نور محمدی پہلے ہے یا لوح کونسی چیز پہلے ہے پھر ایک حدیث اور سا
منے آئی **اول ما خلق الله العرش** اللہ نے سب سے پہلے عرش کو پیدا کیا تو با
ت اور بھی گنجلک ہو گئی کہ کونسی چیز پہلے پیدا ہوئی عرش بھی اول خلق ہے۔ پھر ایک اور
حدیث سامنے آئی **اول ما خلق الله الروح** اللہ نے سب سے پہلے روح کو
پیدا کیا بات اور بھی الجھ گئی کہ سب سے پہلے روح کو مانیں سب سے پہلے لوح کو مانیں
سب سے پہلے عرش کو مانیں، سب سے پہلے ہم قلم کو مانیں سب سے پہلے عقل کو مانیں یا
سب سے پہلے نور محمدی ﷺ کو مانیں کس چیز کو سب سے پہلے مانیں۔ اب میں ایک بات
عرض کرتا ہوں بعض لوگوں نے تو کہا کہ ایک ابتداء حقیقی ہوتی ہے ایک ابتداء اضافی ہوتی

(دلائل النبوۃ)

ہے تو حقیقی اور اضافی پر تقسیم کر دو بات بن جائے گی۔ مگر میں اس پر راضی نہیں ہوں بات
یہاں نہیں بنتی اصل بات اور ہے اگر آپ ذرا غور سے کام لیں تھوڑا سا تامل فرمائیں تو
حقیقت آپ پر خود بخود منکشف ہو جائے گی اصل بات یہ ہے کہ اول تو ایک ہی حقیقت ہے
وہ ہے نور محمدی ﷺ۔ آپ سمجھے نور محمدی ﷺ ہی اول ہے باقی جتنی چیزوں کا ذکر تحریر
ہے تو اگر مجھ سے پوچھیں تو وہ سب نور محمدی ﷺ کے عنوانات ہیں۔

مثال نہیں مسئلہ سمجھانے کے لیے کہتا ہوں

میں آپ کو مثال تو نہیں مسئلہ سمجھانے کے لیے کہتا ہوں کہ ایک شخص آپ اپنے سامنے لے
آئیں مثلاً اس کا نام عبدالرحمٰن ہے جب ہم اسکو کہیں کہ یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے تو وہ بیٹا ہوا
یا نہ ہوا اور وہ خود شادی شدہ ہے اسکا بھی بیٹا ہے تو وہ اپنے بیٹے کا باپ ہوا یا نہ ہوا؟ اسکا کو
ئی بھائی بھی ہوگا تو جب بھائی کے ساتھ تقابل کریں تو یہ بھائی بھی ہوا اگر ہم اس کے دادا
کا تقابل کریں تو یہ پوتا بھی ہوا اور اگر اسکے خود پوتا ہو گیا تو یہ دادا بھی ہوا اگر یہ کہیں پڑھا
ہے تو شاگرد بھی ہوا اس نے کسی کو پڑھایا ہے تو یہ استاد بھی ہوا اگر یہ کسی دوکان پر سودا لینے
گیا ہے تو یہ گاہک بھی ہوا اور اگر یہ خود بھی دوکاندار ہے تو دوکاندار بھی ہوا اگر یہ ٹیکسی چلاتا
ہے تو یہ ڈرائیور ہوا اور اگر یہ خود کسی ٹیکسی میں سوار ہوا تو یہ سوار بھی اگر یہ ڈاکٹر یا طبیب
ہے تو یہ معالج بھی ہوا اور اگر یہ بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس جائے تو یہ مریض بھی ہوا۔ تو بھی

مریض بھی یہی ہے، ڈاکٹر بھی یہی ہے اور سوار بھی یہی ہے، ڈرائیور بھی یہی ہے، گاہک بھی یہی ہے، دوکاندار بھی یہی ہے اور باپ بھی یہی ہے بیٹا بھی یہی ہے، دادا بھی یہی ہے اور پوتا بھی یہی ہے اور بھائی بھی یہی ہے، دوست کا دوست بھی یہی ہے اپنی بیوی کا خاوند بھی ہے اور استادوں کا شاگرد ہے، شاگردوں کا استاد ہے، ایمان سے کہنا یہ سب ایک کے عنوانات ہیں یا نہیں ہیں؟ اگر ایک شخص استاد بھی ہے، شاگرد بھی ہے، عالم بھی اور عابد بھی ہے، ٹھیک بھی ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ حضور ﷺ کے نور پاک کے جو اوصاف ہیں اور جو کمالات ہیں ہر کمال کا ایک عنوان مقرر کر کے کیوں نہیں کہتے کہ عرش بھی نور محمدی ﷺ ہے عقل بھی نور محمدی ﷺ ہے روح بھی نور محمدی ﷺ ہے لوح بھی نور محمدی ﷺ ہے قلم بھی نور محمدی ﷺ ہے کیا مطلب کوئی یہ نہ سمجھے کہ عرش نہیں ہے! لفظ عرش کو استعارہ فرمایا نوری محمدی ﷺ کے لیے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عقل کا وجود نہیں ہے! ہے مگر لفظ عقل کا استعارہ فرمایا نور محمدی کے لیے کوئی یہ نہ سمجھے کہ روح نہیں ہے لفظ روح کا استعارہ فرمایا نور محمدی ﷺ کے لیے۔

حقائق کائنات کے جامع محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں

آپ جانتے ہیں کہ استعارہ کے اندر تو کوئی وجہ شبہ ہوتی ہے جب تک وجہ شبہ نہ ہو استعارہ ہو نہیں سکتا اب ان تمام کے اندر وجہ شبہ تلاش کرو تو میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرے

آقا ﷺ کے اندر عظمت اور بلندی کا وصف ہے جب عظمت اور بلندی کے وصف کا لحاظ کیا تو لفظ عرش کا استعارہ فرمایا۔ حضور ﷺ کے نور مقدس کے اندر ادراک کامل کا وصف ہے جب ادراک کا لحاظ فرمایا تو لفظ عقل کا استعارہ فرمایا رسول اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کے اندر دونوں قوتیں ہیں قوت افعال بھی اور قوت انفعال بھی اور یہی دو قوتیں ایسی ہیں جن پر ساری کائنات کا نظام چلتا ہے قوت افعال کے معنی ہیں اثر پہنچانا اور انفعال کے معنی ہیں اس اثر کو قبول کرنا اگر یہ انفعال نہ ہو تو افعال بیکار ہو جائیگا اور اگر افعال نہ ہو تو انفعال کیسے بروکار آئے گا اسلئے یہ دونوں قوتیں ایک دوسرے کے ساتھ ضروری ہیں لازم وملزوم ہیں افعال کے معنی اثر پہنچانا انفعال کے معنی اثر کو قبول کرنا مثال کے طور آپ کے داہنے ہاتھ میں قلم ہے اور بائیں ہاتھ میں تختی ہے آپ نے کیا کیا قلم کو روشنائی دوات سے لگایا اور پھر آپ نے تختی پر ا۔ب۔ت۔ث۔ج۔ح۔خ۔ یہ حروف آپ لکھتے رہے اگر آپ نے الف کا نقش دیا ہے تو قلم اسکو دینے والا اور تختی اسکو لینے والی قلم نے وہ الف کا نقش تختی کو دیا اور تختی نے اسکو قبول کرلیا قلم کے اندر افعال ہے اور تختی کے اندر انفعال ہے آپ نے قلم سے تختی پر لکھا (ب) تختی پر (ب) لکھا گیا یا نہیں ۔لکھا گیا، لیکن یہ (ب) کا اثر پہنچانے والا تختی پر کون ہے قلم ہے یا نہیں ہے اور با کے اثر کو قبول کرنے والا کون ہے تختی ہے۔ تو قلم نے (ب)۔ کے نقش کا اثر پہنچایا اور لوح نے لفظ ب کے اثر کو قبول کیا تو قلم کے اندر افعال ہے اور لوح کے اندر انفعال ہے قلم دیتا ہے

لوح لیتی ہے رسول کریم ﷺ تو دونوں قوتوں کے جامع ہیں بلکہ مجھ سے اگر پوچھو تو میں تو کہوں گا کہ حقائق کائنات کے جامع محمد رسول اللہ ﷺ ہیں دیکھئے سرکار ﷺ کے اندر قوت انفعال بھی کامل ہے اور قوت افعال بھی کامل ہے جب میرے آقا ﷺ عبد مقدس کی نوعیت سے اور عبدیت کی لوح بنکر اپنے رب کے حضور ﷺ حاضر ہوئے تو اللہ اکبر نتیجہ کیا ہوا کہ حضور ﷺ لوح قلب پر لیتے جارہے ہیں لیتے جارہے ہیں یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قوت انفعال جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عبدیت کی لوح بن گئی جو ملا وہی لے لیا **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے لوح عبدیت بن گئے اور جب کائنات کے سامنے آئے تو قلم رسالت ﷺ بن گئے وہاں سے لیتے رہے اور یہاں دیتے رہے **ان اللہ یعطی و انا قاسم** اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تمہیں تقسیم فرماتا ہوں جب اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو لوح بنکر حاضر ہوئے جب تمہارے سامنے آئے تو قلم بن کر آئے وہاں سے لیتا رہے اور تمہیں دیتا رہے اسلئے جب حضور ﷺ کی قوت انفعال صفت انفعال کا لحاظ فرمایا تو لفظ لوح کا استعارہ فرمایا نور محمدی ﷺ کے لیے اور جب اس اعتبار سے کہ **ما اٰتا کم الرسول فخد وہ وما نھٰکم عنہ فا نتھوا** ارے میں نے جو کچھ دینا تھا رسول کو دیدیا اب یہ رسول جو تمہیں دیں وہ تم لے لو **انآ اعطینٰك الکوثر** پیارے ہمنے آپکو کوثر دیدی یہ ہمارا دینا تھا اور آپکا لینا تھا اب ہم نے آپکو دیدیا اب آپ کا

(سورۃ نجم آیت 9) (مشکوۃ شریف) (سورۃ حشر آیت 6) (سورۃ کوثر آیت 1)

ئنات کی طرف متوجہ ہوں اور ہم اعلان فرمارہے ہیں **ما اٰتا کم الرسول فخدوہ** جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے وہ لیتے جاؤ پتہ چلا لوح بھی وہی ہیں اور قلم بھی وہی ہیں۔عرش بھی وہی ہیں اور عقل بھی وہی ہے۔

ہر حیات کا مرکز مصطفیٰ ﷺ ہیں

اب کہیں گے **اول ما خلق اللہ الروح** اللہ نے سب سے پہلے روح کو پیدا کیا اسکا آخر کیا مفہوم ہوگا تو میں کہوں گا یہ لفظ روح بھی اسی بناء پر استعارہ فرمایا کہ نور محمدی ﷺ میں وصف حیات ہے، میں عرض کررہا تھا کہ جس طرح یہ دیگر اوصاف کریمہ استعارہ کا سبب بنتے تو روح جو ہے اللہ نے روح کو خالق حیات تو نہیں بنایا خلاق تو وہ خود ہے خلق الموت والحیات اسی کی نگہبانی ہے لیکن روح کو اللہ نے سبب حیات ضرور بنایا اسکا آپ انکار کردیں گے! نہیں۔روح سبب حیات ہے اور روح مرکز حیات ہے روح معدن حیات ہے روح مبداء حیات ہے روح منتہائے حیات ہے خالق اللہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حیات کے ان شعبوں کو ان پہلوؤں کو اور ان وجودوں کو روح کے ساتھ متعلق فرمادیا تو سبب حیات روح ہے یا نہیں ہے؟ میرے پیارے دوستو میں تو ایک بات جانتا ہوں جب رسول کریم ﷺ مبداء وجود کائنات ہیں کیونکہ حضور ﷺ کے وجود ہی سے تو ساری کائنات کا وجود ہوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ جب سرکار مبداء وجود کائنات ہیں تو اگر کوئی

چیز مبداء سے الگ ہو جائے تو ایسا ہوگا جیسے جڑ درخت سے الگ ہو جائے تو زندہ رہیگا؟ نہیں رہیگا۔ بس یہی بات ہے اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب کو مبداء وجود کائنات بنایا تو یوں کہیے کہ خدا تعالیٰ نے حقائق کائنات کے لیے اپنے حبیب ﷺ کو مرکز حیات بنا یا۔ روح کو اللہ تعالیٰ نے مرکز حیات مخلوق فرمایا تو اس اعتبار سے لفظ روح کا استعارہ حضور ﷺ کے نور کے لئے فرمایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ مرکز حیات میرے محبوب ﷺ ہیں اسی لئے قرآن نے فرمایا **یا ایھا الذین اٰمنو استجیبو للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم** اللہ فرماتا ہے اے ایمان والو جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائے تو تم دوڑتے چلے آؤ کس چیز کی طرف جو تمہیں زندہ کرنے وا لی ہے جو تمہیں حیات دینے والی ہے راحت و حیات کون دے گا آپ کہیں گے اللہ دیتا ہے مگر اللہ رسول کے ہاتھوں سے دلوا رہا ہے، اسلئے فرمایا **یا ایھا الذین اٰمنو استجیبو للہ و للرسول اذا دعاکم** اے ایمان والو دوڑے چلے آؤ جب اللہ اور اسکا رسول ﷺ تمہیں بلائے کس چیز کے لیے بحکم جو چیز تمہیں حیات دینے والی ہے جو چیز تمہیں زندہ رکھنے والی ہے تو پتہ چلا کہ مرکز حیات محمد ﷺ ہیں۔ جب یہ بات آپ سمجھ گئے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی دریغ نہیں ہے کہ فقط کسی کی حیات کا مرکز حضور ﷺ ہی ہیں بلکہ کائنات کی حیات کا مرکز محمد ﷺ ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سو رج سے روشنی تقسیم ہوتی ہے تو ساری روئے زمین کو تقسیم ہوتی ہے میرے آقا کی بارگاہ

(سورۃ الانفال آیت 23)

سے جب حیات تقسیم ہوتی ہے تو تمام عالم ممکنات کو تقسیم ہوتی ہے اور ہر حیات کا مرکز اور ہر حیات کا مبدا ئد اور منتہا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اور پھر یہ آپ سمجھ لیجئے کہ جو مبداء حیات ہیں اگر وہاں خود حیات نہ رہے تو کائنات کیسے زندہ رہے گی۔

ایمان نور محمدی ﷺ کی شعاعیں ہیں

اگر ایک شخص یہ کہے کہ بجلی گھر میں تو بجلی کا نام ونشان نہیں ہے لیکن میرے گھر کے سارے بلب روشن ہیں تو آپ مانیں گے ایسی بات، ارے جب پاور ہاؤس میں بجلی کا نام ونشان ہی نہ ہو تو آپ کے گھر کے بلب تو روشن نہیں ہو سکتے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ پاور ہاؤس میں بجلی موجود ہو اور تمہارے گھر میں پھر بھی اندھیرا ہو کیونکہ تم نے ابھی تک بجلی کی فٹنگ ہی نہیں کروائی اور جب فٹنگ نہیں کروائی تو تمہارے گھر میں بجلی کہاں سے آئیگی اور اگر تو نے فٹنگ کرا بھی لی ہے تو کنکشن ہی نہیں ملا پھر بھی روشنی نہیں آئے گی تمہارے گھر میں اور کنکشن اگر مل ہی گیا تو ہو سکتا ہے تم نے ابھی بلب ہی نہ لگایا ہو تو کیسے تمہارے گھر میں رو شنی آئیگی اگر بلب بھی لگا لیا ہو تو ہو سکتا ہے فیوض ہی اُڑ گیا ہو، پھر بھی اندھیرا ہی ہوگا یہ تو ہو سکتا ہے پاور ہاؤس میں بجلی ہو اور تیرے گھر اندھیرا ہو یہ تو ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ پاور ہاؤس میں بجلی نہ ہو اور تیرے گھر کے بلب روشن ہوں یہ تو ممکن ہے کہ مصطفےٰ ﷺ زندہ ہوں تو مردہ ہو کیونکہ تیرا تعلق صحیح نہ رہا ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ تو زندہ ہو اور مصطفےٰ ﷺ

معاذ اللہ مردہ ہوں۔ سورج کی شعاع اگر دیوار پر پڑے تو وہ روشن ہوگی سورج کی شعاع اگر زمین پر پڑے تو وہ روشن ہوگی سورج کی شعاع کسی سوراخ سے کسی گھر کے اندر داخل ہو جائے تو گھر روشن ہوگا۔ تو روشنی کیا ہے؟ روشنی اس گھر کی دیوار کا نام نہیں ہے روشنی زمین کا نام نہیں ہے، روشنی کسی اور چیز کا نام نہیں ہے روشنی کی حقیقت تو وہ سورج کی شعا عیں ہیں جن سے روشنی آرہی ہے بس یاد رکھو ایمان کیا ہے؟ نور محمدی ﷺ کی وہ شعا عیں ہیں جو قلب مومن پر اتر رہی ہیں ان شعاعوں کا نام ایمان ہے، جو قلب مومن پر اتر رہی ہیں وہی شعاعیں نور محمدی ﷺ کی وہی ایمان ہے اگر تو مصطفےٰ ﷺ کو نور نہیں مانتا تو اسکی شعاعیں کہاں ہونگی اور جب شعاعیں نہیں ہونگی تو تیرے دل میں کیا آئیں گی اور تیرے دل میں وہ شعائیں نہیں آئیں گی تو تو مومن کہاں ہوگا اور یہ بات میں نہیں کہتا یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ نے فرمایا **النبی اولیٰ با المومنین من انفسھم** اللہ فرماتا ہے نبی محترم نور مجسم ﷺ ایمان والوں کے اتنے قریب ہیں کہ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اولیٰ کے تین معنی ہیں۔ اولیٰ بمعنی احب، اولیٰ بمعنی اقرب، اور اولیٰ بمعنی اولی بالتصرف جسکو تصرف کا زیادہ حق ہو اسکو بھی اولیٰ کہتے ہیں۔ اور جو سب سے زیادہ محبوب ہو اسکو بھی اولیٰ کہتے ہیں اور جو سب سے زیادہ قریب ہو اسکو بھی اولی کہتے ہیں۔ مگر تینوں میں قرب کے معنی قدر مشترک ہیں جتنا ہی قرب ہوگا اتنے ہی اسمیں ابویت کے معنی پائے جائیں گے اگر قرب بالکل نہیں ہے تو ابویت کے معنی

(سورۃ احزاب آیت 6)

بالکل نہیں ہیں۔ مثلاً اولی بالتصرف کے کہیں گے۔ دیکھو ایک لڑکی اور اسکا ایک باپ ہے اور ایک دادا ہے نابالغ لڑکی کے نکاح کرنے کا جو حق ہے وہ اس ولی کو ہے جو اقرب ہو اگر باپ راضی نہ ہو تو دادا اگرچہ دادا ہے لیکن دادا کو چونکہ قرب نہیں ہے جو باپ کو قرب ہے تو اسکو نابالغ کے نکاح میں تصرف کا حق دادا کو نہیں ہے بلکہ باپ کو ہے کیوں اس لئے کہ باپ اقرب ہے تو اولی بالتصرف بھی قرب کے بغیر نہیں ہوتا جو اقرب ہوگا وہ اولی با لتصرف ہوگا۔ اور احب تو احب کے معنی سب سے زیادہ محبوب خوب سمجھ لو جو جتنا زیادہ محبوب ہوگا وہ اسی قدر دل کی گہرائیوں کے قریب ہوگا اور محبت تو کہتے ہی اسکو ہیں کہ محبوب دل کی گہرائیوں میں آجائے محبوب ہمیشہ قریب ہوتا ہے دور ہو تو محبوب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جتنا زیادہ محبوب ہوگا اتنا زیادہ قریب ہوگا اور حضور ﷺ سے بڑھ کر مومن کے لیے کوئی محبوب ہو نہیں سکتا لہذا حضور ﷺ سے بڑھ کر مومنوں کے ساتھ کوئی قریب نہیں ہو سکتا تو اب تینوں معنی کے اعتبار سے بات وہیں آگئی۔ **النبی اولیٰ با المومنین** اگر اولیٰ بمعنی احب ہو تو تب بھی حضور ﷺ اقرب ہیں اولیٰ بمعنی اگر اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی حضور ﷺ اقرب ہیں اور اولیٰ بمعنی اقرب ہو تو ویسے حضور ﷺ اقرب ہیں کیا مطلب ایمان والو تمہاری جانوں سے جتنا میرا رسول ﷺ قریب ہے تمہاری جانیں بھی اتنی قریب نہیں ہیں **النبی اولیٰ با المومنین من انفسھم** اور اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مومنو تمہاری جان دور ہو سکتی ہے مگر مصطفےٰ

ﷺ دور نہیں ہونگے اور آپکو معلوم ہے کہ قضایا کے اندر جو وصف عنوانی ہے وہی معتبر ہوا کرتا ہے النبی اولی بالمومنین یہاں مومنین کا وصف جو وصف عنوانی ہے ایمان تو یہی معتبر ہو گا کیا مطلب کہ تم مومن ہو کر موجود ہو ہی نہیں سکتے جب تک میرا محبوب تمہاری جان سے زیادہ تمہارے قریب نہ ہو مومن ہو کر تم موجود ہو ہی نہیں سکتے جب تک میرا محبوب تمہاری جان سے زیادہ تمہارے قریب نہ ہو مومن ہو کر تم موجود ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے تمہاری جان تمہارے جسم میں رہے اور ایمان نہ رہے اگر ایمان نہ رہے تو تم مومن نہیں ہو سکتے مومن کے لیے تو خدا کی قسم مصطفےٰ ﷺ کی ذات پاک اپنی جان سے زیادہ قریب ہے میرا ایمان ہے کہ میری جان مجھ سے دور ہے مصطفےٰ ﷺ مجھ سے میری جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اگر نور سے مراد نور ایمان ہو تب بھی حضور ﷺ کی ذات پاک ہے، نور نبوت ہو تب بھی حضور ﷺ کی ذات پاک ہے اللہ اللہ **اوتیت علم الا ولین وا لاخرین ، علمك ما لم تكن تعلم وكا ن فضل الله عليك عظيما ونزلنا عليك الكتاب تبيان لكل شى ،مافرطنا فى الكتاب من شئى** عزیزان محترم میں کہہ رہا تھا کہ جو بھی آپ نور کی جہت قرار دیں گے وہ ثابت نہ کر سکیں گے جس سے نور کی کوئی جہت خارج ہو سکے اس لئے میں کہوں گا اگر آپ دیکھیں یہ تو مشاہدات کی بات کر رہا تھا مشاہدات کی بات یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ترمذی میں حدیث ہے اور بخاری شریف کے اندر ہے بخاری کی

(سورۃ نساء پارہ 113) (سورۃ نمل آیت 89) (سورۃ انعام آیت 38) (بخاری شریف)

(ترمذی شریف)

حدیث صاف صاف موجود ہے۔۔۔۔۔ یہ بخاری کی حدیث ہے اور ترمذی شریف کے اندر بھی ہے سرکار دو عالم ﷺ کی شان یہ تھی کہ جب حضور ﷺ پر کوئی خوشی کا اثر محسوس ہوتا تھا حضور ﷺ کی پیشانی مبارک سے شعاعیں نکلتی تھیں نور کی ۔۔۔۔۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ۔۔۔۔۔ میرے آقا ﷺ رات کو دیوار کی طرف سے گزرتے تھے اگر مسکرا دیں تو دیواریں روشن ہو جاتی تھیں، اور ترمذی شریف کے اندر بے شمار حدیثیں ہیں بخاری کے اندر بھی ہیں کہ حضور علیہ السلام جب تکلم فرماتے تھے تو حضور ﷺ کے دندان مبارک کی کشادگیوں میں سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں نور کے گچھے نکلتے تھے بولو پتہ چلا کہ یہاں یہ بھی قید نہیں ہے کہ فقط حضور ﷺ روحانی نور ہیں جسمانی نہیں ہیں کیونکہ جسمانی نور کا بھی مشاہدہ ہم نے کر لیا اب بے شمار حدیثیں ہیں کہاں کہاں تک میں آپ سے بیان کرو الحمد للہ آپ سنی ہیں اور آپ کا ایمان جو ہے پختہ ہے میں نے دو حدیثیں آپ کے سامنے پیش کر دیں الحمد للہ۔

میرے آقا ﷺ ہر نور کا نور ہیں

اب اس کے بعد میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور سرور دو عالم نور مجسم ﷺ ایسے نور ہیں کہ نور مطلق ہیں ایمان کا نور عرفان کا نور قرآن کا نور اسلام کا نور ہدٰی کا نور نبوت کا نور

زمین کا نور آسمان کا نور جسم کا نور جان کا نور ارے میرے دوستو میرے آقا ﷺ ہر نور کا نور ہیں **قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین** والے نور ہیں کہ نور کی جو جہت تمہارے ذہن میں آئیگی ہر جہت کے معنی حضور ﷺ کی نورانیت میں جمع پاؤ گے ۔عزیزان محترم میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ حضور سرور دو عالم نور مجسم ﷺ نور کامل ہیں نور اکمل ہیں اور وہ نور ہیں کہ خدا کی قسم حضور ﷺ کے نور نے اندھی آنکھوں کو روشن کر دیا حضور ﷺ کا نور جس نے بہرے کانوں کو کھول دیا اور شنوا کر دیا۔ حضور ﷺ کا نور ہے جس نے غلافوں میں لپٹے ہوئے دلوں کو روشن کر دیا میرے آقا ﷺ کا نور ہے جس نے روحوں کو منور کر دیا میرے آقا ﷺ کا نور ہے جس نے عالم اجسام کو روشن کر دیا۔ میرے آقا ﷺ کا نور ہے جس نے تمام عالم انسانیت کو ایسا روشن کر دیا کہ جہل کی ظلمت کو علم کے نور سے بدل دیا اور ظلم کی تاریکی کو عدل کے نور سے بدل دیا اے میرے آقا ﷺ آپ کی عظمتوں پر سلام ہوں آپ نے ہر ظلمت کو دور فرمایا کیونکہ آپ ہر اعتبار سے ہر ایک اعتبار سے من کل الوجوہ نور کامل بنکر تشریف لائے آپ جب تشریف لائے تو جہالت دور ہوگئی جب آپ تشریف لائے تاریکی دور ہوگئی جب آپ تشریف لائے تو بداخلاقیوں کی ظلمتیں دور ہوگئیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو کفر کی ظلمت دور ہوگئی جب آپ تشریف لائے تو شرک کی اندھیریاں چھٹ گئیں اور حق کے نور کا اجالا ہو گیا ساری کائنات کو میرے آقا ﷺ نے بقعہ نور بنا دیا مگر

(سورۃ مائدہ آیت 15)

آنکھ والا تیرے جلوے کا نظارہ دیکھے

اور دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ارے اور باتوں کو ایک طرف رکھو یہ بتا دو میرے آقا ﷺ کے علم کی نورانیت حضور ﷺ کی ہدیٰ کی نورانیت حضور ﷺ کی نبوت کی نورانیت حضور ﷺ کی تعلیمات کی نورانیت یہ تمہارے سامنے آفتاب سے زیادہ روشن ہے یا نہیں ہے اب آپ کہیں گے کہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ جسمانی نورانیت تو ہمارے سامنے نہیں ہے ٹھیک ہے، جن کے سامنے تھی اُنہوں نے دیکھا اور اُنہوں نے دیکھ کر بیان کیا حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیثیں میں نے بیان کیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ کا نور دیکھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کی پیشانی مبارک سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں حضور ﷺ کی جبینِ اقدس پر نور کا نکھار رہتا تھا دیکھنے والوں نے دیکھا اور بھائی ایک بات اور ہے بات یہ ہے میرے دوستو کسی چیز کو دیکھنے کے لیے بھی تو نور کی ضرورت ہے ناں۔ آنکھ میں نور نہ ہو کسی کی صورت کیسے دیکھو گے کانوں میں سماعت کا نور نہ ہو تو آواز کیسے سنو گے، دماغ میں عقل کا نور نہ ہو تو کوئی بات کیسے سمجھو گے مجھ سے اگر پوچھتے

ہو تو میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آج بھی میرے آقا ﷺ کی ہر قسم کی نورانیت کا نور
چمک رہا ہے۔

یہ سارے نور بے نور ہو کر رہ جائیں

اب آپ کہتے ہیں کہ ہمیں نظر نہیں آتے اگر تمہیں نظر نہیں آتے تو تمہاری محروم القسمتی ہے
اور پھر کوئی ضروری ہے کہ ہر نور تمہیں نظر آئے ان باتوں کو بھی چھوڑو فرشتوں کے نور ہو
نے کو مانتے ہو یا نہیں مانتے؟ ارے مسلم شریف کی حدیث ہے **عن عائشہ رضی
اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ خلقت الملئکة من نور**
تو فرشتے نور سے پیدا ہوئے کہ نہیں ہوئے پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے دائیں
بھی فرشتے ہیں بائیں بھی فرشتے ہیں آگے بھی فرشتے ہیں پیچھے بھی فرشتے ہیں کراما کاتبین
فرشتے ہیں بولو فرشتے ہیں یا نہیں پھر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آگے روشنی نہ رہے، پھر
اندھیرے میں آپکو کچھ نظر آئے گا۔ اتنے فرشتے تمہارے سامنے موجود ہیں آگے پیچھے
تمام فرشتوں کے نور موجود ہیں پھر بھی تمہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ کیوں نظر نہیں آتا؟ ارے
تمہیں کیا نظر آئے خود فرشتے ہی نظر نہیں آتے جسکو نور ہی نظر نہ آئے اسکو روشنی کیسے نظر
آئے گی۔ تمہیں اگر فرشتے نظر نہیں آتے فرشتوں کی روشنی نظر نہیں آتی تو ایمان سے کہو کہ
فرشتوں کے ہونے کا انکار کرو گے کیا کہو گے یہ کہو گے کہ فرشتے تو نور ہیں مگر ہاں ہمارے

(مسلم شریف)

اندر وہ نور نہیں کہ فرشتوں کو دیکھ لیں۔ یہی بات ہے نا۔ تو جب تمہارے اندر فرشتوں کے
نور کو بھی دیکھنے کا نور نہیں ہے تو مصطفےٰ ﷺ کا نور تو بہت قوی ہے ارے اس نور کو تو وہی
دیکھے گا جو صاحب نور ہو گا اور پھر میں اسطرف نکل جاؤں تو ساری رات گزر جائے گی وہ
سلسلہ ختم نہیں ہو گا اتنی سی بات میں صرف عرض کئے دیتا ہوں کہ بھئی تم نے نہیں دیکھا تو
دیکھنے والوں پر ایمان لاؤ! دیکھنے والوں کو تو مان لو دیکھنے والوں نے تو بتا دیا کہ نہیں بتا دیا
؟ مگر یہ بات ہے ہم اندھے تو ہیں کہ ہمیں نظر نہیں آتا وہ نور نہیں ہے ہم میں وہی نور جو جس
میں نہ ہو وہ اندھا ہوتا ہے مگر اندھے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اندھا وہ ہے کہ خود
نہیں دیکھتا مگر دیکھنے والے کی بات مان لیتا ہے وہ تو ٹھیک ہے اسے نظر نہیں آیا اس نے
نہیں دیکھا مگر دیکھنے والے کی تو بات مان گیا چلو نجات ہو جائے گی مگر ایک ظالم ایسا اندھا
ہے نہ دیکھے نہ دیکھنے والے کی بات مانے اسکا انجام بہت خراب ہوتا ہے، تو اللہ سے دعا
کرتا ہوں کہ یا اللہ ان اندھوں سے ہمیں بچالے۔ میرے دوستو! اور میرے عزیزو! اللہ
فرماتا ہے **قد جاء کم من اللہ نور نور عظیم النور العظیم ای
شئی ھو محمد الرسول اللہ** ﷺ اور صاحب روح المعانی نے بڑے
پیارے لفظ لکھے ہیں اور وہ مجھے بہت ہی اچھے لگتے ہیں فرماتے ہیں۔ **قد جاء کم
من اللہ نور** فرماتے ہیں ای نور الانوار والنبی المختار محمد الرسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے تمہارے پاس نور آیا وہ نور کون ہیں سارے نوروں کا نور ہیں اور میں یہ جانتا

(تفسیر روح المعانی)

ہوں کہ اگر مصطفیٰ ﷺ کا نوران نوروں سے نکل جائے تو یہ سارے نور بے نور ہو کر رہ جائیں اور حضور ﷺ وہ مرکز حیات ہیں ہمارے جسم میں روح ہوتی ہے اگر روح نکل جائے تو جسم بے جان ہو کر گر پڑے اور اگر مصطفیٰ ﷺ کی حیات کی روح ہماری روحوں سے نکل جائے تو روحیں بے جان جسم کی طرح مردہ ہو کر گر پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین** عزیزان محترم میں نے تو ایک بات بھی نہیں کہی اور میں کہہ بھی کیا سکتا ہوں اور میری حقیقت ہی کیا ہے۔

حضور ﷺ اللہ کے داعی ہیں

رسول کریم ﷺ وہ نور مبین ہیں کہ آپ نے گمراہی کی تاریکی کو دور فرما دیا اور حضور ﷺ نے ہمارے لئے نجات کی راہوں کو منور فرما دیا میرے دوستو میں سچ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ ایسا نور ہیں کہ عالم غیب کی حقیقتوں کو حضور ﷺ نے ہمیں دکھا دیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ کوئی چیز میں دیکھوں تو مجھے اتنا یقین نہیں آتا جس قدر کہ عالم غیب کی حضور ﷺ کی بتائی ہوئی حقیقت پہ میرا یقین ہے جب میرے آقا ﷺ نے فرمایا جنت حق ہے نار حق ہے تو مجھے اپنے دیکھنے پر اتنا یقین نہیں جتنا کہ ان حقائق غیبیہ پر یقین ہے جو میرے آقا ﷺ نے بتائے آپ سمجھے حالانکہ جنت غیب ہے، نار غیب ہے، رضوان جنت غیب ہے ملائکہ غیب ہیں یہ مالک دوزخ یہ تمام حقائق غیبیہ ہیں تو میرے دوستو میرے آقا

ﷺ نے پل صراط کی بات بتائی۔ حضور ﷺ نے حشر نشر کی بات بتائی حضور ﷺ نے جزاء وسزا کی بات بتائی یہ سب حقائق غیبیہ ہیں میرے پیارے دوستو اور میرے محترم عزیزو! حضور ﷺ نے تمام ہدیٰ کی راہوں کو روشن فرما دیا جنت کی راہیں دکھا دیں دوزخ کی راہوں سے آگاہ فرما دیا یہ راہ ہے جانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے، **وھدینٰہ النجدین** دونو واضح راہیں تو روشن فرما دیں چاہے جنت کی طرف جاؤ چاہے دوزخ کی طرف **من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر** ہم نے اپنا کام کر دیا تمہیں جو حقیقت تھی بتا دی اور جو حقیقت تھی تمہارے سامنے واضح کر دی اب اگر تم دوزخ کی راہ پر چلنا چاہتے ہو جاؤ جہنم میں اور اگر تم جنت میں جانا چاہتے ہو آؤ ہمارے پیچھے **۔فاتبعونی یحبب کم اللہ** ۔ اتباع کرو ہماری پھر حضور ﷺ نے ساری کائنات کو دعوت دی اور اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو داعی بنا کر بھیجا، بولو بھئی حضور ﷺ اللہ کے داعی ہیں یا نہیں اور داعی کا مطلب کیا ہے کہ لوگو آؤ میرے پیچھے چلے آؤ حضور ﷺ نے سب کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ دعوت دی **قل ان کنتم تحبون اللہ** لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو یوں تو کہا کرتے ہو **نحن ابنٰٓؤ اللہ واحباء ہ** ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اللہ کے بڑے محبوب ہیں اور اللہ کے بڑے محبّ ہیں یوں تو کہا کرتے ہو تمہارے دعویٰ میں کوئی سچائی ہے تو فاتبعونی اور اسکا ثبوت دو میرے پیچھے لگو حضور ﷺ نے سب کو دعوت دی اب سارے جہاں کو دعوت دی۔ قرآن نے کہا

(سورۃ بلد آیت 10) (سورۃ کہف آیت 29) (سورۃ آل عمران آیت 31) (سورۃ فرقان 1)

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعٰلمین نذیراً

لفظ نبی کے معنی اور مفہوم

میں آپ سے پوچھتا ہوں آج ایسے لوگ بھی ہمارے سامنے موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ **ما ادری ما یفعل بی ولا بکم** مجھے پتہ ہی نہیں کہ میرے تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا آپ یہ بتائیں کہ کوئی کسی جماعت کو جب کہے کہ میرے پیچھے چلو پھر وہ کہیں کہاں چلیں، جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں کیا ہوگا وہ یہ کہے پتہ نہیں کیا ہوگا میرے پیچھے چلو، تو کوئی اس کے پیچھے چلے گا۔ نہیں۔ سوچنے کا مقام ہے ارے اسکا مطلب تو یہ تھا کہ میں خود بخود نہیں جانتا میرا رب مجھے بتاتا ہے خود بخود جاننا یہ میری شان نہیں اس لئے کہ میں رسول ہوں میں نبی ہوں ۔ نبی کے معنی کیا ہیں؟ النبی الخبر، النبی المخبر، النبی الخارج، النبی المخرج، النبی الظاہر، النبی الطریق الواضح، النبی المکان المرتفع، النبی السامع الصوت الخفی، میں تو نبی ہوں نبی تو مخبر ہوتا ہے مگر وہ خبر کس بات کی دیتا ہے جس بات کی اسے خبر دی جائے اسلئے وہ مخبر کیلئے ہے مخبر بعد کو وہ ہجرت کے سفر میں خروج فرماتا ہے۔ اور جب خروج فرماتا ہے تو وہ خارج ہوتا ہوا اور سفر ہجرت فرماتا ہوا وہ ان لوگوں کو نظر آتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ میرے دوستو! وہ

(سورۃ احقاف آیت 8)

حدیث ہجرت یاد آجاتی ہے لیکن اس حدیث ہجرت کو میں بیان کرنا شروع کروں تو ساری رات تو اسی میں ختم ہو جائیگی بات کا تو ایک جملہ بھی آگے بڑھ نہیں سکے گا اتنی بات بتا دوں کہ میرے آقا آپ کو جس نے جس شان سے دیکھا خدا کی قسم وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے مگر دیکھا ہوا ایسا نہ ہو کہ **وترٰھم ینظرون الیك وھم لا یبصرون** لوگ سمجھ رہے ہیں کہ دیکھ رہے ہیں مگر نظر ہی کچھ نہیں آرہا ایسا نہ ہو حضور ﷺ نے جو کچھ بھی خبر دی اللہ کے خبر دینے سے ہمیں خبر دی کیونکہ وہ مخبر بھی ہیں وہ مخبر بھی وہ خارج بھی ہیں۔ وہ مخرج بھی وہ ظاہر بھی ہیں وہ طریق واضح بھی ہیں اور وہ مکان مرتفع ہیں ارے ان کے مخبر ہونے کا عالم یہ ہے کہ جو خبر وہ دیں کائنات میں وہ خبر کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ بتایئے کون ہے آپکو جو عذاب قبر کی خبر دے گا کون ہے جو آپ کو آخرت کی خبر دیگا کون ہے آپکو جو جنت کی خبر دیگا اور حشر و نشر کی خبر دیگا میرے آقا ﷺ مخبر ہیں وہ خبر دیتے ہیں جو کوئی خبر دے نہیں سکتا اور وہی غیب کی خبر ہے اور وہ خبر خود نہیں دیتے لوگ یہ نہ کہیں کہ اپنی طرف سے **من تلقاء نفسه شریفه** نہیں نہیں وہ تو اللہ کی طرف سے **وما ینطق عن الھوٰی ان ھوا الا وحی یوحٰی** وہاں تو سلسلہ برابر لگا ہوا ہے اُدھر سے آرہا ہے اِدھر سے جا رہا ہے علم بھی ادھر سے آرہا ہے اور ادھر سے جا رہا ہے اور ہر خیر ادھر سے آرہی ہے اور اِدھر سے جارہی ہے اللہ اپنے حبیب ﷺ کو دے رہا ہے حضور ﷺ کائنات کو تقسیم فرما رہے ہیں اور پھر ان کی شان ارے وہ اپنے ظہور میں

(سورۃ اعراف آیت 197) (سورۃ النجم آیت 1)

اتنے اظہر ہیں کہ کائنات میں کوئی ظہور ظہور محمدی ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور میں ایک بات کہہ دیتا ہوں کہ وہ کسی نے کہا ہے کہ ہر پھول ہو یا ہر پتہ ہر شجر ہو یا حجر ہر شئی کے اندر حضور ﷺ ہی کا نور ظاہر ہو رہا ہے دلائل میں ان سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں ان کے برابر بھی کوئی ظاہر نہیں معجزات میں انکا ظہور سب سے اعلیٰ ہے اور اپنے کمالات نبوت میں عبدیت میں ان کا وہ ظہور ہے کہ جس ظہور کا تصور کسی کے لیے ممکن ہی نہیں ہے۔ اور وہ وہ طریق واضح ہیں حق کے لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **انك لعلٰی صراط مستقیم** بلکہ مجھ سے اگر آپ پوچھیں تو صراط مستقیم تو خود سرکار ﷺ کا نام ہے اور جب میں کہتا ہوں **اھدنا الصراط المستقیم** تو میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ الٰہی مجھے تو اپنے حبیب ﷺ کی طرف میری رہنمائی کر دے صراط مستقیم تو وہ خود ہیں وہ طریق واضح ہیں وہ مکان مرتفع ہیں انکی ارتفاع انکی رفعتوں کا کیا عالم ہے ارے عرش کی رفعتیں نیچے ہیں مصطفےٰ ﷺ کی رفعتیں اس سے بھی بلند ہیں وہ السامع الصوت الخفی ہیں وہ ہلکی آواز سنتے ہیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ میں نے جنت میں تیرے اپنے آگے چلنے کی آواز سنی ہے تو جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ گئے کہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چلنے کی آواز حضور ﷺ نے معراج کی رات سنی معراج کب ہوئی ہجرت سے پہلے اور حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اپنے آگے چلنے کی آواز کب سنی ہجرت سے

پہلے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے آگے کب چلیں گے معلوم ہے آپکو کب چلیں گے۔ جب قیامت کا دن ہوگا میرے آقا ﷺ ناقہ اضباع پر سوار ہوں گے اور ناقہ اضباع کی جو مہار ہے وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوگی حضرت بلال رضی اللہ عنہ آگے آگے چلتے ہوں گے اور میرے آقا ﷺ اونٹنی پر سوار ہوں گے، جو آواز ہزاروں برس بعد پیدا ہوگی میرے آقا ﷺ نے پہلے ہی سن لی السامع الصوت الخفی۔ اللہ اللہ کون ہے حضور ﷺ جیسا آپ ﷺ کا ذکر کس سے ہو سکتا ہے ہم تو عاجز ہیں بس ہم تو یہی جانتے ہیں کہ بس بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ میرے محترم دوستو اور پیارے عزیزو! اللہ کا فرمان ہے **قد جاء کم من اللہ نور ای نور عظیم نورا لا نوار و النبی المختار** نور کون ہیں وہ نور عظیم ہیں نور کی عظمت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں نور اخلاق ہے نور علم ہے نور ہدٰی ہے نور تقویٰ ہے نور ایمان ہے نور عرفان ہے نور قرآن ہے نور زمین ہے نور آسمان ہے نور جسم ہے نور جان ہے نور کی ہر حقیقت حضور ﷺ اپنے اندر لئے ہوئے ہیں وہ نبی مصطفیٰ ﷺ ہیں وہ نبی مختا رہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے انکو پسند فرمایا اور جسکو اللہ پسند فرمائے سب کچھ اسی کے حوالے کر دیتا ہے۔

پیارے میں نے کوثر تیرے حوالے کی

اسی لئے فرماتا ہے **انا اعطینک الکوثر** میرے پیارے میں نے کوثر تیرے حوالے کی اور کوثر کیا ہے؟ آپ کہیں گے وہ تو حوض کا نام ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کسی نے ایسے کہا تھا کہ کوثر تو حضور ﷺ کے حوض کا نام ہے اور آپ کہتے ہیں کوثر خیر کثیر ہے تو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں میں اب بھی کہتا ہوں کہ کوثر خیر کثیر ہے مگر یاد رکھو **ھو من الخیر الکثیر** ۔ ارے حوض کوثر بھی تو خیر کثیر میں شامل ہے وہ الگ تھوڑی ہے جب اللہ نے خیر کثیر دیدی تو حوض کوثر بھی بیچ میں آگیا اور وہ خیر کثیر کیا ہے؟ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے جو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور تفسیر کے باب میں جتنے اقوال حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہوتے ہیں انمیں مجاھد رضی اللہ عنہ کا قول سب سے راجح ہوتا ہے یہ اہل تفسیر جانتے ہیں اہل علم کو پتہ ہے مگر یہاں تو اس کے خلاف کوئی قول ہے بھی نہیں تو راجح اور مرجوح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں الکوثر الخیر الکثیر الخیر کلہ اور دوسری سند میں فرماتے ہیں خیر الدنیا والاخرۃ ۔ اللہ فرماتا ہے میرے پیارے محبوب میں نے خیر کثیر تجھ کو دیدی اور خیر کثیر کیا ہے وہ تو کل خیر کا نام ہے اور کل خیر کیا ہے؟ خیر الدنیا والاخرۃ بولو بھئی کچھ رہ گیا باقی ۔ میرے آقا ﷺ نبی مختار ہیں جنکو اللہ تعالی نے سب کچھ عطا فرمادیا اور وہ نور عظیم ہیں جنکو نورانیت کا ہر پہلو عطا فرمادیا اور نور کا جو تصور ذہن میں

آئیگا وہ حضور ﷺ کی ذات میں پہلے سے موجود ہے۔

جب دوری ختم ہو جائے تو بے نوری بھی ختم ہو جائے گی

اب اس کے بعد میں فقط ایک بات عرض کروں گا کہ بھئی میرے آقا ﷺ تو نور ہی نور ہیں نور علی نور ہیں لیکن ہم اپنے حال کو دیکھیں ہم کس حال میں ہیں اپنے حال کو اور ہماری حالت تو بس ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈالے سب سے پہلے میں اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہوں میرے دوستو اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ فقط اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو یہ بے نوری کا عالم ہے یہ حضور ﷺ سے دوری کے سبب سے ہے، خوب یاد رکھو ایک ہی جملہ عرض کروں گا کہ حضور ﷺ سے دوری ہماری بے نوری کا باعث ہے جو حضور ﷺ کے جتنا قریب ہوتا جائیگا اسی قدر وہ نور لیتا جائے گا حضور ﷺ سے دوری کا کیا مطلب ہے؟ تو میں عرض کروں گا کہ یہ تو ایک ظاہر و باہر بات ہے کہ آفتاب کی شعاعیں ساری زمین کو منور کر رہی ہیں اور جب آفتاب چمکا تو ایمان سے کہنا کہ وہ کہیں چوتھے آسمان پر کہیں لاکھوں کروڑوں میل دور ہے لیکن اسکی شعاعیں زمین پر آگئیں اور زمین سے وہ قریب ہے اب سورج تو زمین کے قریب ہے لیکن ہم ایسا کریں کہ جہاں سورج کی شعاعیں زمین کے جس خطے پر پڑ رہی ہیں وہاں ہم شامیانے لگا دیں تو ایمان سے کہنا جہاں ہم شامیانے لگا دیں وہاں زمین پر سورج کی شعاعیں پڑیں گی؟ نہیں پڑیں گی کیا سورج

کی شعاعیں دور ہو گئیں؟ نہیں سورج کی شعاعیں دور نہیں ہوتیں ہم نے شامیانے لگا کر اپنے آپکو دور کر دیا سورج دور نہیں ہے میں پھر کہتا ہوں مصطفےٰ ﷺ دور نہیں ہیں ارے دور تو ہم خود ہوتے جا رہے ہیں جبکہ معصیت کے شامیانے پڑ جاتے ہیں جبکہ گناہوں کے حجاب قائم ہو جاتے ہیں جبکہ غفلتوں کے پردے ہم ڈال لیتے ہیں تو یہ غفلتوں کا پردہ معصیت کے حجاب یہ گناہوں کے شامیانے جو ہم نے لگائے ہوئے ہیں۔ اگر انکو دور کرویں تو خدا کی قسم دوری ختم ہو جائے اور جب دوری ختم ہو جائے تو بے نوری بھی ختم ہو جائے گی۔ **وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين**

جماعت اہلسنت کے عقائد کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ ''وہ اللہ تعالیٰ جس کی بندگی ساری مخلوق پر فرض ہے،، ''وہ خدا اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے،، تم میرے محبوب ﷺ کی توقیر بجالاؤ۔ وہ خدا جو ساری کائنات کا خدا ہے اس کا حکم ہے کہ تم میرا ہر حکم بجالاؤ۔ وہی خدا جو سارے جہان کا مالک ہے فرماتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی توقیر بجالاؤ،، آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حضور ﷺ کی توقیر اور تعظیم کا کیا مقام ہے، حضور اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کو ہم اپنے ایمان کا بنیادی نقطہ سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے محبوب ﷺ کا ذکر پہلے فرمایا ہے اور اپنی تسبیح کا ذکر بعد میں فرمایا ہے مقصد یہ ہے کہ جب تک میرے محبوب ﷺ کی توقیر و تعظیم نہیں ہوگی میری تسبیح بھی قبول نہیں ہوگی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ توقیر و تعظیم محبت کی علامات ہیں اصل جوہر حضور ﷺ کی محبت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے غار ثور میں حضور اکرم ﷺ کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا یہ حال تھا کہ حضور ﷺ کی عظمت و شان کے خلاف کوئی شخص بات بھی سامنے کہنے کا تصور نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے کفار مکہ کے ساتھ بات کرنے کیلئے حضور کے حکم سے پہنچے تو کفار قریش نے انہیں کہا کہ

''اے عثمان غنی! آپ مدینے سے عمرہ اور طواف کرنے کیلئے آئے ہیں تو ہم آپ کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ طواف کرلیں اور عمرہ بھی کرلیں،،

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ حضور اکرم ﷺ تو طواف اور عمرہ نہ کریں اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں عمرہ اور طواف کرلے یہ نہیں ہوسکتا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیدیا اور بالکل طواف اور عمرہ نہیں فرمایا قرآن شریف کا حکم ہے ''اللہ کیلئے حج اور عمرہ ادا کرو،، جب عمرہ کیلئے احرام باندھ لیا تو پھر اس کا ادا کرنا واجب ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمرے کا موقع مل گیا تھا لیکن انہوں نے صرف اس لئے عمرہ ادا نہیں کیا جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں   اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حضور اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم و تکریم ہمارے ایمان کی حقیقت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت ہے، لیکن ابھی تک اولاد سے غرضیکہ ہر چیز سے زیادہ آپ سے محبت ہے، لیکن ابھی تک میں اپنے اندر اپنی جان سے زیادہ حضور ﷺ کی محبت نہیں پاتا حضور ﷺ نے فرمایا ''اے عمر! جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ میری محبت نہیں ہوگی کوئی مومن عزت کے قابل نہیں ہوسکتا۔

حضور اکرم ﷺ کا روحانی فیض ایسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر عرض کیا اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ جس اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب کو نازل فرمایا ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی محبت میرے دل میں میری جان سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔

یہ عظیم اجتماع حرف آخر نہیں اہلسنت کا یہ عظیم اجتماع بھی اس بات کی تبلیغ کیلئے ہوا ہے اور اسی بنیاد پر سواد اعظم کو منظم کرنے کیلئے عظیم کانفرنس منعقد ہوئی ہے، جس میں دس ہزار سے زائد علماء ومشائخ اور پندرہ لاکھ افراد شریک ہوئے ہیں، یہ عظیم اجتماع حرف آخر نہیں، ابتداء ہے اور مستقبل میں ایسی کانفرنسیں منعقد ہوا کریں گی۔ میں سواد اعظم کا شکر گذار ہوں کہ وہ یہاں جمع ہوئے ہیں کہ وہ متحد ہوکر اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے اپنی آواز بلند کر سکیں، دستور اسلام کی عمارت کی بنیاد ہے اور جب بنیاد ہی نہ ہوگی تو عمارت کیسے تعمیر ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ اس مملکت خداداد میں جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی اس میں اسلامی دستور نافذ کیا جائے کیونکہ یہ دستور ہی مسلمانوں کی عظمت اور امتیاز کا علامتی نشان ہے اور جو اس کی آواز پر لبیک کہتا ہے وہ اس دنیا کا خوش نصیب انسان ہے۔

دھنک

صفحہ نمبر

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم الحمد لله ، الحمد لله وكفى وسلام علٰی عباده الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم یتلو علیهم اٰیٰته ویزكیهم ویعلمهم الكتاب والحكمة وان كانو من قبل لفی ضلال مبین صدق الله مولانا العلی العظیم وصدق رسوله النبی الامین ونحن علٰی ذالك لمن الشاهدین والشاكرین والحمد لله رب العٰلمین الهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه

محترم حضرات! اب وقت گزر رہا ہے۔ ہر شخص کی موت قریب ہے۔ اس کو معلوم نہیں کس وقت وہ اس کو پہنچ جائے۔ بہترین انسان وہ ہے جو سفر آخرت کیلئے اپنے آپ کو تیار رکھے۔ وہ کیسے؟ آپ کو معلوم ہے کہ یہ دنیا ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ہمارے اوپر وہ حال ابھی تک نہیں آیا کہ ہم دنیا میں آ کر اور پھر واپس جائیں۔ جانا ہمیں ضرور ہے لیکن ہم اپنے اس آنے اور جانے کے تصور کو اپنے ذہن میں راسخ اور پختہ نہیں

(سورۃ آل عمران آیت 164)

کرتے۔ اور موت کی یاد سے ہم اپنے آپ کو غافل رکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ **منها خلقنا كم** ۔ زمین سے مٹی سے ہم کو پیدا کیا لیکن کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جب ہم اس سے پیدا ہوئے ہیں تو ہم اس پر ہمیشہ رہیں گے۔ یہ خیال نہ کرے۔ **منها خلقنا كم وفيها نعيد كم** ہمیشہ تم زمین کے اوپر نہیں رہو گے اور زمین کے اوپر ہمیشہ تمہارا قیام نہیں ہوگا بلکہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ **وفيها نعيد كم** ہم زمین کے اندر تم کو لے جائیں گے۔ اب کوئی شخص یہ خیال کر بیٹھے کہ جب ہم زمین کے اندر جائیں گے تو شاید وہیں رہ جائیں۔ اس کے بعد کوئی اور مرحلہ ہم پر نہ آئے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ ایسا بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح زمین پر رہنے کا مرحلہ عارضی تھا زمین کے اندر جو ہم تم کو لے گئے ہیں وہ بھی عارضی ہے، عارضی ہے۔ **ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ** تمہیں زمین کے اندر لے جانے کے بعد ہم تم کو پھر باہر نکالیں گے اور وہی ایک ایسا مرحلہ ہوگا جو فیصلہ کن ہے۔

حشر میں مکاری نہیں چلے گی:

عزیزان محترم! دنیا میں انسان کوشش کرتا ہے کہ کسی مکاری عیاری کے ذریعے وہ کسی مصیبت سے اپنی جان کو چھڑا لے۔ کوئی رشوت دے دلا کر خلاصی حاصل کر لے لیکن قیامت کے دن کوئی مکاری نہیں چلے گی۔ کوئی رشوت نہیں چلے گی وہاں تو انصاف کا میدان ہوگا۔ عدل کے جھنڈے لہرا رہے ہوں گے۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی

(سورۃ طٰہٰ آیت 55)

مکر وفریب کے ذریعے کوئی اپنی جان چھڑا لے اور کوئی رشوت وتاوان اور چٹی دے کر اپنے آپ کو بچا لے۔ وہاں تو یہ صورتحال ہوگی کہ **الله يتوفى الانفس حين موتها والتى لم تمت فى منامها فيمسك التى قضٰى عليها الموتٰى ويرسل الاخرىٰ الى اجل مسمًى** اللہ تعالیٰ ہماری روحوں کو قبض فرماتا ہے جب ہماری موت کا وقت آتا ہے اور اگر ہماری موت کا وقت ابھی نہیں آیا، آتا ہے، آگے چل کر۔ تو پھر بھی وہ ہماری روحوں کو قبض کرتا ہے وہ کب؟ **فى منامها** جب ہم سوتے ہیں تو اللہ ہماری روحیں قبض کرتا ہے۔ جبھی تو ہم سوتے ہیں۔ یہ ہمارا سونا، یہ قبض روح ہی تو ہے۔ اور کیا ہے؟ **فيمسك التى قضىٰ عليها الموت** جس روح کو اللہ تعالیٰ نے موت کے ساتھ قبض کیا ہے اس کو تو اللہ روک لیتا ہے، پھر وہ جسم کی طرف اس دنیا میں واپس نہیں آتی۔ **ويرسل الاخرىٰ الى اجل مسمًى** اور جس روح کو اللہ تعالیٰ نے نیند میں قبض کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ایک مدت معینہ تک، ایک مدت مقررہ تک چھوڑے رکھتا ہے۔ بس جب وہ مدت معینہ پوری ہو جائے گی تو بس پھر اس کو آنے کی اجازت نہیں ہوگی اور میدان بالکل صاف ہو جائے گا۔ قصہ تمام ہو جائے گا۔

عزیزان محترم! سب سے بڑا مشکل مرحلہ یہی آخرت کا مرحلہ ہے اور اس آخرت کے مرحلے کے لئے جو مقدمہ ہے وہ موت کا مرحلہ ہے۔ جب انسان کو موت آتی ہے اور وہ تو

(سورۃ الزمر 42)

فیصلہ کن مرحلہ ہے۔

خواب غفلت:

عزیزان محترم! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم بڑی غفلت میں وقت گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ہمیں خواب غفلت سے جھنجھوڑا اور غفلت دور فرمانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بار بار ارشادات فرمائے۔

اللہ اکبر۔ اللہ نے فرمایا میرے بندو! موت کا وقت تمہارے سر پر کھڑا ہے اور تم غفلت میں پڑے ہو اور تمہاری زندگی کے مرحلے گزر رہے ہیں۔ کسی نے کہا:

''برسر جو بنشین وگزر عمر ببیں،،

نہر کے کنارے بیٹھ جاؤ اور عمر کے گزرنے کا نقشہ آنکھوں سے دیکھتے رہو۔ جو پانی گزر رہا ہے وہ واپس نہیں آرہا، وہ گزر گیا۔ بس تمہاری عمر ایسے گزر رہی ہے جیسے نہر کا پانی گزر رہا ہے۔ اپنی عمر کے گزرنے کا نقشہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہو تو برسر جو بنشین وگزر عمر ببیں کسی نہر کے، ندی کے کنارے بیٹھ جاؤ۔ پانی اس کا گزر رہا ہے۔

یہ دیکھو پانی نہیں گزر رہا، تمہاری عمر گزر رہی ہے۔ اب بتایئے کہ عمر کتنی قیمتی ہے؟ عمر کے لمحات کتنے زریں ہیں؟ میں عرض کروں گا کہ وقت اور عمر سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے دنیا میں۔

سب سے قیمتی چیز ہماری عمر رواں ہے

اللہ اللہ، اگر ہماری معمولی سی چیز ضائع ہو جائے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے۔ افسوس ہوتا ہے ناں؟ اگر کسی کی سگریٹ کی ڈبیا گم ہو جائے تو اسے افسوس ہوگا کہ بھئی میری سگریٹ کی ڈبیا گم ہوگئی۔ کسی کی ماچس گم ہو جائے تو افسوس کرے گا کہ بھئی میری ماچس گم ہوگئی لیکن سب سے قیمتی چیز گم ہو رہی ہے مگر ہمیں افسوس نہیں ہوتا۔ سب سے قیمتی چیز! اور وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہماری عمر رواں ہے۔ عمر رواں یہ سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے اور یہ گزر رہی ہے۔ اور ہم اس سے کوئی کام نہیں لے رہے۔ اگر کام لیتے ہیں تو معصیت کا، گناہ کا، خدا کو ناراض کرنے کا، رسول کو ناراض کرنے کا۔ بتایئے اس سے بڑھ کر ہماری عمر کا ضیاع اور کیا ہوگا؟ مال ضائع ہو جائے تو افسوس ہوتا ہے۔ عمر ضائع ہو جائے تو افسوس نہیں ہوتا۔ یہ ہماری انتہائی غفلت ہے۔

دنیوی زندگی کھیل تماشا کے سواء کچھ نہیں

عزیزان محترم! میں نے بارہا اس غفلت کو آپ کے ذہن سے نکالنے کے لئے ایک مثال دی، اور میں نے بتایا کہ انسان کو اس تصور سے بچانے کیلئے کہ بس اس جہان کے سواب کسی اور جہان کا مجھے سامنا کرنا ہی نہیں۔ میں جیسے بیٹھا ہوں بیٹھا ہی رہوں گا۔ جس دنیا میں ہوں وہیں رہوں گا اور کوئی جہان پیش ہی نہیں آئے گا۔ جس حال میں ہوں وہ دنیا کا حال کھانا، پینا، سونا، اٹھنا، آرام کرنا، عیش کرنا، کھیلنا، ہنسنا، مذاق کرنا، چلنا، پھرنا اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا۔ بس یہی قصہ میرے ساتھ رہے گا اور میں اسی حال میں

رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی خوبیوں کے ساتھ ان حقائق کو ہمارے ذہنوں سے نکالا۔
اور آپ کو معلوم ہے قرآن نے بار بار کہا کہ حیات دنیا جو ہے وہ تو لہو لعب سے زیادہ نہیں، لہو اور لعب، کھیل کود، کھیل تماشا۔ اب بتایئے کہ کھیل تماشے کے بعد کوئی اس کی حقیقت کا، برقرار رہنے کا تصور کوئی اپنے ذہن میں لے کے جاتا ہے؟ بھئی لوگ کھیل دیکھتے ہیں۔ بس جتنی دیر کھیل دیکھا، تماشا دیکھا اتنی دیر تک ذہنی طور پر اس کی لذت محسوس کرلی۔ جب وہ کھیل تماشا دیکھ چکے، ختم، میدان صاف۔ بالکل ایسا ہے۔

فلم دیکھنا بالکل جائز نہیں

میرے دوستو! لوگ فلم دیکھتے ہیں۔ اگر وہ اس حقیقت کو سامنے رکھ لیں جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں تو ان کو فلم دیکھنے سے بھی فائدہ ہوگا۔ حالانکہ آج کل جو فلمیں ہوتی ہیں وہ تو معصیت ہیں اور اس کے اندر بہت مخرب اخلاق چیزیں ہوتی ہیں۔ اور وہ تو بالکل جائز نہیں ہیں۔ گناہ ہیں۔ لیکن اگر انسان اس تصور کو ذہن میں رکھے کہ فلم کیا ہے؟ مثال کے طور پر آپ نے دیکھا کہ ایک بولنے والا بول رہا ہے۔ وہ کوئی پارٹ ادا کر رہا ہے اور وہ چلتا بھی ہے۔ بیٹھتا بھی ہے، لیٹتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے، روتا بھی ہے، باتیں بھی کرتا ہے، اس کے جسم پر لباس بھی آپ کو نظر آتا ہے۔ اس کے سر پر آپ بالوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ جی! اور آپ دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی پتلا لباس اس کے بدن پر ہے تو آپ نے دیکھا کہ بھئی وہ لباس ہوا سے اڑ رہا ہے۔ بال ہوا میں کچھ منتشر ہو رہے ہیں۔ آپ نے اسکی آواز سنی،

حرکت دیکھی چلنا دیکھا، پھرنا دیکھا۔ تو یہ کیا ہے؟ یہ چلنا، پھرنا، بولنا، ہنسنا، رونا، کھانا، پینا۔ یہ ہر فلم میں جو نظر آتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ بتانا یہ ہے کہ انسان! اگر سمجھ لے کہ یہ جو حرکت بھی کسی کرنے والے نے کی ہے اگر اٹھا ہے تو اس کا اٹھنا محفوظ ہو گیا۔ اگر کھڑا ہوا ہے تو کھڑا ہونا محفوظ ہو گیا۔ اگر بولا ہے تو اس کا بولنا محفوظ ہو گیا۔ اگر وہ لیٹا ہے تو لیٹنے کی ہیئت وہ محفوظ ہو گئی۔ اگر اس نے ہاتھ ہلایا ہے تو ہاتھ کی حرکت محفوظ ہو گئی، پاؤں چلایا ہے تو پاؤں کے چلنے کی جو ہیئت ہے وہ محفوظ ہو گئی۔

اے بندے! یہ سمجھ لے کہ جس طرح اب یہ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ فلم تیار کرنے والے اور ان تمام ہیئتوں کو اور حرکتوں کو کیچ کرنے والے اور ان کو محفوظ کرنے والے انسان ہی تو ہیں نا؟ انسان ہیں۔ اب جس کی آپ نے فلم تیار کی وہ بیٹھا ہے، وہ کھڑا ہے، وہ رو رہا ہے، وہ ہنس رہا ہے، لیکن اس کے بعد وہ مر گیا۔ وہ لاکھ مر جائے مگر اس کی فلم ویسی ہی موجود ہے۔ وہ آپ کو بولتا ہوا نظر آ رہا ہے، ہنستا ہوا نظر آ رہا ہے، چلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ یہ کیا تھا؟ یہ تھا کہ اے انسان اگر تو انسانوں کی ان ہیئتوں کو اور ان کی کیفیتوں کو، اپنے بولنے کو اور ہر حرکت و سکون کو اگر تو محفوظ کر سکتا ہے تو یہ بتا کہ تیرے اعمال کو رب محفوظ نہیں کر سکتا؟ تیرے اندر تو اتنی قوت ہے کہ تو لوگوں کی حرکات و سکنات اور ان کی ہیئت کو اور ان کے بولنے کو اور ان کے ہر قول و فعل اور حرکت و سکون کو تو محفوظ کر لیتا ہے۔ کیا رب میں یہ قوت و طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے بندوں کے اعمال کو محفوظ کر لے؟

اللہ اکبر اللہ اکبر

ہماری فلم ہر وقت اتاری جا رہی ہے

میرے دوستو اور میرے محترم عزیزو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ دنیا کیا ہے؟ یہ ایک فلم گاہ ہے اور ہماری فلم ہر وقت اتاری جا رہی ہے اور کراماً کاتبین ہمارے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔ یہ فلم تو ظاہری اداؤں اور حرکتوں کو محفوظ کرتی ہے لیکن قدرت نے وہ کیمرہ لگایا ہے کہ ہماری دل کی کیفیت کو بھی محفوظ کرتا ہے۔ ایمان دل میں ہوتا ہے نا؟ محبت دل میں ہوتی ہے نا؟ عداوت دل میں ہوتی ہے۔ مکر دل میں ہوتا ہے۔ الفت دل میں ہوتی ہے۔ آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ نیت کرتا ہے ٹھیک ہے نا؟ نیت زبان کے کہنے سے نہیں ہوتی دل کے ارادے سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی لاکھ زبان سے کہتا رہے میں نے نماز کی نیت کی مگر اس کی توجہ، دل کی توجہ نیت کی طرف ہے ہی نہیں۔ دل کا قصد ہوا ہی نہیں تو زبان کے کہنے سے نیت نہیں ہوگی۔ نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے۔ اگر کسی نے نیت کے بغیر نماز پڑھی، بولو ہو جائے گی؟ نہیں ہوگی۔ معلوم ہوا کہ ہماری نماز میں ہمارا کھڑا ہونا، ہمارا جھکنا اور پھر ہمارا قومہ، اور ہمارا سجدہ اور ہمارا رکوع، اور ہمارا تشہد اور قعدہ اور یہ تمام ارکان صلوٰۃ میں جو ہماری حرکتیں ہیں۔ یہ بھی محفوظ ہو رہی ہیں۔ اور ہم نے دل میں جو نماز کی نیت کی ہے یا نہیں کی وہ بھی محفوظ ہو رہی ہے۔ اگر کسی نے کسی کو دکھانے کے ارادے سے نماز پڑھی۔ وہ ریا کاری کی نماز ہوگی۔ بولو قیامت کے دن ریا کاری کی نماز

منہ پر ماری جائے گی کہ نہیں ماری جائیگی۔ تو ریا کاری کا جو معاملہ ہے وہ جسم سے تو ظاہر نہیں ہوتا وہ تو دل میں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ فلم تو فقط ظاہر کو محفوظ کرتی ہے اور قدرت کی فلم وہ ہے کہ ہمارے ظاہر و باطن سب کو محفوظ کرتی ہے۔

میرے دوستو! اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کسی کی حرکات کو آپ نے محفوظ کر لیا۔ اور آپ نے کہا بھئی تو نے یہ حرکت کی تھی۔ وہ کہے کہ میں نے تو کبھی بھی نہیں کی تھی۔ مجھ پر الزام ہے۔ تو اگر آپ اس کی وہ حرکت فلم میں اس کے آگے رکھ دیں تو ماننا پڑے گی اس کو کہ نہیں ماننا پڑے گی؟ بس بات یہ ہے کہ بندہ اگر اپنے گناہوں کا لاکھ انکار کر دے اللہ فرماتا ہے کہ **ثم ينبئكم بما كنتم تعملون**) تمہاری فلم سامنے رکھ دی جائے گی۔ **اقرا كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا** میرے محترم دوستو اور میرے محترم عزیزو! ان چیزوں کو جو اللہ نے دنیا میں پیدا کی ہیں۔ بار بار اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ میں نے اپنی آیات کو سمجھانے کیلئے طرح طرح کی نشانیاں پیدا کر دی ہیں تم سمجھو تو سہی۔ بتائیے یہ کتنی بڑی نشانی قدرت نے ہمارے آگے رکھی ہے۔ اور ہم پھر بھی نہ سمجھیں، تو پھر کیا کہا جائے؟ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ غفلت کی حالت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہمیں کبھی احساس نہیں ہوا کہ اس زندگی کے ختم ہونے کا بھی ایک وقت آئے گا۔ اور موت کا بھی ایک وقت آئے گا۔ جس طرح ہم اپنے عزیزوں کو اپنے کاندھوں پر لے جا کر قبروں میں دفن کر دیتے ہیں ایک

(سورۃ الانعام آیت ۶۰) (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۴)

وقت ایسا آئے گا کہ ہمارے عزیز بھی اپنے کاندھوں پر ہمارا جنازہ اٹھا کر قبروں میں ہم کو دفن کر کے آئیں گے۔ اگر اس وقت کو ہم یاد رکھیں تو ہمارے لئے بہت اچھا ہے، بہت اچھا ہے۔

قبروں کی زیارت:

حضرات محترم! حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو موت کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا ثواب دیتا ہے اور اسی لئے قبرستان میں جانا اور قبروں کی زیارت کرنا مشروع فرمایا گیا کہ قبروں کو دیکھو اور نصیحت حاصل کرو کہ آج یہ فلاں کی قبر ہے، کسی کی قبر ہے، ارے آج یہ اس کی قبر ہے کل کو ہماری بھی ایسی ہی قبر ہوگی۔ یہ تذکرے ہیں، یہ عبرت ہے اور اس تذکرے اور عبرت سے ہم بہت دور چلے گئے اور غلفت میں مبتلا ہو گئے۔ اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں تو ہمارا سارا معاشرہ ٹھیک ہو جائے۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو دکھ نہ پہنچائے۔ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے کوئی چوری نہ کرے کوئی بے حیائی کا کام نہ کرے۔ کوئی فحاشی میں مبتلا نہ ہو کوئی شراب نہ پیئے۔ کوئی بدکاری نہ کرے۔ کوئی بے گناہ کسی کو قتل نہ کرے۔ کوئی رشوت نہ لے۔ یہ سب کام اس لئے ہو رہے ہیں کہ ہم سب غفلت کی نیند میں پڑ گئے ہیں۔ سب سے زیادہ نقصان میں وہ ہے جس نے دنیا میں دل لگایا۔ کیا کہوں آپ سے؟ اللہ تعالیٰ نے حیات دنیا کو لہو ولعب قرار

دیا ہے۔ اور فرمایا کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشے سے زیادہ نہیں ہے تو تم اس میں جی مت لگاؤ اور جنہوں نے اپنا جی اس میں لگایا میں سچ کہتا ہوں کہ ان سے بڑھ کر کوئی نقصان میں نہیں ہے۔ سب سے زیادہ نقصان میں وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنا جی اس دنیا میں لگایا۔ بھئی میں تو یہ سمجھتا ہوں چونکہ انسان دنیا میں ہے۔ اسے کھانا بھی ہے، پینا بھی ہے، اس کو تجارت بھی کرنی ہے، زراعت بھی کرنی ہے، صنعت بھی کرنی ہے، اسے ملازمت بھی کرنی ہے، مزدوری بھی کرنی ہے، اسے تجارت و زراعت سب کچھ کرنا ہے مگر سب کچھ کرے اپنا دل کسی چیز میں نہ لگائے اور صورت حال کیا ہو؟ کہ

''دست بکار، ودل بیار،،

ہاتھ کام میں لگے ہوں اور دل یار کے ساتھ لگا ہو۔ اللہ اکبر۔ حضور سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم نے یہ تعلیم ہم کو دی۔ اسی لئے دی کہ اگر اس تعلیم کو ہم اپنے اندر پختگی دے دیں تو یقین کیجئے کہ دونوں جہان ہمارے سنور گئے۔ اور کچھ لوگوں نے صحابہ کرام بلکہ ازواج مطہرات کے حق میں یہ غلط اور ناپاک تصور کیا کہ ان کی توجہ بھی اس طرف تھی اور ان کے دل کی جو لگن تھی وہ بھی انہی دنیاوی امور کے ساتھ تھی اور وہ بھی اسی کھیل تماشے میں محو تھے۔ اللہ اکبر۔ یہ بہت بڑی ناسمجھی ہے اور نبی کریم ﷺ کی صحبت مقدسہ جس کو نصیب ہوگئی اس کا ذہن سنور گیا، اس کی روح پاکیزہ ہوگئی، اس کا دل منور ہو گیا اور اس کا باطن ستھرا ہو گیا اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اس کے دل

میں اس قسم کی طلب اور خواہش جگہ پکڑے۔

اندھا گستاخ

عزیزانِ محترم! مجھے ایک بات یاد آئی، میں نے آج تک اس شخص کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لوگوں سے سنا کہ کوئی ڈیرہ غازی خان کا ایک اندھا حافظ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں، ازواج مطہرات کی شان میں بزرگوں کی شان میں، اولیاء کی شان میں ہمیشہ توہین آمیز تقریر کیا کرتا تھا۔ تو ایک مرتبہ اس نے تقریر میں یہ کہا کہ دیکھو تم یہ سمجھتے ہو کہ فلاں بزرگ کے مزار پر جائیں گے تو ہماری یہ مشکل حل ہو جائے گی اور فلاں ولی کے مزار پر جائیں گے تو یہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ تم کتنے احمق و بیوقوف ہو! رسول اللہ ﷺ کو تو تم سب سے بڑا سمجھتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ تو کسی کو کچھ دے بھی نہیں سکے اور کسی کو کیا دیتے؟ ان کی اپنی بیوی جو سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھی اب اس کے الفاظ کا ترجمہ کسی نے مجھے سنایا۔ اپنے کان سے میں نے نہیں سنا۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ

نقل کفر کفر نباشد۔

رسول اللہ ﷺ کی جو سب سے چہیتی بیوی تھیں وہ عمر بھر پیٹ پیٹ کر مر گئیں۔ ایک بچہ ان کو نہیں دے سکے رسول اللہ ﷺ بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں ناں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا۔ حضور ﷺ کی چہیتی بیوی تھیں کہ نہیں تھیں؟ سارے ایمان والوں کی ماں ہیں یا نہیں؟ کہتا ہے دیکھو اتنی چہیتی بیوی اور رسول ﷺ ان کو ایک بچہ نہیں دے سکے، ایک بیٹا نہیں دے سکے، تو جب وہ اپنی چہیتی بیوی کو کچھ بھی نہیں دے سکے تو ہم کو کیا دیں گے؟ بتاؤ۔ اللہ اکبر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اچھا، تو میں نے کہا کہ بھئی پیٹ پیٹ کر مرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مرتی جاتی تھیں اس تمنا میں کہ بھئی مجھے بیٹا ملے، مجھے بیٹا ملے، مجھے اولاد ملے، مجھے یہ ملے۔ یہی مقصد ہوا کہ نہیں ہوا؟ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اگر یہ تصور قائم کر لو تو حضور ﷺ کی صحبت اور تعلیم کا کوئی اثر بھی ان پر نہیں ہوا کیونکہ پھر وہ تو اسی میں ان کا ذہن پھنسا رہا اور اسی لہو ولعب میں وہ معاذ اللہ، ہمیشہ مستغرق رہیں تو حضور ﷺ کی تعلیم کا تو کوئی اثر نہیں ہوا۔

میرے دوستو! آؤ، قرآن سے پوچھو کہ کیا ازواج مطہرات کا ذہن وہی تھا جو اس ظالم نے اپنے ناپاک ذہن سے ان کے ذہن کی ترجمانی کی۔ یا ان کا ذہن کچھ اور تھا؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ میرے محبوب **یا ایھا النبی قل لازواجك** ،، اے پیارے نبی ﷺ آپ اپنی بیویوں کو بلا کر ان سے ایک بات کہیے۔ کیا؟ آپ ان سے یہ کہیے کہ: **ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا وزینتھا** ان سے آپ فرمائیے کہ اے میری بیویو! یہ بتاؤ! کہ حیات دنیا کی کوئی خواہش رکھتی ہو؟ کیا زینت حیات دنیا کی کوئی تمنا دل میں لئے ہوئے ہو؟ کیا ایسی بات

(سورۃ الاحزاب 28)

ہے؟ اچھا، حیات دنیا تو سب جانتے ہیں۔ آپ بھی، میں بھی۔ لیکن زینت حیات دنیا کا کیا مطلب ہے؟ ایک تو ہے حیات دنیا۔ بھئی ہماری دنیا کی زندگی یہ حیات دنیا ہے اور زینت حیات دنیا کا کیا مطلب

ہے؟ وہ قرآن سے پوچھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **المال والبنون زينة الحيٰوة الدنيا** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مال اور بیٹے اولاد یہ تو حیات دنیا کی زینت ہیں تو اللہ فرماتا ہے۔ میرے محبوب ﷺ اپنی بیویوں سے فرمایئے **ان كنتن تردن الحيٰوة الدنيا وزينتها** آپ اپنی بیویوں سے فرمائیں کہ اے میری پاک بیویو! بتاؤ اگر تم ارادہ کرتی ہو حیات دنیا کا **وزينتها** اور حیات دنیا کی زینت کا، اور حیات دنیا کی زینت کیا ہے؟ **المال والبنون زينة الحيٰوة الدنيا** اگر تمہارے دل میں مال کی تمنا ہے، اگر تمہارے دل میں بیٹوں کی آرزو ہے اگر تم بیٹوں کی آرزو دل میں لئے ہوئے ہو، اگر اولاد کے لئے تم سک رہی ہو اور اگر تم اپنے پیٹ پیٹ رہی ہو کہ کیوں ہم کو اولاد نہیں ہوتی؟ اگر یہ بات ہے اگر تمہارا ایسا حال ہے تو اللہ فرماتا ہے ان کو کہئے کہ **فتعالين** آؤ میرے پاس **فتعالين امتعكن واسرحكن سراحاً جميلاً** میں تمہیں کچھ فائدہ دے کر اور نہایت خوش اسلوبی کیساتھ تمہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ کیوں؟ جن بیویوں کے دل میں مال، بیٹوں اور اولاد کی خواہشات ہوں وہ بیویاں اس قابل ہی نہیں کہ حرم نبوت میں وہ رہ سکیں۔ **فتعالين امتعكن**

(سورۃ الکہف، 46)

واسرحكن سراحاً جميلاً اے پیارے محبوب ﷺ! آپ اپنی بیویوں کو فرمائیں کہ اے بیویو! ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد ایک اندھا کہے گا۔ تم آج فیصلہ کر دو۔ تم آج فیصلہ کر کے بتا دو کہ تمہارے دل میں حیات دنیا کی تمنا ہے؟ آج

کہہ دو کہ کیا تم مال کی خواہشمند ہو؟ کیا تم بیٹوں اور اولاد کے لئے سک رہی ہو؟ بیٹوں اور اولاد کی خواہش دل کے گوشوں میں لئے ہوئے ہو؟ آج فیصلہ کرو۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے کہ مال، بیٹوں اور اولاد کی خواہشمند ہو تو پھر آؤ! میں تم کو فائدہ دوں اور خوبصورتی کے ساتھ تم کو چھوڑ دوں۔ کیونکہ ایسی عورتیں جن کے دلوں میں حیات دنیا اور زینت حیات دنیا کی خواہشات ہوں وہ حرم نبوت کے لائق نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پیارے! آج ہی ان سے فیصلہ فرما لیجئے کہ ان کا کیا حال ہے؟ کیا واقعی یہی بات ہے جو وہ اندھا ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد کہے گا؟ یہ بات ٹھیک ہے؟ کیا ان کے دل میں تمنا ہے؟ کیا یہ مال چاہتی ہیں؟ کیا یہ اولاد چاہتی ہیں؟ کیا یہ بیٹے چاہتی ہیں؟ اللہ اکبر اللہ اکبر۔

میرے دوستو! اللہ رب العزت نے یہ ایک معیار مقرر فرما دیا کہ جس کے دل میں بیٹوں کی، مال کی اولاد کی خواہش ہو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حرم نبوت میں اور حضور کی زوجیت میں رہ نہیں سکتیں۔ ہاں ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک معیار قائم کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں وہی بیوی رہ سکتی ہے کہ جو سوائے اللہ، اس کے رسول کے اور دار آخرت

کے سوا کچھ بھی نہ

چاہے۔ **وان کنتن تردن الله ورسوله والدار الاخرة** اے نبی کی بیویو! تم اگر ارادہ کرتی ہو اللہ کا، اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ کے رسول کا، اگر تم پسند کرتی ہو دارِ آخرت کو تو پھر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے لئے اتنا اجر ہے کہ کسی کے لئے نہیں ہوگا۔ تو حضور ﷺ کی پاک بیویوں نے عرض کیا سرکار ﷺ! نہ ہمیں مال چاہیے، نہ ہمیں اولاد چاہیے، نہ بیٹے چاہئیں ہمیں تو اللہ چاہیے، اللہ کا رسول ﷺ چاہیے اور دارِ آخرت چاہیے۔ اور جو ہم پر یہ الزام لگائے کہ نبی کی چہیتی بیوی بیٹے کے لئے سکتی رہی، اولاد کے لئے سکتی رہی، پیٹ پیٹتی رہی جو ہم پر یہ الزام لگائے اس کا منہ کالا ہے۔ وہ جھوٹا ہے وہ کذاب ہے۔ ہمارے دل میں نہ مال کی تمنا ہے نہ بیٹوں کی تمنا ہے، نہ اولاد کی تمنا ہے ہمارے دل میں اگر تمنا ہے تو اللہ کی ہے، رسول ﷺ کی ہے، دارِ آخرت کی ہے۔ یہ کیا بات تھی؟ یہ بات فقط اتنی تھی کہ رسول کریم ﷺ نے ان بنیادی تعلیمات کو صحابہ کرام کے اہل بیت اطہار کے، ازواج مطہرات کے پاک ذہنوں میں اتنا راسخ فرما دیا تھا ان کے دل و دماغ میں دنیوی خواہشات کی کوئی جگہ نہیں رہی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیوی خواہشات سے پاک ہیں

عزیزانِ محترم! اگر یہ بات آپ کے ذہن میں آ جائے تو پھر یہ مسئلہ بھی آپ سمجھ لیں گے کہ تھوڑی سی زمین کے لئے یا ذرا سے باغ کیلئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اتنا شاخسانہ

اٹھائیں۔ ذرا سوچئے کہ آج تک چودہ سو سال گزر گئے اور لوگوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ کیا یہ بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان کے لائق ہے؟ جو حضور ﷺ کی لختِ جگر ہیں۔ حضور ﷺ کی پاک بیٹی ہیں۔ تو کیوں؟ یہ تو تصور وہیں پیدا ہوگا جہاں دنیا کی خواہش ہوگی۔ جہاں مال کی تمنا ہوگی۔ جہاں جائیداد کی تمنا ہو۔ ارے ان کے دل میں تو اس تمنا کا تصور بھی نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سارے جہاں کی نعمتوں کو ان کے قدموں کے نیچے رکھ دیا۔ یہ مسائل بڑی آسانی سے طے ہو سکتے ہیں اگر اس حقیقت کو سمجھ لیا جائے کہ رسول اکرم ﷺ نے جو تعلیمات اسلامیہ دی تھیں ان کی روح اپنے گھر والوں، اپنی پاک نسل اور اپنے صحابہ کی روحوں میں پیوست فرما دیں۔ اللہ، اللہ۔ تو پتہ چل گیا کہ ان کے دل میں یہ تمنائیں نہیں تھیں۔ یہ آرزوئیں نہیں تھیں، یہ لہو و لعب اور یہ دنیا کے عیش اور دنیا کی لذتوں سے ان کے دل اور دماغ صاف تھے۔

اخلاص کا کیا معنی ہے

یہی وجہ ہے کہ ان کی نیکیاں اتنی بھاری تھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میرا صحابی مٹھی بھر جو اللہ کی راہ میں دے دے اور بعد کو آنے والا میرا امتی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں دے تو فرمایا۔ میرے صحابی کے مٹھی بھر جو کا جو وزن ہوگا وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو غیر صحابی احد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں دے دے۔ کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اعمال کا جو وزن پیدا ہوتا ہے وہ اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔ اخلاص کا کیا معنی ہے؟ دل کو

خالص کرنا، ذہن کو خالص کرنا، کوئی تمنا نہ رکھنا، کوئی خواہش نہ رکھنا، کوئی آرزو نہ رکھنا، سب کو قربان کر دینا، کس پر؟ اللہ پر، اللہ کے رسول پر اور دارِ آخرت پر۔

ہم نے اپنے آپ کو دنیوی خواہشات میں مستغرق کرلیا ہے۔

میرے دوستو! اگر یہ چیز پیدا ہو جائے تو ہمارا معاشرہ بھی ٹھیک ہو جائے اور ہمارے تمام معاملات بھی ٹھیک ہو جائیں، ہماری سیاست بھی صحیح ہو جائے اور ہمارے مذہبی معاملات بھی درست ہو جائیں اور ہمارے رہنے سہنے کے واقعات وہ بھی سب ٹھیک ہو جائیں، کوئی بھی گڑبڑیشن نہ رہے۔ اب کیا کہوں آپ سے؟ میرے آقا نے جو تعلیمات عطا فرما دیں اور اپنی تعلیمات کا پیکر بنا دیا صحابہ کو۔ اور اپنی تعلیمات کا پیکر بنا دیا ازواج مطہرات کو۔ اور یہ جو آیتیں میں نے ابھی پڑھیں تو آپ سمجھ گئے کہ نہیں؟ اللہ اکبر۔ اور اہل بیت اطہار سب حضور ﷺ کی تعلیمات کا پیکر تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ہم ان تمام حقیقتوں کو بھول چکے ہیں جو اسلامی تعلیمات کی روح تھیں اور ہم نے اپنے آپ کو دنیا کی لذتوں اور دنیا کی خواہشات میں مستغرق کر دیا ہے۔ اسی لئے ہمارا کوئی کام ٹھیک ہونے میں نہیں آتا۔ درود شریف پڑھیئے **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه**

(**سوال**) : جو نماز حضور ﷺ کی قضا ہوئی کیا اس کا ذکر قرآن شریف میں ہے؟ اگر ہے تو کہاں اور کس جگہ ہے؟ اس قضا نماز سے پہلے کیا کسی صحابی کی نماز قضا ہوئی؟

جواب : جس صاحب نے یہ پوچھا میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ یہ بات تو مجھ سے بعد کو پوچھیں کہ جو نماز حضور ﷺ کی قضاء ہوئی، نمازیں کتنی ہیں؟ نمازیں پانچ ہیں ناں، تو کہتے ہیں جو نماز قضا ہوئی اس کا ذکر قرآن میں ہے؟ تو ان میں سے کوئی قضا ہو گی تبھی تو میں کہوں گا تو پانچ نمازوں کا ہی ذکر قرآن میں نہیں ہے، آپ کہیں گے قرآن میں نہیں ہے تو پھر آپ کیسے پڑھتے ہیں؟ میں کہوں گا قرآن میں تو اللہ تعالٰی نے ایک اصول نازل فرما دیا۔ اللہ نے فرمایا **اقیموا الصلٰوۃ** اقامت صلٰوۃ کا نظام برپا کرو۔ **حافظوا علی الصلوٰت** نمازوں کی حفاظت کرو اب وہ نمازیں کتنی ہیں؟ رسول ﷺ بتائیں گے حفاظت کیسے ہوگی؟ رسول بتائیں گے۔ تو اب رسول اکرم سید عالم ﷺ کی اس نماز کے قضا ہونے کا ذکر تو صراحتاً قرآن میں بے شک نہیں ہے، بیشک نہیں ہے لیکن قرآن جو بار بار یہ فرماتا ہے کہ جب بھی تمہیں کوئی مرحلہ پیش آئے تو میرے رسول ﷺ کی اتباع کرو **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** بھی تمام اسلامی تاریخ ہمارے سامنے موجود ہے۔ اب آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام کہیں قرآن میں آیا، نہیں آیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں آیا نہیں آیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام بھی قرآن میں نہیں ہے، حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا نام بھی قرآن میں نہیں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی قرآن میں نہیں ہے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

(سورۃ الاحزاب آیت 21)

کا نام بھی قرآن میں نہیں ہے۔تو کیا قرآن میں جو چیز نہیں ہے وہ ہے ہی نہیں۔ارے
عجیب تماشہ ہے یہ۔قرآن تو ایک اصولی کتاب ہے۔اگر یہ ساری چیزیں اس طریقے
سے ہوتیں جیسے ہم چاہتے ہیں تو قرآن اتنی بڑی کتاب ہوتی کہ ایک شہر میں نہ رکھی جا
سکتی۔کون اس کو یاد کرتا۔کون پڑتا؟ کیا ہوتا؟اس
لئے قرآن ایک اصولی کتاب ہے۔اس میں نبی کریم ﷺ کے تمام حالات کو اللہ تعالیٰ
نے نہایت ہی اختصار جامعیت کے ساتھ بیان فرمادیا اور ہمیں حکم دے دیا کہ **قل ان
کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** (سورۃ العمران
آیت 31) پس جو حال بھی رسول ﷺ پر آئے اور اس میں وہ جو کوئی صورت اختیار
کریں ان کے پیچھے چلتے رہو،ان کی اتباع
کرتے رہو۔

حضور ﷺ کی نماز قضا ہونے کا واقعہ۔

حضور ﷺ کی نماز قضا ہونے کا واقعہ پانچ نمازیں حضور ﷺ سے قضا ہوئیں،چار نمازیں تو
غزوہ خندق میں قضا ہوئیں،اور اس میں یوں سمجھ لیجیے کہ عصر کی نماز اس میں شامل تھی۔ظہر
کی نماز بھی قضا ہوگئی اور عصر کی بھی قضا ہوگئی۔مغرب بھی ہوگئی،عشاء کی بھی قضاء ہوگئی۔

چار نمازیں قضا ہوگئیں۔ نبی اکرم سید عالم ﷺ نے ان کے حق میں دعائے ضرر

فرمائی۔اور فرمایا **ملا اللہ قبورھم وبیوتھم نارا** (بخاری، مسلم، سنن ابی
داؤد، سنن ابن ماجہ)

اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے"**حبسونا عن صلاۃ
الوسطی صلاۃ العصر**،، انہوں نے ہمیں نمازوں سے روکا خاص طور پر عصر کی
نماز سے روکا۔چار نمازیں قضا ہوئیں کہاں؟غزوہ خندق کے موقع پر اس کا ایک نام غزوہ
احزاب بھی ہے،غزوہ احزاب، بہرحال رسول کریم ﷺ کی اس حدیث میں تو
حبسونا عن صلاۃ الوسطی صلاۃ العصر کا لفظ آیا ہے باقی نمازوں
کا ذکر وہاں نہیں آیا۔مگر واقعہ یہ ہے کہ چار نمازیں حضور ﷺ کی قضا ہوئیں اس واقعہ میں
کون سے واقعہ میں؟غزوہ خندق میں۔جس کو ہم غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ایک نماز
فجر کی وہ وہاں قضا نہیں ہوئی،وہ غزوہ احزاب کے موقع پر قضا نہیں ہوئی اب چار نمازیں
تو قضا ہوگئیں۔ظہر قضا ہوگئی،عصر قضاء ہوگئی،مغرب قضا ہوگئی،عشاء قضا ہوگئی۔ایک نماز
فجر کی تھی وہ قضا نہیں ہوئی۔تو اب امت کی تو یہ پانچوں نمازیں قضا ہوتی ہیں۔کوئی کسی
مجبوری میں ہے۔کوئی کسی عذر میں ہے،بھول گیا،غفلت ہوگئی،یاد نہ رہا،تو امت سے یہ
فروگزاشت پانچوں نمازوں میں ہوجاتی ہے نا؟اور حضور ﷺ کی یہ چار ہی نمازیں قضا
ہوئی تھیں۔تو اب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے دامن رحمت کو پوری طرح پھیلانے
کے لئے فجر کی نماز بھی ایک رات قضا کرادی اور اس رات کا نام ہے لیلۃ التعریس،،

حضور سرور عالم تاجدار مدنی ﷺ سفر سے تشریف لا رہے تھے۔ رات حضور ﷺ نے گزاری ایک میدان میں۔ اور اس کے بعد ہوا یہ کہ جب فجر کی نماز کا وقت آیا تو کسی کی بھی آنکھ نہیں کھلی۔ حضور ﷺ بھی نہیں اٹھے۔ اور نمازیں سب کی قضا ہوئیں۔ وہ فجر کی نماز قضا ہوئی، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ جب سورج نکل آیا تو حضور ﷺ بھی اٹھے۔ صحابہ بھی اٹھے اور پھر اس کے بعد فرمایا اس میدان میں شیطان آیا۔ لہٰذا اگلے میدان میں چل کر ہم یہ نماز پڑھیں گے فجر کی۔ قضا تو ہوگئی۔ تو اگلے میدان میں تشریف لے جا کر حضور سرور عالم ﷺ نے فجر کی نماز صحابہ کے ساتھ پڑھی تو اب چار نمازیں غزوہ خندق میں قضا ہوئیں، پانچویں نماز لیلۃ التعریس میں قضا ہوئی۔ تو یہ پانچوں نمازوں پر قضا کا حال طاری ہوگیا کہ نہیں ہوگیا۔

حضور ﷺ کی نمازیں قضاء ہونے میں حکمت

میرے محترم عزیزو! اتنا وقت نہیں رہا بات کرنے کا۔ بات ختم کرتا ہوں۔ سرکار ﷺ کی شان ہی نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی نماز قضا ہو۔ بھئی ایک متقی مسلمان کی یہ شان نہیں ہے، بھئی ہم جیسے گنہگاروں کی قضا ہو جائے، ہو جائے بے شک۔ مگر جو اللہ کے کامل متقی بندے ہیں ان کی شان تو نہیں ہے کہ ان کی نمازیں قضا ہوں۔ پھر حضور ﷺ کی شان کب ہے کہ حضور ﷺ کی نماز قضاء ہو؟ میں نے آپ کو بتانا کیا تھا؟ بتانا یہ تھا کہ میرے محبوب ﷺ آپ کی یہ شان نہیں ہے کہ غفلت کی وجہ سے آپ کی نماز قضا ہو جائے، یا سستی کی

وجہ سے آپ کی نماز قضا ہو۔ یہ آپ کی شان کے لائق نہیں لیکن بات یہ ہے کہ میرے پیارے محبوب ﷺ تیرے غلاموں کی جو نمازیں قضا ہوتی رہیں گی اگر تیری یہ نمازیں قضا نہ کراؤں تو پیارے ان کی قضا نمازوں کو کس کے دامن میں پناہ ملے گی؟ کہاں پناہ ملے گی؟ ہاں **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**

عزیزانِ محترم! وقت بہت گزر چکا ہے اور اس سے پہلے کسی صحابی کی نماز قضا ہوئی ہو تو ہو سکتا ہے۔ کئی صحابہ کی نمازیں قضا ہو جاتی تھیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ کوئی تعجب کی بات تو نہیں لیکن رسول کریم ﷺ کی نمازوں کے قضا ہونے کا مسئلہ وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ معاذ اللہ! اس کا قیاس اپنے اوپر کرنا یہ بہت غلط ہے۔ یہ بالکل صحیح نہیں

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

دعا

درود شریف پڑھے **اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ**

(ایک شخص کی دعا کی درخواست والی چٹ پڑھتے ہوئے) گردوں میں پتھریوں کی وجہ سے سخت تکلیف ہے، میں ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جتنی امداد ہو سکے کریں۔ شفایاب ہونے کیلئے دعاؤں کے طلب گار ہیں۔ کچھ لڑکے

امتحانات میں کامیابی کیلئے دعاؤں کے طلبگار ہیں ۔تو اے اللہ میں تو نہیں جانتا تیرا عاجز بندہ ہوں ۔ گنہگار بندہ ہوں تو تو ہمارا معبود ہے، ہمارا رب ہے اور تو عالم الغیب والشہادۃ ہے تو سب کا حال خوب جانتا ہے۔ میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان سب کے مقاصد میں سب کو کامیاب فرما۔ بیماروں کو صحت عطا فرما۔ اے اللہ امتحان دینے والے بچوں کو کامیاب فرما۔اور اے رب العزت مقروضوں کو قرض سے نجات دے اور جن کے ذمے فرائض ہیں الٰہی ان کے فرائض سے ان کو سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرما۔اور میں آپ سے نہایت ادب سے التجا کروں گا کہ پاکستان کے شمالی علاقے میں زلزلے میں کتنے مسلمان شہید ہو گئے ہیں ! اللہ اکبر، اللہ اکبر! تو میں سچ کہتا ہوں کہ ان کے زلزلے کے تصور سے ہمارے تو دل میں زلزلہ آتا ہے۔اب کیا کریں ہم سوائے اس کے کہ ہم دعا کریں کہ اللہ ان کو شہیدوں کی صف میں کھڑا کرے اور جو زخمی ہیں اللہ ان کو صحت دے اور جو باقی ہیں اللہ ان کی حفاظت کرے اور میرے دوستو! قیامت کا قرب ہے۔ یہ زلزلے آنا اور اس قسم کے فتنوں کا پیدا ہونا یہ جو کچھ بھی حالات ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں یہ سب قرب قیامت کے نشانات ہیں۔آپ دعا کریں کہ اللہ ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔اور دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔اور خاص طور پر میں آپ کو بتادوں اندرونی طور پر، خوب میرے لفظوں کو یاد رکھنا اندرونی طور پر پاکستان کے خلاف اتنی خوفناک سازشیں ہمارے دشمن کر رہے ہیں کہ ان کے تصور سے

ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور ہم کچھ نہیں کر سکتے۔سوائے اس کے کہ ہم اللہ سے دعا کریں کہ الٰہی ان ظالموں کے ظلم سے اور ان کی ناپاک سازشوں سے الٰہی ہمارے ملک کو بھی بچالے اور ہمیں بھی بچالے۔اور اسلام کو سربلندی عطا فرما اور بری خوفناک سازشوں میں لوگ لگے ہوئے ہیں اور ادھر تمام عالم اسلام میں مسلمانوں کے خلاف اسی قسم کی سازشیں ہو رہی ہیں۔آپ نے دیکھا کہ وہاں یہودی مسجد اقصیٰ کے نیچے سرنگ تعمیر کر رہے ہیں۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر ہماری کیا بدنصیبی ہوگی۔اللہ اکبر۔ بہر حال ہر طرف سے ہمارے اوپر آفتیں ہیں، مصیبتیں ہیں، تباہیاں ہیں، دعا کرو: اللہ تعالیٰ ہمیں تباہیوں سے بچائے اللہ ہمارے ملک کو ظالموں سے بچائے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ان دشمنوں سے بھی بچائے جو پاکستان کے اندر رہ کر ہمارے ملک کی بنیادیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں۔الٰہی ان سے بھی بچا اور جو ہمارے ملک کے باہر ہمارے دشمن ہیں۔الٰہی ان سے بھی ہم کو بچا۔ یا اللہ پاکستان قائم رہے۔اور پاکستان کی پاک سرزمین قائم رہے۔الٰہی اس پاک سرزمین پر تیرے دین کا نظام قائم ہو اور تیرے حبیب ﷺ کی عظمتوں کے جھنڈے لہراتے رہیں۔ آمین آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسول خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 4

گیارھویں شریف کا ثبوت

اللھم صل علی سیدنا و مولانا
محمد
و علی آلہ و صحبہ و بارک و سلم

دھنک — صفحہ نمبر

مقدس ہستیاں ہیں کہ جن سے خدا کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کو ان روحانی مراکز سے کوئی تعلق نہیں وہ اخروی روحانی اور باطنی نعمتوں سے محروم ہیں اور تعلق والے ان تمام نعمتوں سے مستفیض ہوتے ہیں اور بارگاہ غوثیت وہ مقام ہے کہ ان کے بغیر بارگاہ رسالت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا جب کسی کی بارگاہ رسالت تک رسائی نہیں ہوتی تو وہ بارگاہ ربوبیت میں کیسے جا سکتا ہے؟ یہ تمام اولیاء اللہ کے پشت پناہ ہیں اور تمام عزت وعظمت انہیں کی مرہون منت ہے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ان کی بارگاہ سے متنفر ہیں۔ ثواب کی نیت سے کیا جانے والا ہر عمل جائز ہے

شبہ : کسی نے کہا کہ گیارہویں شریف کیوں منائی جاتی ہے یہ رواج صحیح ہے یا غلط مستند حوالہ بیان کیا جائے۔

شبہ کا ازالہ : اس کے متعلق میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ گیارہویں شریف میں ہم محض اپنا تعلق پیدا کرنے کیلئے ثواب کا ہدیہ پیش کرتے ہیں جس کو ہر مسلمان مانے گا اور کوئی دلیل طلب نہیں کرے گا۔ البتہ ایصال ثواب کے ثبوت کیلئے مشکوۃ شریف سے روایت پیش کرتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے میں ان کی طرف سے کچھ ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا! اے سعد! ایک کنواں اپنی والدہ کے نام سے کھدواؤ تو اس کا ثواب تیری والدہ کو ملتا رہے گا چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا

ہی کیا اور اس کنویں کا نام بئر ام سعد ہو گیا۔ معلوم ہوا کسی چیز کا غیر کے نام سے موسوم ہونا شرک نہیں بلکہ جائز ہے اور میں تو یہ کہوں گا کہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم ہونا موجب اجر ہے۔ اب ذرہ سوچنے کا مقام ہے کہ جس کی اصل کتاب وسنت سے ثابت ہو وہ کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔ باقی رہا خصوصیت کی دلیل تو اس کیلئے اتنا ضرور جان لینا چاہیے کہ یہ لوگ جو مدارس میں پڑھاتے ہیں اور تنخواہیں لیتے ہیں کیا صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی تنخواہ لی تھی۔ کیا ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی تنخواہیں لی تھیں اور یہ جو نماز، روزہ، حج، وزکوۃ وغیرہ کی نیت زبان سے کرتے ہو کیا صحابہ کرام، مجتہدین عظام نے بھی اسی طرح زبان سے نیت کی تھی؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا تمہارا یہ کہنا کہ جو کام حضور ﷺ نے نہیں کیا وہ بدعت ہے تو تم بھی بدعتی ہوئے اور گمراہ بھی کیونکہ ہر شخص نماز کی نیت زبان سے کرتا ہے حالانکہ نیت کا معنی ہے ''النیۃ قصد القلب،، یعنی فقط دل کا ارادہ نیت کیلئے کافی ہے۔

لہٰذا تمہارا ہر ایک کام کو بدعت قرار دینا اور خاص طور پر وہ فعل جس کا ماخذ کتاب وسنت ہو اس کو ناجائز کہنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مسجد کے مینار وغیرہ بنانا اور یہ نقش ونگار کا بنانا کہاں ہے اس کا ثبوت کہیں نہیں مگر یہ جائز ہے اگر کوئی انگوٹھے چوم لے تو یہ بدعت۔ کیونکہ یہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔ گردن کا مسح کرنا، جو ہر متوضی، اس پر عمل کرتا ہے یہ بھی ضعیف حدیث سے ثابت ہے اس کو بدعت نہیں کہیں گے! اور کوئی بھی ثابت نہیں کر

سکتا کہ یہ حدیث مسح علی الرقبۃ مرفوع ہے۔ تعجب ہے اس پر تو عمل کرتے ہیں اور انگوٹھے چومنے کو بدعت وگمراہی قرار دیتے ہیں، تو اب لامحالہ کہنا پڑے گا کہ جو کام ثواب کی نیت سے کیا جائے وہ جائز ہے (خواہ اس کے ثبوت کیلئے حدیث ہو یا نہ) اب بتاؤ کیا گیارہویں شریف ثواب کی نیت سے کی جاتی ہے یا نہیں اور جب یہ ثواب کی نیت سے کی جاتی ہے اور پھر اس کی اصل حدیث میں بھی موجود ہے تو پھر یہ کیسے ناجائز ہوگی؟

آپ کے عرس مبارک کی تاریخ گیارہویں لکھی ہے شیخ محقق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جو حضور ﷺ کے حکم سے ہندوستان میں آئے اور سرکار ﷺ کی حدیث کے فیض کو جاری فرمایا اور ان کو غیر بھی مانتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ آقا ﷺ کے دربانوں میں سے ہیں وہ اپنی کتاب ماثبت بالسنہ ص ۱۷۶ مطبوعہ نول کشور میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ہمارے ملک میں ان دنوں 11 ربیع الثانی ہی زیادہ مشہور ہے اور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد و مشائخ عظام ہند و پاک میں گیارہویں تاریخ کو عرس مناتے ہیں نیز اسی طرح پیر و مرشد سیدنا سیدی ابوالمحاسن سید شیخ موسیٰ حسنی جیلانی ابن شیخ کامل عارف حق معظم ومکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی ایک متفق علیہ ولی اللہ تھے جن کا لقب مخدوم ثانی اور عبدالقادر ثانی تھا انہوں نے اپنے آباء کرام کی زبان سے آپ کے عرس کی تاریخ گیارہویں لکھی ہے۔ (مومن کے ماہ وسال از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۱۶۷

(ماثبت بالسنہ ص ۱۷۶ مطبوعہ نول کشور)

رہ) الٰہی ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور بے شک ان حضرات صالحین کے طریقوں پر چلنا نجات ہے اور اللہ عزوجل نے بھی یہی راہ بتائی ہے کہ ہر نمازی ہر رکعت میں یہی دعا مانگتا ہے کہ: **اھدنا الصراط المستقیم ☆ صراط الذین انعمت علیھم** اے اللہ مجھے راہ مستقیم پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا اور انعام یافتہ بندے کون ہیں وہ یہ ہیں کہ **انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین** جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ معلوم ہوا نجات ان دروازوں سے ملتی ہے اور یہ پیران پیر جو بے شمار ولیوں کے پیر ہیں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا اور ان کی اولاد کا فعل میرے لئے حجت ہے اگر ان کی اولاد غلط ہے تو پھر سلسلہ ہی ختم ہو جائے گا۔

دین کی جڑ اور بنیاد فقط توحید ہے

حضرات محترم! بے شک دین کی جڑ اور بنیاد فقط توحید ہے اور توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک جاننا اور ماننا ہے اور جاننے کے بغیر ماننا محال ہے اور ماننا حقیقت توحید ہے لیکن جاننے کا ذریعہ بھی جاننا چاہیے تم اللہ عزوجل کو بغیر دیکھے وحدہ، لاشریک مانتے ہو۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اللہ عزوجل کو دیکھا ہو، ہر گز نہیں ارے جب موسیٰ کلیم اللہ نے عرض کی ''رب ارنی،، تو ارشاد ہوا ''لن ترانی،، تو

(سورۃ نساء آیت 69)

مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ تو پھر تم میں سے کون ہے جو اللہ کو دیکھ سکے۔

بارگاہ الوہیت میں انبیاء علیہم السلام کی دعا رد نہیں

شبہ: اب اگر کوئی کہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا رد ہوگئی تو پھر یہ دعا **اھدنا الصراط المستقیم** اولیاء اللہ کے حق میں کیسے قبول ہوگی۔

شبہ کا ازالہ: تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا رد نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ تو مومنین کی دعائیں بھی رد نہیں فرماتا اور اگر کوئی کہے کہ ہماری بہت سی دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری دعائیں اس قابل نہیں ہوتیں کہ قبول ہو جائیں پھر کیا موسیٰ علیہ السلام کی دعا بھی اس قابل نہ تھی کہ قبول نہ ہوئی؟ میں کہوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا رد نہیں کی گئی بلکہ فرمایا اے کلیم میں تو اپنی تجلی فرماؤں گا مگر تو نہیں دیکھ سکے گا اگر تو دیکھنا ہی چاہتا ہے تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنے مقام پر برقرار رہا تو ''فسوف ترانی،، عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا لیکن **فلما تجلٰی ربه للجبل جعله دکا وخر موسٰی صعقا** پھر ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یعنی جب تجلی ہوئی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے اور دعا رد کی جاتی تو پہاڑ پر تجلی نہ فرمائی جاتی پہاڑ پر تجلی فرمانا یہ دلیل ہے کہ دعا قبول کی گئی اگر دعا رد ہوتی تو تجلی فرمانے کا کیا مطلب؟

(سورۃ الاعراف ۱۴۳)

حضور اکرم ﷺ ذات الٰہیہ کا مظہر اتم ہیں

شبہ: اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام میں اتنی قوت پیدا فرما دے کہ وہ دیکھ سکیں۔

شبہ کا ازالہ: تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذات ہے اور اس کی بے شمار صفات ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہیں اور ہمارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہیں اور ''**فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة**،، حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ قادر تھا کہ ہماری زبان کو دوسری جگہ رکھ دیتا۔ آنکھ، کان، ناک، پاؤں اور سر وغیرہ کو اپنی جگہ سے بدل دیتا۔ لیکن حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ پاؤں نیچے ہوں اور سر اوپر، ناک منہ کے ساتھ ہوتا کہ جو کچھ کھایا جائے تو پہلے اس کی بو معلوم ہو جائے کہ یہ خوشبودار ہے اور یہ بدبودار ہے۔ یہ چیز کھانے کے قابل ہے اور یہ چیز کھانے کے قابل نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے مگر اپنی حکمت کے تحت کرتا ہے مظہر صفات میں صفات دیکھنے کی قوت پیدا فرمائی اور مظہر ذات کے اندر ذات کے دیکھنے کی قوت رکھ دی اس لئے میرے آقا ﷺ نے جسمانی بیداری کے عالم میں اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔

سعادت مندوں نے زبان رسالت ﷺ سے معرفت توحید حاصل کی

شبہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مظہر ذات کیوں نہ بنایا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی مظہر ذات ہو کر ذات کو دیکھتے۔

شبہ کا ازالہ: اس کا جواب بس اوپر دے چکا ہوں کہ جب ذات ایک ہے تو مظہر ذات کیسے کثیر ہو سکتے ہیں لہٰذا مظہر ذات بھی ایک ہونا چاہیے اور صفات کثیر ہیں لہٰذا مظہر صفات بھی کثیر ہونے چاہئیں۔ اب پتہ چلا دعا رد نہیں کی گئی بلکہ جو کہتے ہیں کہ دعا رد کی گئی ہے وہ خود رد ہوئے۔

حضرات مکرم! میں عرض کر رہا تھا تم نے دیکھا نہیں تو مانا کیسے؟ اگر رسالت کی زبان کی تصدیق نہ ہوتی تو ہمیں توحید حاصل نہ ہوتی۔ توحید کی معرفت حاصل نہ ہوتی لہٰذا جب تک رسول ﷺ کو نہ مانا جائے تو اللہ عزوجل کو نہیں مان سکتے جس نے بارگاہ رسالت سے اعتزال کیا اس کو بارگاہ الوہیت سے کوئی تعلق نہیں میرے آقا ﷺ کی تشریف آوری سے قبل کوئی سورج کو پوجتا تھا تو کوئی چاند کو کہیں ستاروں کی پوجا تھی اور کہیں درختوں کی کہیں لات وعزیٰ مسجود تھے اور کہیں نباتات و جمادات مسجود تھے۔ الغرض کفر کی ظلمت چھائی ہوئی تھی لیکن آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد تمام سعادت مندوں نے زبان رسالت سے توحید کی معرفت حاصل کی اور سینہ نبوت سے نور معرفت حاصل کیا اس لئے بغیر سرکار دو عالم ﷺ کے خدا تعالیٰ تک رسائی ناممکن ہے اور معرفت توحید محال ہے جب تک زبان رسالت کو پاک، معصوم اور بے عیب نہ سمجھا جائے اس وقت تک

آقا ﷺ پر اعتماد کیسے ہوگا۔ جب اعتماد نہ ہو تو دولت ایمان چلی جائے گی کیونکہ جن کی زبان پر کبھی کبھی غلطی کا امکان ہو تو ان کا ہر قول کیسے قابل اعتماد ہوگا۔

آپ ﷺ ہر غلطی اور خطاء سے پاک ہیں

شبہ: بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ رسالت کے کاموں میں تو غلطی نہیں کرتے البتہ دیگر کاموں میں غلطی کر جاتے ہیں۔

شبہ کا ازالہ: تو میں عرض کروں گا کہ یہ بات کہ دیگر کاموں میں غلطی ہو سکتی ہے تو یہ بات بھی کس نے کہی اگر یہ بات بھی اسی ذات نے کہی ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات بھی غلط ہو۔ لہٰذا جب تک معصوم بے عیب اور غلطی سے پاک نہ مانو گے تو ہر بات غلط تصور کی جائے گی اس لئے آپ ﷺ ہر غلطی اور خطاء سے پاک ہیں اور آپ ﷺ کی زبان اقدس سے حق کے سواء کچھ نکلتا ہی نہیں ابوداؤد شریف کتاب العلم ج دوئم ص ۲۵ مطبوعہ مجیدی کی پہلی حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما آقا ﷺ کی ہر بات لکھ لیا کرتے تھے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے انہیں روکا "وقالو،، اور انہوں نے کہا "**انہ بشر یتکلم فی الغضب والرضا**،، وہ تو بشر ہیں کبھی غصے میں بات کرتے ہیں اور کبھی راضی ہو کر۔ میرے آقا ﷺ کیا میں آپ ﷺ کی ہر بات لکھ لیا کروں تو سرکار ﷺ نے فرمایا "اکتب یا عبداللہ،، اے عبداللہ! میری ہر بات لکھ لیا کرو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میں محمد ﷺ کی جان

(ابوداؤد شریف کتاب العلم ج دوئم ص ۲۵)

ہے۔''مایخرج منہ الاحق،، اس دھن کی طرف اشارہ بھی فرمایا تو جس زبان مقدس سے
حق ظاہر ہو وہ غلط کیسے ہوسکتا ہے۔

عصمت انبیاء علیہم السلام

شبہ : اگر کوئی کہے کہ انبیاء کی غلطیوں کا ذکر تو بہت جگہ آیا ہے جیسے (**فازلھما الشیطٰن عنھا**
''تو شیطان نے انہیں اس درخت کے ذریعے پھسلایا،، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام غلطیوں سے پاک ہوں۔

شبہ کا ازالہ : تو میں یہ کہوں گا کہ نبی کی ذات کی زلت صورۃ ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔
جیسا کہ آدم علیہ السلام نے بھولے ہوئے دانہ کھالیا تو یہ نسیان بھی صورۃ نسیان ہے ہمارے نسیان جیسا نہیں ہے کیونکہ ہمارا نسیان غفلت سے ہوتا ہے اور انبیاء کا نسیان حکمت سے ہوتا ہے بلکہ وہ بھولتے نہیں بھلائے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ لا انسیٰ انما انسیٰ (ترجمہ): یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے سنت ہو جائے اسی طرح بخاری شریف جلد اول ص ۶۹ کی حدیث پڑھ لی جائے کہ آقا ﷺ نے چار رکعت کی بجائے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر لیا تو بعد از فاغت ذوالیدین کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! **انسیت ام قصرت الصلوٰۃ** کیا آپ بھول گئے ہو یا نماز قصر کی گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا! **الم انس ولم**

(سورۃ البقرہ۔ آیت ۳۶) (بخاری شریف)

تقصر نہ میں بھولا ہوں اور نہ قصر کی گئی ہے اگر آپ کہیں ان میں ایک بات ضرور ہونی چاہیے تو میں کہوں گا کہ ابوداؤد شریف کی حدیث کو سامنے رکھ لو کہ کیا آپ نے حق کہا یا نہ کہا اگر حق کہا تو مطلب کیا ہوگا؟ تو مطلب یہ ہوگا کہ ذوالیدین نے نسیت کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی اس لئے آقا ﷺ نے فرمایا کہ نہ قصر ہوئی اور نہ میں بھولا ہوں بلکہ میں بھلایا جاتا ہوں۔

حضرات محترم! اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا بھی حکمت سے خالی نہیں کیونکہ اگر آپ جنت میں رہتے اور زمین پر نہ آتے تو تمام اولاد جنت میں ہوتی حالانکہ جنت تو مومنین کا گھر ہے کفار و مشرکین کے رہنے کی جگہ نہیں اس لئے ابوجہل ابولہب فرعون اور ان کے حواریین کو باہر پھینکنے کیلئے زمین پر تشریف لائے۔

جنت حضور ﷺ کے غلاموں کا گھر ہے

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کہ ایک مالدار امیر آدمی ایک خوبصورت محل میں رہتا ہو جس کے تکیے بستر ریشمی ہوں اور وہ خوشبوؤں سے معطر ہو تو اب ایمان سے کہنا وہ اگر رفع حاجت کیلئے اپنے گھر سے باہر بیت الخلاء میں جائے اور دشمن کہے کہ میں نے اس کو مکان سے باہر نکال دیا تو یہ عجیب بات ہوگی وہ مالک مکان ہے وہ نجس باہر ڈالنے کیلئے گیا ہے تو اس طرح آدم علیہ السلام ابوجہل ابولہب اور فرعون جیسے خبیثوں کو باہر پھینکنے کیلئے زمین پر تشریف لائے کیونکہ یہ نجس ہیں اور جنت نجس و خبیث کیلئے نہیں بنائی گئی بلکہ وہ جگہ ابوبکر و

عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے پاکوں کی جگہ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلام اللہ علیہا جب جنت سے باہر تشریف لائے تو فقط دو تھے لیکن جائیں گے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور دیگر مومنین کے ساتھ۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کا غلبہ ہوا کہ شیطان کا۔ کیونکہ شیطان اس وقت پچھتائے گا اور کہے گا کہ میں نے دو کو نکالا تھا مگر اب لاکھوں اور کروڑوں مومنین جنت میں جا رہے ہیں لہٰذا انبیاء علیہم السلام کی زلت صورۃً ہوتی ہے حقیقتاً نہیں ہوتی بلکہ حقیقت میں اطاعت، عبادت اور معرفت ہوتی ہے۔

آنکھ والا تیرے جلوے کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شبہ: اگر کوئی کہے کہ بے عیب ذات تو صرف خدا کی ہے مخلوق تو بے عیب نہیں ہو سکتی۔

شبہ کا ازالہ: تو میں کہوں گا اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں بے عیب ہے رسول اپنی رسالت میں بے عیب ہے، خدا اپنے خالق ہونے میں بے عیب، نبی مخلوق ہونے میں بے عیب ہے، خدا اپنے مالک ہونے میں بے عیب ہے اور نبی اپنے مملوک ہونے میں بے عیب ہے، خدا اپنے واجب الوجود اور اپنے معبود ہونے میں بے عیب ہے اور نبی اپنے ممکن اور عبد ہونے میں بے عیب ہے۔

ایمان کے بغیر نجات نہیں

حضرات مکرم! میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا ایمان ہے کہ اصل دین توحید ہے لیکن اس کے حصول کا ذریعہ رسالت ہے اور بارگاہ رسالت میں پہنچنے کا ذریعہ یہی اولیاء اللہ ہیں اور ہماری روحانی غذا یہاں سے آتی ہے کیونکہ جس طرح کپڑا پاک کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پانی کپڑے کو مس کرے اور دھویا جائے تب پاک ہوگا۔ اسی طرح روح کی پاکی کیلئے ضروری ہے کہ روحانی لوگوں کے ساتھ تعلق ہو اور نجات کا ذریعہ بھی انہیں لوگوں کا دروازہ ہے آج بڑا پرفتن دور ہے ایمان کی حفاظت ضروری ہے عمل میں کمزور ہو تو ایمان پار پہنچا دے گا اگر ایمان کے اندر کمزوری آ گئی تو بیڑا غرق ہو جائے گا کیونکہ عمل بغیر ایمان کے کام نہیں آتا دنیا میں کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جس کی کوئی نیکی نہ ہو اور بغیر نبی ولی کے کوئی نہیں ہوگا جس کے اندر برائی نہ ہو اتنا یاد رکھنا کہ عمل کی کمی سے نجات ضرور ہوگی مگر درجات میں کمی ہوگی اور اگر ایمان نہیں ہے تو پھر نجات ناممکن ہے لہٰذا ایمان کی حفاظت کی جائے اور اصل ایمان توحید ہے اور توحید بغیر رسالت کے محال ہے۔ لہٰذا کوئی رابطہ قائم کریں اور یہ رابطہ محبت مصطفیٰ ﷺ ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ **لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین** (بخاری شریف، ج۱، ص۶) تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے پیارا نہ جانے اپنے آپ سے اور اپنے والدین سے اور اپنی اولاد سے اور تمام لوگوں سے یہ رابطہ ایک پل ہے جیسے پل کے بغیر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک نہیں جا سکتے اسی

(بخاری شریف، ج۱، ص۶)

طرح اس رابطہ کے بغیر بارگاہ ربوبیت تک رسائی حاصل نہیں ہوسکتی اور محبت کی علامت نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور اوامر ونواہی کو بجالانا ہے۔ اگر کسی نے اوامر ونواہی کا کلیۃ انکار کردیا تو وہ دل کلیۃ خالی اور فانی ہے اور جس نے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کرتے ہوئے عمل میں کمزوری کردی ہے تو یاد رکھنا جتنا عمل کی کمی ہوگی اتنا محبت کی کمی ہوگی تم نے سن لیا ہوگا کہ ایران میں زلزلہ آیا اور ستر ہزار آدمی ہلاک ہوئے تو اس سے یہ مت سمجھنا کہ سب گناہگار ہوں گے نہیں ان میں محبوب خدا اور اولیاء اللہ بھی ہوں گے لیکن ولی کی ہلاکت ہلاکت نہیں بلکہ شہادت ہے اور گناہ گاروں کی ہلاکت کو عذاب تصور کیا جائے۔ آج خدا سے ڈرنا چاہیے کل یہ وقت ہاتھ نہ آئے گا جس دل میں خوف خدا نہیں وہ دل زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے لہٰذا عمل کی کمزوری کو دور کیا جائے۔ ایک تاجر کی طرح جو دن بھر اپنی کمائی کو رات کو شمار کرتا ہے انسان بھی رات کو اپنے گناہوں کو شمار کرے اور پھر اس سے توبہ کرے۔

گذشتہ واقعات سن کر عبرت حاصل کریں

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم آخری امت کیوں ہیں اس لئے ہیں کہ پچھلی امتوں کے واقعات سے عبرت حاصل کریں انہوں نے ایک مثال دیتے ہوئے اپنی بات سمجھائی کہ ایک شیر، بھیڑیا اور ایک لومڑی شکار کیلئے روانہ ہوئے ایک ہرن ایک گائے اور ایک خرگوش شکار کیا جب شکار سے واپس آئے اور شکار کی تقسیم کا وقت آیا تو شیر

نے بھیڑیے سے کہا کہ تقسیم کس طرح کی جائے بھیڑیے نے جواب دیا کہ ظاہر ہے کہ گائے آپ کیلئے ہرن میرے لئے اور خرگوش لومڑی کیلئے، تو شیر نے غصہ میں آکر ایک طمانچہ مارا اور سر پھوڑ دیا۔ اب لومڑی کو بلایا کہ بتاؤ تقسیم کیسے کی جائے تو لومڑی نے کہا سرکار گائے تو آپ اب تناول فرمالیں ہرن شام کو کھانا اور خرگوش آپ کیلئے صبح کا ناشتہ ہے تو شیر یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ تقسیم تجھے کس نے بتائی ہے تو لومڑی نے جواب دیا کہ اس بھیڑے نے مجھے سبق دیا ہے کہ تقسیم اس طرح کی جاتی ہے بلکہ اگر میں ایسا کرتی جیسے اس (بھیڑیا) نے کیا تو میرے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوتا جیسا بھیڑے کے ساتھ ہوا لیکن تو نے کرم کیا کہ مجھ کو بعد میں بلایا لہٰذا ہمیں چاہیے کہ گزشتہ واقعات سن کر عبرت حاصل کریں کہ انہوں نے کیا کام کیے اور کس وجہ سے ہلاک ہوئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 5

شہادت خلفائے راشدین وحسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا اجمالی ذکر

ضیغم اسلام بیہقی عصر رئیس المحققین غزالئی زماں رازی ء دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے بتاریخ 10 محرم الحرام بوقت بعد از نماز عشاء بمقام بان منڈی کراچی میں یہ ادیبانہ محققانہ طویل خطاب فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا الٰه الا اللـه وحده لا شريك لـه ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم ولا تقولو لمن يقتل فی سبيل الله اموات بل احياء ولا كن لا تشعرون نصدق اللـه العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰی ذٰلك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علی النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰی سيدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

محترم حضرات! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ میں انتہائی علالت اور کمزوری کی وجہ سے بڑی مشکل سے تقریر کرتا ہوں تو احباب سے میری گذارش ہے کہ اطمینان اور سکون

(سورۃ بقرہ آیت 154)

کیساتھ میری گذارشات سنیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق کہنے کی مجھے توفیق دے اور ہم سب کو حق قبول کرنے کی، حق پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے ایک مرتبہ اور درود شریف پڑھ لیجئے۔ **اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ** کل میں نے جو بھی گفتگو کی تھی وہ ایک تمہید کی حیثیت رکھتی تھی مقاصد تک میں پہنچ نہیں سکا اور جو آیات کریمہ میں نے تلاوت کیں تھیں ان کے ترجمہ تک بھی میں نہ پہنچ سکا آج جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے کیونکہ یہی میری تقریر کا عنوان ہے جس کے بعد انشاء اللہ میں آپ سے اجازت لونگا تو بہت سے مسائل میرے ذہن میں جمع ہیں اور ان مسائل کو جن کی تمہید میں کل عرض کر چکا ہوں کل جو آیات کریمہ میں نے تلاوت کیں تھیں یہ مسائل ان آیات کریمہ سے متعلق ہیں اور پھر آج حرف آخر جو میں عرض کرنیوالا ہوں اس کا تعلق اس آیت مقدسہ سے ہے جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تو کل کی تمہیدی تقریر کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے آپ ان آیات طیبات کا ترجمہ سن لیں جو کل میں نے پڑھیں تھیں اور جب ان کے متعلق چند مسائل بیان کر کے میں فارغ ہوں گا تو اس آیت کریمہ کا ترجمہ کر کے وہ حرف آخر جو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ پیش کر کے انشاء اللہ تعالیٰ میں دعائے خیر کردوں گا پھر درود شریف پڑھیں! **اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد**

وبارک وسلم وصل علیہ گرامی قدر حضرات محترم، برادران اہل سنت! یہ تمام حضرات علماء کرام تشریف رکھتے ہیں اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ میرے مبارک سامعین میں نہایت ذی علم اور ذی فہم حضرات تشریف فرما ہیں میں ان سب سے پھر عرض کرونگا کہ مختصر جملوں پر غور فرماتے جائیں اور اطمینان وسکون کے ساتھ میری گذارشات کو مسموع فرمائیں۔

اللہ کی معرفت کا ذریعہ رسول کریم ﷺ ہیں

ارشاد ہوتا ہے **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی** ھومبتداء ہے الذی ارسل رسولہ بالھدٰی تمام متعلقات سے مل کر یہ اس مبتداء کی خبر ہے آپ کو معلوم ہے کہ خبر مبتدا پر محمول ہوتی ہے یہاں ھومبتداء ہے اور الذی ارسل رسولہ بالھدٰی یہ اس کی خبر ہے الذی عربی قاعدہ کے لحاظ سے اسم موصول ہے آپکو معلوم ہے کہ اسم موصول از قبیل مبہمات ہے اس میں کچھ ابہام ہوتا ہے سامع کیلئے، نفس الامر میں نہیں سامع کیلئے مخاطب کیلئے اسم موصول میں کچھ ابہام ہوتا ہے اور اس ابہام کو دور کرنے کیلئے صلہ وارد کیا جاتا ہے اور جب موصول اپنے صلہ سے مل جاتا ہے تو سامع کے ذہن کا جو ابہام ہے وہ دور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو یہ مبتداء ہوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا آپ جانتے ہیں کہ ھومبتداء اور الذی اسم موصول اور اسم موصول کا ابہام صلہ سے دور ہوگا ھو وہ جس نے الذی کے معنی وہ ذات کونسی ذات؟

(سورۃ صف آیت 9)

الذی میں جو ابہام، ذات میں ابہام نہیں مخاطب و سامع کے ذہن میں جو ابہام ہے اس
ابہام کو دور فرمایا ہمیشہ صلہ موصول کے اندر جو سامع کے ذہن میں ابہام ہوتا ہے اسے دور
کرنے کیلئے آتا ہے اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے گویا یہ فرمایا میرے بندو میری ذات تو
تمہارے لئے مبہم ہے کیونکہ میری ذات کی کنہ تم نہیں پاسکتے اور میری صفات کی معرفت
تک تمہارے عقول اور افہام کی رسائی نہیں ہوسکتی میری ذات بھی تمہارے لئے مبہم ہے
اور میں خود مبہم نہیں ہوں میں ابہام سے پاک ہوں اور میری صفات بھی ابہام سے پاک
ہیں مگر تمہاری عقلیں قاصر ہیں تمہارے افہام ناقص ہیں اس لئے میری ذات بھی تمہارے
لئے مبہم ہے اور صفات بھی تمہارے لئے مبہم ہیں تمہاری عقل کی رسائی میری ذات تک
نہیں اور تمہارے تصورات کی رسائی میری صفات تک نہیں اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے
ذہنوں کا وہ ابہام دور ہوجائے جو میری ذات کے بارے میں ہے کہ تمہاری عقلیں میری
ذات تک نہیں پہنچتی اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری عقلوں کا وہ ابہام دور ہوجائے جو
میری صفات کے بارے میں ہے کہ میری صفات تک تمہارے تصورات کی دنیا نہیں پہنچتی
اس ابہام کو اگر تم دور کرنا چاہو اور تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری عقلوں کا وہ ابہام دور ہوجائے
جو میری صفات کے بارے میں ہے جبکہ میری صفات تک تمہارے تصورات کی دنیا نہیں
پہنچتی اس ابہام کو اگر تم دور کرنا چاہو اور تم جاننا چاہو کہ اللہ اپنی ذات وصفات میں کون
ہے اگر تم میری معرفت چاہو اگر میری ذات کی معرفت چاہو اور میری صفات کی معرفت

چاہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے الذی ارسل رسولہ بالہدٰی اللہ نے فرمایا کہ وہ وہ ذات ہے
جس نے اپنے رسول کو ہدی کے ساتھ بھیجا معلوم ہوا کہ الذی کا ابہام رسولہ سے دور ہوسکتا
ہے اگر اللہ کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ذریعہ رسول ہے رسول ہے اور فقط
رسول ہے۔

قرآن کا ایک ایک لفظ اپنے دعویٰ کی دلیل ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت کیلئے رسولہ بالہدٰی کو سامنے رکھنا پڑے گا جس نے
رسول کے ارسال کو رسول کی رسالت کو رسول کی نبوت کو رسول کے کمالات رسالت کو پیش
نظر نہیں رکھا اسے نہ خدا کی ذات کی معرفت ہوگی نہ خدا کی صفات کی معرفت ہوگی اب
معلوم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ خدا کی ذات کی معرفت رسول کی ذات سے ہے اور اس کی
صفات کی معرفت رسول کی صفات سے پتہ چل گیا کہ رسول کی ذات اس کی ذات کے
حسن کا آئینہ ہے اور رسول کی صفات اس کی صفات کا آئینہ ہے رسول کی ذات کو دیکھا
خدا کی ذات کا پتہ چلا رسول اللہ ﷺ کی صفات کو دیکھا ہمیں خدا کی صفات کا پتہ چلا
رسول اللہ ﷺ سے الگ ہوکر نہ خدا کی ذات کو ہم جان سکتے ہیں نہ رسول سے الگ ہو
کر خدا کی صفات کو پہچان سکتے ہیں خدا کی ذات وصفات کی معرفت کا راستہ کیا ہے؟
الذی ارسل رسولہ بالھدٰی جب یہ بات آپ کے ذہن میں آگئی تو ہمیں پتہ چلا کہ رسول
کی ذات بڑی قابل قدر ہے رسول کی ذات بڑی گرامی ذات ہے رسول کی ذات ایسی

ہے کہ اگر اس سے تعلق قطع ہو گیا تو خدا سے تعلق وابستہ ہو ہی نہیں سکتا اور خدا سے تعلق وابستہ ہونے کا راستہ فقط ذات رسول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب رسول کی ذات سے وابستہ ہو کر ہم خدا سے وابستہ ہوں گے تو رسول کی ذات عیب دار ہو گی یا بے عیب ہو گی؟

اگر رسول کی ذات عیب دار ہے تو وہ اس واسطہ کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** رسول کی ذات وہ ہے کہ اللہ اپنی معرفت اور اپنی پہچان رسول کے ذریعے کراتا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے رسول کو ھدٰی کیساتھ بھیجا دین حق کیساتھ بھیجا ودین الحق کیوں؟ **لیظھرہ علی الدین کلہ** تاکہ اسے کل دین پر غالب فرما دے اور یہ غلبہ جبھی ہوگا جب لوگ رسول ﷺ کو مان کر ان کی گواہی دینگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں نہ میرے رسول ﷺ کو پرواہ ہے کوئی گواہی دے یا نہ دے کوئی شہادت دے یا نہ دے اللہ فرماتا ہے وکفٰی باللہ شہیدا اللہ خود ہی اپنے رسول ﷺ کی گواہی دینے کیلئے کافی ہے کیونکہ اس لئے کہ دین کو غلبہ دینے والا وہی اللہ ہے تم غلبہ دینے والے نہیں ہو یہ اور نظریہ ہے اور غلط نظریہ ہے کیا؟ کہ ''اتفاق سے رسول کو ایسے اصحاب مل گئے کہ ان کی وجہ سے دین کو غلبہ حاصل ہو گیا،، یہ لوگوں کا غلط نظریہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لیظھرہ علی الدین کلہ** ارے تمام ادیان پر اپنے

(سورۃ فتح آیت 9)

رسول ﷺ کو لغالب کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اللہ ہے اور رسول ﷺ کا یہ غلبہ اور اللہ کے دین کا غلبہ یہ کسی کی امداد اور اعانت کی مرہون منت نہیں ہے اللہ نے فرمایا اس کی ضمانت میں نے خود دی ہے اور میں خود اس کا ضامن ہوں کہ ''**لیظھرہ علی الدین کلہ**،، اور پھر کوئی رسالت پر ایمان لائے کوئی رسول کو رسول مانے کوئی رسول اللہ ﷺ کے رسول ﷺ ہونیکی گواہی دے اللہ فرماتا ہے نہ مجھے اس کی کوئی حاجت اور نہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی پرواہ اللہ فرماتا ہے **وکفٰی باللہ شھیدا** اللہ اپنے رسول کی گواہی دینے کیلئے خود ہی کافی ہے لوگ اگر گواہی دیں گے اللہ کی کوئی حاجت پوری نہیں کریں گے اللہ حاجت سے پاک ہے لوگ اگر گواہی دیں گے تو رسول اللہ ﷺ کی کوئی حاجت پوری نہیں کریں گے رسول اللہ ﷺ ان کا محتاج نہیں ہے اللہ فرماتا ہے میں خود ہی اپنے محبوب ﷺ کی رسالت کی اور ان کی محمدیت ﷺ کی گواہی دینے کیلئے کافی ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو میں فرماتا ہوں کہ **محمد رسول اللہ** ، **محمد رسول اللہ** محمد اللہ کے رسول ہیں دیکھو کلام میں ترتیب کتنی پیاری ہے، اور کلام کا ربط کتنا مستحکم ہے اپنی عقلوں سے اپنی فہموں سے آپ اس کا جواب دیجئے کہ اللہ جل جلال وعم نوالہ نے کتنا مربوط کلام فرمایا اور میں کہوں گا کہ ایک ایک چھوٹے چھوٹے جملے کو دعویٰ بناتے جائیں اور اس کے مابعد جملے کو اس کی دلیل بناتے جایئے بلکہ میں کہوں گا کہ مابعد کا جملہ دعویٰ بھی ہو سکتا ہے دلیل بھی ہو سکتا ہے ماقبل کا جملہ دعویٰ بھی ہو

سکتا ہے دلیل بھی ہوسکتا ہے گویا قرآن کا ایک ایک لفظ دعویٰ ہے اور قرآن کا ایک ایک لفظ اپنے دعویٰ کی خود ہی دلیل ہے اور میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ خدا کے دعویٰ کو ہماری کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے بلکہ یقین کیجئے کہ قرآن ایسا دعویٰ ہے کہ قرآن خود ہی اس کی دلیل ہے اللہ اللہ، دیکھتے ہو کے دعویٰ کی دلیل الذی ہے الذی کے دعویٰ کی دلیل ارسل ہے اور ارسل کے دعویٰ کی دلیل بالھدٰی ہے اور بالھدٰی کی دلیل **لیظھرہ علی الدین کلہ** ہے اور اظہار کی دلیل **وکفٰی باللہ شہیدا** ہے۔

اللہ اوراس کے رسول ﷺ کولوگوں کی کوئی حاجت نہیں

کاش لوگ اپنے ذہنوں کو صاف کریں قرآن کے معانی ومطالب کو سمجھنے کی کوشش کریں تو خدا کی قسم ایمان تازہ ہوتا ہے اللہ فرماتا ہے محمد رسول اللہ اللہ اکبر کیاں کہوں آپ سے اپنے حبیب کے رسول ﷺ ہونیکی گواہی دی اور فرمایا محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ کوکوئی حاجت نہیں کہ کوئی کہے کہ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں رسول ﷺ کوکوئی حاجت نہیں کہ کوئی کہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اللہ پاک ہے حاجت سے رسول ﷺ کوکسی کی پرواہ نہیں اللہ فرماتا ہے میں اکیلا ہی اپنے رسول ﷺ کومحمد رسول اللہ ﷺ کہنے کیلئے کافی ہوں جب میں نے کہہ دیا محمد رسول اللہ ﷺ تو پھر کسی کے کہنے کی کونسی حاجت رہی باقی اگرکوئی کہے تو اپنے نفع کیلئے کہے گا اور اگر نہیں کہے گا تو پھر وہ محروم رہیگا۔

اللہ فرماتا ہے محمد رسول اللہ یہاں دو لفظ ہیں ایک محمد ایک رسول اللہ اور لفظ رسول اللہ

مرکب اضافی ہے اس مرکب اضافی میں بھی دو لفظ ہیں ایک لفظ رسول ہے اور ایک لفظ اللہ ہے آپ اس کو ذرا ترتیب کیساتھ ذہن میں لے آیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ۔ دیکھو بھائی اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اللہ کا کلام ہے آپ سے پوچھتا ہوں اللہ جو کچھ فرماتا ہے وہ اللہ کا کلام ہے یا نہیں ہے؟ پھر یہ کہ اللہ جو کچھ فرماتا ہے وہ وہ فرماتا ہے جو اللہ کے علم ازلی میں ہے اللہ کا کلام اللہ کی صفت اللہ کا علم ازلی اللہ کی صفت ازلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقیہ غیرمخلوق ہیں

یہاں یہ بھی مسئلہ آگیا اتفاقاً یہ بہت سے احباب یہاں تشریف رکھتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ بعض دوستوں کا ذہن میرے جملوں کا ساتھ نہ دے لیکن انشاءاللہ میرے جملے آپ کے ذہن کا ساتھ دیں گے ذراسی توجہ کی ضرورت ہے جب میں نے کہا کہ محمد رسول اللہ یہ اللہ کی طرف سے گواہی ہے اپنے حبیب ﷺ کی رسالت کیلئے اور اللہ نے پہلے فرمایا محمد پھر فرمارسول پھر فرمایا اللہ تو آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ اللہ کا یہ کلام ہوا یا نہیں ہوا اور اللہ جو کچھ فرماتا ہے اپنے علم ازلی کے مطابق فرماتا ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اللہ کے علم میں تو کچھ ہو اور فرمادے کچھ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کلام بھی اس کی صفت ہے اور علم بھی اس کی صفت ہے۔

یادرکھو! اللہ بھی غیرمخلوق ہے اور اللہ کی صفات حقیقیہ بھی غیرمخلوق ہیں بتاؤ اللہ خالق ہے یا

مخلوق ہے؟ خالق ہے اور اللہ کی صفات جو صفات حقیقیہ ہیں وہ صفات حقیقیہ بھی غیر مخلوق ہیں اللہ کا علم بولو غیر مخلوق ہے یا نہیں؟ اللہ کی حیات اللہ کی قدرت اللہ کی سمع اللہ کی بصر اللہ کا ارادہ اللہ کا کلام یہ سب اللہ کی صفات حقیقیہ ہیں اور یہ سب غیر مخلوق ہیں۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے

اسی لئے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق** قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق ہے اس کا علم بھی غیر مخلوق ہے اس کا کلام بھی غیر مخلوق ہے۔ علم کا غیر مخلوق ہونا تو ہر ایک کی سمجھ میں آ جائیگا لیکن اللہ کے کلام کا غیر مخلوق ہونا بعض لوگوں کے ذہنوں میں نہیں آتا اس لئے کچھ لوگ پھسل گئے لیکن کیا کہوں یہ تو اللہ کی ذات وصفات کے مسائل ہیں اور جب تک اللہ کی ذات وصفات کے مسائل میں استحکام نہ پیدا ہو ایمان کہاں ہوگا؟ نہیں ہو سکتا ایمان کا دارومدار تو ذات و صفات سے متعلقہ مسائل میں استحکام پر مبنی ہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے کلام کے غیر مخلوق ہونے کے معنی کو نہیں سمجھا وہ بھٹک گئے اور توہمات میں مبتلا ہو گئے شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے مگر بھٹکے دلوں میں خدا نے ایمان کو مزین فرمایا تھا وہ ثابت قدم رہے وہ ہمارے تمام اسلاف کرام ہیں اور ان اسلاف کرام میں خصوصیت کے ساتھ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ہماری زبان پر آتا ہے۔

ذات وصفات کے مسائل میں اسلاف کا قدم نہیں ڈگمگایا

جب امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے کہا گیا اس وقت زور ان لوگوں کا تھا جو اللہ کے کلام کو مخلوق مانتے تھے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ کہئے! آپ نے فرمایا کہ میں کبھی نہیں کہوں گا کہ کلام مخلوق ہے میں کبھی نہیں کہوں گا، میں کہوں گا کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور صاف کہوں گا کہ **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق**، قرآن جو اللہ کا کلام ہے وہ غیر مخلوق ہے اس مسئلہ میں امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کیساتھ بڑے مظالم ہوئے جیل میں ڈالا گیا کوڑے مارے گئے آپ کی مبارک قمیض لہولہان ہو جاتی تھی ذات وصفات کے مسائل میں اسلاف کا قدم نہیں ڈگمگایا اور آج تو لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

میں ایک ذرا سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں جو لوگ آج اس مسئلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں وہ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ آج جو یہ کہتے ہیں کہ **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق** قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے تو یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کیوں؟ اس لئے نہیں آتی کہ آپ کس چیز کو کلام اللہ کہتے ہیں قرآن کو اور وہ کلام اللہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی صفت آپ کے اندر آ گئی آپ اللہ کی صفت سے متصف ہو گئے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے، پھر کیا چیز ہے کلام اللہ؟ جو آپ زبان سے پڑھتے ہیں یا اوراق پر لکھتے ہیں وہ کلام اللہ ہے اگر آپ کہیں کہ جو اوراق پر لکھتے ہیں وہ کلام اللہ ہے تو ورق بھی حادث ہے اور اس پر جو لکھا گیا وہ کتابت بھی حادث ہے وہ نقش

جو بنانے والے نے بنایا وہ نقش بھی حادث ہے تو آپ قدیم کس کو کہیں گے وہ نقش بھی حادث وہ روشنائی بھی حادث وہ نقوش حادث وہ کتابت حادث اور وہ کاغذ حادث کس چیز کو غیر مخلوق کہیں گے؟ آپ کیا کہیں گے اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم نے جو پڑھا ہے یہ ہم نے قرآن پڑھا تو لہٰذا یہ غیر مخلوق ہے یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ جب آپ پڑھیں گے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین تو ہم کیسے غیر مخلوق کہدیں اس کو آپ نے لفظ ''ب،، ادا کیا وہ ختم ہوگیا آپ کے تلفظ سے پہلے وہ نہیں تھا تلفظ کے بعد بھی نہ رہا آپ نے ''سین،، کا تلفظ کیا تلفظ سے پہلے بھی ''سین،، نہ تھا تلفظ کے بعد بھی نہ رہا آپ نے ''میم،، کا تلفظ کیا تلفظ سے پہلے بھی ''میم،، کا وجود نہ تھا تلفظ کے بعد بھی ''میم،، نہ رہا اور جو چیز تلفظ سے پہلے بھی نہ ہو اور تلفظ کے بعد بھی نہ رہے اس کو کیسے قدیم کہیں گے آپ کیسے قدیم کہیں گے؟ جو آپ پڑھتے ہیں اس کا قدیم ہونا بھی سمجھ میں نہیں آتا اور جو مجموعہ ایک صحیفہ مقدسہ مصحف مبارک جو ہمارے سامنے ہے ہمارے ہاتھوں میں ہے جس کو ہم کہتے ہیں قرآن! یہ قرآن کا نسخہ ہے یہ صحیفہ ہے یہ مصحف مقدس ہے وہ بھی تو غیر مخلوق ہونا اس کا سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ وہ کیا ہے وہ تو اوراق کا مجموعہ ہے وہ تو ایک جلد بندھی ہوئی ہے اس میں کاتب نے روشنائی سے لکھا ہوا ہے تو وہ لکھتا ہے روشنائی اور وہ نقش اور وہ کاغذ اور وہ جلد اور وہ مجموعہ وہ تو سارے کا سارا وہ تو حادث ہے تو ہم کس چیز کو کہیں گے کہ غیر مخلوق ہے! یہ بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں اور اس لئے سمجھانا چاہتا ہوں کہ علم

کی بات اگر دیوار پر بھی لکھی ہوئی نظر آجائے تو اس کو بھی آپ سینے میں اور دل میں نقش کر لیں اور یہ مسائل تو اعتقادی مسائل ہیں اگر کوئی شک ڈالنے والا کسی مومن کے دل میں شک ڈالے تو اس کا تو بیڑا غرق ہوجائیگا میں نہایت ہی واضح طور پر آپ کے سامنے اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفٰی باللہ شھیدا محمد رسول اللہ** خدا کی قسم یہ اللہ کا کلام اللہ کا قرآن ہے اور میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں **القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق** ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں وہ شک وشبہ پختہ ہی ہوگیا ہو معاذ اللہ تو بالکل ہی بیڑا غرق ہوجائیگا تو میں اس شک کو دور کرنا چاہتا ہوں دیکھو بھائی! لکھنے والے نے جو لکھا اس کو بھی میں **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق** نہیں کہتا، جس کاغذ پر لکھا اس کو بھی کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق میں نہیں کہتا وہ جو اوراق کا مجموع ہے اس کو بھی میں **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق** نہیں کہتا سنئے اور جو میں نے اپنے ذہن میں نقوش جمع کئے یا جس قرآن کے حصے کو میں یا پورے قرآن کو یاد کیا اس کو بھی میں **القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق** نہیں کہتا تو آپ کہیں گے کہ بھائی ہے کیا جو تم نے پڑھا اس کو اگر کہو وہ تو سمجھ ہی میں نہیں آتا کیونکہ وہ تو تلفظ سے پہلے بھی نہ تھا تلفظ کے بعد بھی نہیں رہا تو کیسے اس کو غیر مخلوق کہیں گے!

(سورۃ فتح آیت 28.29)

میں سمجھوں گا کہ میری نجات ہوگئی

میرے دوستو اور محترم عزیزو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اللہ کرے اگر اس مجمع میں کسی ایک مسلمان کے ذہن میں بھی یہ بات آ جائے تو میں سمجھوں گا کہ میری نجات ہوگئی ایمان تو سبھی کا ہے بھائی آپ کا ایمان ہے یا نہیں بھائی اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے یا نہیں؟ بھئی اللہ خود غیر مخلوق ہے اللہ کی ہر صفت جو حقیقی ہے وہ غیر مخلوق ہے آپ کا ایمان ہے یا نہیں اللہ کی صفات کے غیر مخلوق ہونے پر؟ آپ کا ایمان ہے۔ سبحان اللہ

میں کہتا ہوں جن کو دلیل کا پتہ نہیں ان کا ایمان بالغیب ہے جنکے سامنے دلیل آ گئی ان کے ایمان بالغیب میں تقویت پیدا ہوگئی بس اتنی سی بات ہے تو سنئے جناب میں عرض کرتا ہوں اور واضح طور پر عرض کرتا ہوں جو لکھنے والے نے لکھا وہ قرآن نہیں کلام اللہ نہیں وہ کلام اللہ نہیں قرآن ہے کلام اللہ نہیں جو پڑھنے والے نے پڑھا تو اس میں کیا ہے کتنی چیزیں ہیں لکھنے والے اور پڑھنے میں کتنی چیزیں ہیں انکو دیکھیں یاد کرنے میں کتنی چیزیں ہیں تو تین چیزوں کا تصور آپکے سامنے آئیگا ان میں دو چیزیں حادث ہیں اور ایک قدیم دو چیزیں مخلوق اور ایک چیز غیر مخلوق ہے اور جو چیز غیر مخلوق ہے اس کو میں کہتا ہوں **القرآن کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق** وہ کیا ہے تو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں جب ہم نے پڑھا الحمد للہ رب العٰلمین تو اس میں تین چیزیں ہیں ایک تو میرا پڑھنا اس کو کہتے ہیں ''قرأت، یہ ہے فعل اور ایک ہے پڑھنے والا وہ ہے'' قاری،، ایک ہے

قاری، ایک ہے قاری کا فعل جس کو میں قرأت کہتا ہوں پڑھنا کہتا ہوں الحمد للہ رب العالمین کا تلفظ اس کا زبان سے ادا کرنا اور اس کا پڑھنا تو سن لو پڑھنا بھی حادث ہے اور پڑھنے والا بھی حادث ہے قرات بھی حادث اور قاری بھی حادث ہے قرات بھی مخلوق اور قاری بھی مخلوق ہے مگر جو پڑھا وہ غیر مخلوق ہے قاری مخلوق قرأت مخلوق اور مقرو غیر مخلوق میں ''بسم اللہ،، کے تلفظ کو کلام اللہ نہیں کہتا میں ''سین،، کے تلفظ کو کلام اللہ نہیں کہتا میں ''میم،، کے تلفظ کو کلام اللہ نہیں کہتا بلکہ یاد رکھو'' میم،، کا مدلول ''سین،، کا مدلول ''ب،، کا مدلول جو مقرو ہے وہ ہے کلام اللہ تعالٰی غیر مخلوق قرأت بھی حادث قاری بھی حادث اور جو اس نے پڑھا وہ حادث نہیں ہے وہ قدیم ہے وہ غیر مخلوق ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہر مسجد میں قران پڑھا جاتا ہے ہر شخص سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے قرآن پڑھتا ہے ہر شہر میں پڑھا جاتا ہے ہمارے شہر کراچی کے اندر بے شمار مساجد ہونگی ہر مسجد میں قرآن پڑھا جا رہا ہے پھر دوسرے شہروں کو دیکھو ہر شہر میں قرآن پڑھا جا رہا ہے گاؤں میں جنگلوں میں دیہاتوں میں قصبات میں جہات میں اور پاکستان میں اور پاکستان کے باہر دوسرے ملکوں میں اور جناب بحر میں بر میں پہاڑوں میں یہاں تک کہ سمندروں میں خلاؤں میں ہواؤں میں قرآن پڑھا جا رہا ہے۔

جو پڑھا گیا وہ قرآن ہے

مجھے یہ بتاؤ کہ جو قرآن یہاں پڑھا گیا ذرا سنئے غور سے سنئے یہ بتاؤ جو قرآن پڑھا گیا وہ اس قرآن کا غیر تھا جو دوسری جگہ پڑھا گیا یا ایک ہی ہے؟ ایک ہی ہے! ایک کیسے ہوسکتا ہے؟ یہاں پڑھنے والا اور ہے، وہاں پڑھنے والا اور ہے تو قرآن ایک کیسے ہوسکتا ہے تو معلوم ہوا کہ پڑھنے والا قرآن نہیں ہے قرآن پڑھنے والا قرآن نہیں ہے کیونکہ یہاں کا پڑھنے والا اور ہے وہاں کا پڑھنے والا اور، پڑھنے والا بھی قرآن نہیں ہے وہ پڑھنے والا بھی قرآن نہیں ہے پڑھنے والے کی ذات قرآن نہیں ہے اچھا تو پھر کیا کہیں گے؟ اس کا پڑھنا قرآن ہے؟ تو پڑھنا بھی قرآن نہیں ہے کیونکہ یہاں ایک شخص پڑھتا ہے تجوید کیساتھ دوسرا پڑھتا ہے بغیر تجوید کے ایک شخص جو ہے وہ خوش الحانی سے پڑھتا ہے ایک خوش الحانی کے بغیر پڑھتا ہے ایک آہستہ پڑھتا ہے ایک اونچا پڑھتا ہے اب یہ ہر ایک کا پڑھنا تو جدا جدا ہے تو پتہ چلا کہ یہ پڑھنا بھی قرآن نہیں ہے پڑھنے والا بھی قرآن نہیں ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہر جگہ قرآن پڑھا گیا معلوم ہوا کہ نہ پڑھنا قرآن ہے نہ پڑھنے والا قرآن ہے بلکہ جو پڑھا گیا وہ قرآن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ ایک ہی قرآن ہے آپ اگر پہاڑوں پر پڑھیں تب بھی وہ ایک ہی قرآن ہے دریاؤں میں پڑھیں، سمندروں میں پڑھیں، ہواؤں میں پڑھیں، فضاؤں میں پڑھیں، خلاؤں میں پڑھیں، شہر میں پڑھیں، قصبے میں پڑھیں، جنگل میں پڑھیں بیابان میں پڑھیں، گھر میں پڑھیں، مسجد میں پڑھیں وہ ایک ہی قرآن ہے وہ قرآن کیا

ہے؟ قرأت کا نام بھی قرآن نہیں ہے قاری کا نام بھی قرآن نہیں ہے بلکہ قرآن مقروء کا نام ہے جو پڑھا گیا وہ قرآن ہے اور وہ ہر جگہ ایک ہی قرآن ہے جو پڑھا جارہا ہے سمجھے وہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب ہر جگہ ایک ہی قرآن ہے جو پڑھا جارہا ہے اور تو پتہ چلا کہ قرآن اپنے وجود میں مکان کا محتاج نہیں اگر مکان کا محتاج ہے تو یہاں قرآن ہو وہاں قرآن نہ ہو اور یہاں بھی ہے تو یہ اور قرآن ہو وہ اور قرآن ہو مگر ہر جگہ جب قرآن ایک ہی ہے معلوم ہوا کہ جو تم نے یہاں قرآن پڑھا وہ بھی اس مکان میں مقید نہیں ہے ورنہ پھر وہ الگ قرآن ہوتا اور دوسری جگہ قرآن پڑھا گیا وہ بھی اس مکان میں مقید نہیں ہے ورنہ وہ کوئی اور قرآن ہوتا مگر جب ہر جگہ ایک ہی قرآن ہے

جدھر رخ کرو اللہ ہی اللہ ہے

پتہ چلا کہ قرآن زمان اور مکان کی قید میں مقید نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس مقرو کو غیر مخلوق کہتے ہیں اور ہم اس مقرو کو خدا کی صفت کہتے ہیں کیونکہ نہ خدا زمان و مکان میں مقید ہے نہ خدا کی صفات زمان و مکان میں مقید ہے خدا بھی زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے اور اس کی شان کیا ہے؟ **فاینما تولو افسم وجه الله** جدھر رخ کرو اللہ ہی اللہ ہے اور جہاں بھی قرآن سنو قرآن ہی قرآن ہے اور اللہ کا کلام ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہے تو اللہ نے فرمایا **هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ** اب اتنا اندازہ آپ لگا لیں کہ جب خدا بھی زمان و مکان سے پاک اس کا کلام بھی زمان و مکان

(سورۃ بقرہ آیت 115)

تقریر کا بقیہ حصہ صفحہ 111
سے شروع ہو رہا ہے

اللھم صل علی سیدنا ومولانا
محمد
وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

سے پاک وہ قرآن جس کو ہم اللہ کا کلام کہہ کر غیر مخلوق مانتے ہیں وہ بھی زمان ومکان سے
پاک ہے۔

سرکار ﷺ بھی زمان ومکان کی قید سے پاک ہیں

میرے پیارے دوستو میرے محترم عزیزو! اتنا میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس ذات
پاک پر وہ نازل ہوا اس کا بھی تو کوئی مقام ہوگا؟
یہی وجہ ہے کہ میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم اپنی
محمدیت اپنی نورانیت اپنی روحانیت اور اپنی حقیقت کبریٰ کیساتھ خدا کی قسم مصطفیٰ ﷺ
بھی زمانے کی قید سے پاک ہیں اور مصطفیٰ ﷺ بھی مکان کی قید سے پاک ہیں اگر وہ
زمانے کی قید سے پاک نہ ہوتے تو لازمان میں کیسے ہوتے اگر مکان کی قید سے پاک نہ
ہوتے تو وہ لامکاں میں کیسے ہوتے جو مکان کی قید میں مقید ہو وہ لامکاں میں کیسے نظر آ
سکتا ہے اور جو زمانے کی قید میں مقید ہو وہ لازمان میں کیسے نظر آ سکتا ہے جب میرے آقا
ﷺ زمان میں بھی جلوہ گر ہیں اور مکان میں بھی جلوہ گر ہیں تو معلوم ہوا کہ مکان میں
ضرور ہیں مگر مقید ہو کر نہیں ہیں زمان میں ضرور ہیں مگر زمان میں مقید ہو کر نہیں ہیں اللہ
اکبر۔ ارشاد ہوتا ہے **محمد رسول اللہ** ۔اللہ اکبر اب لفظ محمد ﷺ کے معنی
پر ذرا غور کر لیں تو یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ ذہن میں آ جائیگی کیونکہ مقید ہونا یہ بھی
محمدیت کے خلاف ہے جسم اقدس کا کسی مکان میں ہونا یہ اور بات ہے میرے آقا ﷺ

روضہ انور کے اندر جلوہ گر ہیں اور اس مکان مقدس میں آرام فرما ہیں زندہ جلوہ گر ہیں یہ
حقیقت ہے، یہ حقیقت ہے مگر میں آپکو اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ حقیقت محمدیہ نہ زمان میں مقید
ہے نہ مکان میں مقید ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر! اور یہی بات ہے اگر کوئی اس حقیقت کو تسلیم
نہیں کرتا تو دیکھئے۔

میرے آقا ﷺ جب معراج کی رات چلے

میرے دوستو اور عزیزو! زمان اور مکان کیا ہیں یہ زمین ہوگی زمین، مکان ہوگا یا ہوا
مکان ہوگا یا کرۂ آگ ہوگا یا پانی کا کرہ ہوگا لیکن میرے دوستو! میرے آقا ﷺ جب
معراج کی رات چلے تو زمین نیچے رہ گئی مصطفیٰ ﷺ اوپر چلے گئے، مکان نیچے رہا مصطفیٰ
ﷺ اوپر چلے گئے، پانی نیچے رہ گیا مصطفیٰ ﷺ اوپر چلے گئے ہوا نیچے رہ گئی مصطفیٰ
ﷺ اوپر چلے گئے نار کا کرۂ نیچے رہ گیا مصطفیٰ ﷺ اوپر چلے گئے پتہ چلا اگر وہ کسی مکان
کے محتاج ہوتے تو اوپر نہ جاتے، شاید آپ کہیں آسمان بھی تو ایک مکان ہے میں کہوں گا
اللہ نے فرمایا پیارے اس کو بھی چھوڑ دے اوپر آ جا پتہ چلا کہ وہ آسمان کے مکان کے بھی
محتاج نہ تھے دوسرے آسمان پر تیسرے، چوتھے، پانچویں پر چھٹے ساتویں پر یہاں تک کہ
میرے آقا ﷺ عرش پر پہنچے آپ کہیں گے کہ عرش بھی تو ایک مکان ہے میں کہوں گا
بڑے افسوس کا مقام ہے لوگوں نے نہیں سمجھا دیکھو **شرح عقائد نسفی** اٹھا کر
دیکھو!

(شرح عقائد نسفی)

حضور ﷺ کے اس مسئلہ کے اندر تین قول ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ جس قول میں حضور ﷺ کی فضیلت زیادہ سے زیادہ ثابت ہوتی ہو اور وہ کسی دلیل شرعی کے خلاف نہ ہو وہی قول ہمارے نزدیک راجح ہے۔ایک قول یہ ہے کہ الیٰ سدرۃ المنتہیٰ دوسرا قول ہے الی العرش اور تیسرا قول ہے فوق العرش اللہ اکبر اب میرے دوستو مجھے بتاؤ جب میرے آقا ﷺ فوق العرش تشریف لے گئے تو فوق العرش تو مکان کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اسی کو تو لامکاں سے تعبیر کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب ﷺ تو عرش کو بھی نیچے چھوڑ دے لامکاں میں آجا تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ نہ تو زمانے کا محتاج نہ تو مکان کا محتاج ہے، بے شک تو زمان میں پایا جاتا ہے تیرا زمانہ سب زمانوں سے اعلیٰ ہے لیکن تو مقید ہو کر نہیں پایا جاتا میرے محبوب ﷺ بے شک تو مکان میں جلوہ گر ہے تو مکی ہے تو مدنی ہے لیکن ارے میرے محبوب ﷺ تو مکہ اور مدینہ میں مکان کی قید میں مقید ہو کر نہیں پایا جاتا

محمد ﷺ کسے کہتے ہیں

بلکہ تیری شان یہ ہے کے کے مکان کی عظمتیں تیرے قدموں سے وابستہ ہوتی ہیں **لا اقسم بھٰذا البلد وانت حل بھٰذا البلد** میں تو یہ سمجھتا ہوں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ (ﷺ)

لفظ محمد (ﷺ) کے معنی، اے مسلمان! اگر تیرے ذہن میں آجائیں تو تیرا تو بیڑا ہی پار

(سورۃ بلد آیت 1.2)

ہوجائے تیری دنیا بھی سنور جائے تیری عقبیٰ بھی سنور جائے اللہ اللہ محمد (ﷺ) کسے کہتے ہیں؟ **الذی یحمد مرۃ بعد مرۃ والذی یحمد کرۃ بعد کرۃ** جس کی بار بار حمد کی جائے اور جس کی بے شمار حمد کی جائے وہی محمد ﷺ ہوسکتا ہے، آپ شاید یہ کہیں کہ بار بار اور بیشار حمد تو اللہ ہی کی ہوتی ہے کیونکہ ہر مسلمان جب نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے **الحمد للہ رب العلمین** جب کبھی کوئی نعمت حاصل ہو فوراً کہتا ہے الحمد للہ حمد تو اللہ کیلئے ہوتی ہے اور ہر آن مومن اللہ کی حمد کرتا ہے اور تمام نمازوں میں الحمد للہ پڑھا جاتا ہے تو بار بار اللہ کی حمد ہوتی ہے بے شمار اللہ کی حمد ہوتی ہے تو حضور ﷺ کی حمد تو بار بار نہیں ہوتی حمد کی حمد تو بے شمار نہیں ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضور کا نام محمد ﷺ کیسے رکھ دیا، یا محمد ﷺ کے یہ معنی آپ غلط بیان کر رہے ہیں تو میں کہوں گا کہ محمد کے معنی میں صحیح بیان کر رہا ہوں ہماری فہم اگر غلطی کرے تو لفظ محمد کا تصور نہیں ہے۔

حمد مصطفیٰ ﷺ درحقیقت حمد الٰہیہ ہے

میرے پیارے دوستو اور میرے محترم عزیزو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کی تعریف تو اتنی ہوتی ہے اور اتنی ہوتی رہے گی کہ تم اللہ کی اتنی تعریف کر ہی نہیں سکتے معلوم ہے آپ کو؟ ارے اللہ کی تعریف تو تم کرتے ہو نا، میں کرتا ہوں، تم کرتے ہو، زمین کرتی ہے، آسمان کرتا ہے، چاند کرتا ہے، سورج کرتا ہے ایک ایک ذرہ، ایک ایک تنکا ایک ایک ممکن ایک ایک فرد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" **وان من شی الا یسح**

بحمدہ ولا کن لا تفقهون تسبیحهم ،، ارے کائنات کا کوئی ذرہ نہیں
ہے جو خدا کی حمد نہ کرتا ہو تم نہ سمجھو اور بات ہے مگر ہر ذرہ ہر تنکا ہر پتہ، ہر قطرہ ہوا کا ہر جھونکا
ہر چیز اللہ کی حمد کرتی ہے آپ کہیں گے پھر تو اللہ کی حمد بار بار ہوتی ہے بیشمار ہوتی ہے میں
کہتا ہوں کون انکار کرتا ہے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔

لیکن میرے دوستو اللہ کی حمد کرنے والی ساری کائنات ہے تو اللہ کی حمد کرتی
ہے بولو وہ کائنات مخلوق ہے یا نہیں اور مخلوق کی ہر بات مخلوق ہے اور مخلوق جو چیز ہے وہ
محدود ہے لہٰذا کائنات کا ہر ذرہ اگر اربوں برس بھی اللہ کی حمد کرے تب بھی وہ محدود ہے
مگر دوستو! مصطفیٰ ﷺ کی حمد کا تو یہ مقام ہے کہ اللہ خود اپنے محبوب ﷺ کی حمد فرماتا
ہے **ان اللہ وملئکۃ یصلون علی النبی** کے معنی حضرت ابو العالیہ رحمۃ
اللہ علیہ نے جو بیان کیئے ہیں بخاری شریف کی حدیث اٹھا کر دیکھو وہ یہی معنی ہیں **ان
اللہ وملئکۃ یصلون علی النبی** ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
صلوۃ اللہ ثناء ہ علیہ عند الملئکۃ (بخاری شریف کتاب التفسیر سورۃ
احزاب) اللہ کی صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف فرماتا رہتا ہے
اور اپنے فرشتوں کے نزدیک فرماتا رہتا ہے۔

کب سے اللہ اپنے محبوب ﷺ کی ثناء فرما رہا ہے؟ کوئی بتا نہیں سکتا، کب تک اللہ اپنے
محبوب ﷺ کی ثناء فرمائیگا کوئی بتا نہیں سکتا اب بتاؤ کہ حضور ﷺ تو وہ ہیں جن کی حمد

(بخاری شریف کتاب التفسیر سورۃ احزاب)

ثناء اللہ فرماتا ہے اللہ کی حمد وثناء تو کائنات کر رہی ہے اب کائنات کی حمد زیادہ ہوگی یا
خالق کائنات کی حمد زیادہ ہوگی ارے مخلوق تو محدود ہے، اور محدود کی ہر چیز محدود ہے،
آپ کہیں گے کہ پھر خدا کی حمد محدود ہوگئی؟

حمد مصطفیٰ ﷺ درحقیقت حمد خدا ہے

تو سن لو اور اچھی طرح سن لو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ جو اپنے محبوب ﷺ کی حمد
فرماتا ہے درحقیقت وہ حمد بھی اللہ ہی کی ہے کیوں؟ اس لئے کہ حمد کے معنی تو ہیں کہ کسی کے
حسن وخوبی کو بیان کرنا ارے میرے آقا ﷺ کی ہر خوبی جو اللہ نے مصطفیٰ ﷺ کو دی
ہے بولو وہ اللہ کی خوبی ہے یا نہیں ہے؟ معلوم ہوا کہ اس حمد کا مرکز محمد رسول اللہ ﷺ
ہیں مگر ہر حمد کا مصداق اللہ کی ذات ہے اس لئے کہ جس کے اندر جو حسن ہے وہ اللہ کا دیا
ہوا ہے اور جب ہر ذرہ کا حسن اللہ کا دیا ہوا ہے تو حضور ﷺ کا حسن محمدیت وہ بھی تو اللہ
کا دیا ہوا ہے ناں؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ جل مجدہ، جب اپنے محبوب ﷺ کی حمد فرماتا ہے تو بے
شک اس حمد وثناء کا مرکز حضور ﷺ ہیں مگر اس کا مصداق حقیقی خود اللہ ہے کیونکہ وہ
خوبیاں دینے والا خود اللہ وہ حسن دینے والا خود اللہ ہے" مسئلہ حل ہوگیا،،

حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا

لوگ کہیں گے حمد تو اللہ کیلئے حاصل ہے لفظ حمد تو ہم رسول کیلئے استعمال نہیں کرسکتے ہاں محمد
ﷺ حضور کا نام ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم حضور ﷺ کی حمد کرسکتے ہیں یا فلاں شخص

حضور ﷺ کی حمد کرتا ہے الحمد للہ حمد تو اللہ کیلئے خاص ہے، نام محمد ﷺ ہونا اور بات ہے اور حضور ﷺ کیلئے حمد کرنا اور بات ہے۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں یہ کہنا کہ ہم حضور ﷺ کیلئے حمد نہیں کر سکتے کیونکہ حمد جس کیلئے کریں گے وہ اللہ ہوگا یہ بہت غلط بات ہے، لو بخاری شریف کی حدیث میں آپ کو دکھاتا ہوں بخاری شریف میں حدیث آئی کہ جب حضور سرورِ عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم مقام شفاعت پر جلوہ گر ہوں گے اور اللہ تعالی اپنے محبوب ﷺ کو مقام شفاعت پر جلوہ گر فرمائے گا وہ حقیقت محمدیہ ﷺ جب جمال محمدیت ﷺ کے ظہور سے جلوہ گر ہوگی اور قباء احمدیت زیب تن ہوگی اور حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ ہوگا اور **عسی ان یبعثك ربك مقاماً محمودا** مقام محمود پر وہ جلوہ گر ہوں گے تو کیا عالم ہوگا میں نہیں کہتا بخاری شریف کی حدیث میں ہے **یحمده الاولون و الاخرون یحمده اهل الجمع کلهم** ارے تمام محشر والے خدا کے رسول کی حمد کریں گے قیامت کے دن محشر میں **اهل الجمع کلهم** اللہ اکبر میرے دوستو! محشر میں سبھی حضور ﷺ کی حمد کریں گے اگر حمد کرنا شرک ہو تو اہل محشر میں تو تمام انبیاء علیہم السلام ہیں تمام رسل کرام ہیں تمام صدیقین ہیں تمام شہداء ہیں تمام صالحین ہیں بولو یہ سب کے سب حضور ﷺ کی حمد کرینگے یا نہیں کریں گے؟ ایک تو اہل الجمع فرمایا اہل الجمع کا معنی اہل محشر تمام محشر والے

(بخاری شریف)

اور کلھم کی تاکید فرمائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور حضور ﷺ کی حمد کرنیوالوں میں میدان محشر میں جتنے انبیاء ورسل ہیں صدیقین وشہداء ہیں اور صالحین ہیں ایمان سے کہنا وہاں کافر بھی ہونگے یا نہیں ہوگے؟ مشرک بھی ہونگے یا نہیں ہونگے؟ منافق بھی ہونگے یا نہیں ہو گے اور یہ تمام جتنے فرقے کے لوگ ہیں وہاں ہوں گے یا نہیں ہونگے اللہ اکبر۔

میں کیا کہوں آپ سے جب یہ فرمایا **یحمده اهل الجمع کلهم** (بخاری شریف) آج جو حضور ﷺ کی حمد کرنے کو ناجائز کہتا ہے خدا کی قسم حشر کے دن اس کو بھی حضور ﷺ کی حمد کرنا پڑے گی اس کو بھی حضور ﷺ کی حمد کرنا پڑے گی ابوجہل بھی حضور ﷺ کی حمد کریگا اور ابولہب بھی حضور ﷺ کی حمد کرے گا ہامان وشداد وفرعون وغیرہ سب حضور ﷺ کی حمد کریں گے اور حضور ﷺ کے دشمن حضور ﷺ کے مخالف حضور ﷺ کو نہ ماننے والے حضور ﷺ کے ساتھ کفر کرنے والے سبھی حضور ﷺ کی حمد کریں گے مگر اس وقت کا حمد کرنا فقط مومنوں کیلئے فائدہ مند ہوگا ان لوگوں کیلئے فائدہ مند نہیں ہوگا جو یہاں حضور ﷺ کی حمد کو ناجائز کہتے ہیں۔" درود شریف، درود شریف پڑھئے،، **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه**

شبہ

یہ کسی بھائی نے (سوال کیا ہے) میرے بھائیو بات پوچھو تو پوچھنے والی تو پوچھو! کسی

(بخاری شریف)

صاحب نے (رقعہ پر تحریر سوال میں) فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ عرش کے اوپر گئے یعنی لامکاں میں گئے، لیکن عرش کے اوپر تو ایک سمت قائم ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے بے نیاز ہے یہاں تو معاذ اللہ سمت کا محتاج ہوا برائے مہربانی اس کے بارے میں کچھ فرمائیے!؟

شبہ کا ازالہ

نعوذ باللہ من ذالك ، بھائی، میرے دوستو! آپ کو میں پہلے بتا چکا کہ **فاینما تولو فثم وجه الله** تم جہاں رخ کرو وہیں اللہ ہے کیا تم نے یہ سمجھا کہ اللہ وہاں تھا کہ جہاں رسول اللہ کے پاس گئے؟ خدا کی قسم اللہ کہیں مقید نہیں ہے زمان میں نہ مکان میں ارے جب اللہ کی صفت مقید نہیں ہے جب اللہ کا کلام مقید نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی حقیقت محمدیہ ﷺ کو زمانے اور مکان کی قید سے بالا فرمادیا تو خدا کیسے مقید ہوگا، سن لو اور اچھی طرح سمجھ لو! اللہ وہاں نہیں ہے اللہ تو وہاں سے پاک ہے یہاں سے پاک ہے اللہ تو ہر زمانے کے مفہوم سے اور مکان کے ہر مفہوم سے پاک ہے۔ ارے میرے دوستو اور میرے پیارے عزیزو! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے وہاں ملنے نہیں گئے کہ خدا وہاں بیٹھا ہے خدا وہاں رہتا ہے خدا وہاں ہے یہ غلط ہے ارے یہ لامکاں پر جانا اور عرش کے اوپر لیجانا اس لئے نہیں تھا کہ وہاں خدا ہے ارے اللہ تعالیٰ جل مجدہ العظیم کی ذات تو وہ ہے کہ **فاینما تولو افثم وجه الله**۔

میرے آقا ﷺ کا لامکاں پر جانا عرش پر جانا اس لئے نہیں تھا کہ وہاں خدا ہے اس لئے تھا کہ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا مظاہرہ فرمانا تھا، حضور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کی عظمتوں کا مظاہرہ فرمانا تھا عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار کرنا تھا اس لئے نہیں تھا کہ حضور ﷺ خدا سے ملنے کیلئے وہاں گئے کہ جہاں لامکاں ہے اور عرش کے اوپر لے گئے اور ایک سمت قائم ہوگئی، اس سمت پر رسول ﷺ چلے اور پھر وہاں خدا تک پہنچے کہ خدا وہیں ہے اور کہیں نہیں ہے لامکان میں ہے اور مکان میں نہیں ہے اور عرش کے اوپر ہے عرش کے نیچے نہیں ہے زمین کے اوپر ہے زمین پر نہیں ہے ارے خدا تو وہ ہے کہ **فاینما تولو فثم وجه الله** جہاں تمہارا رخ ہوا وہیں اللہ ہے مگر وہ زمان کی قید سے پاک ہے اور مکان کی قید سے پاک میرے آقا ﷺ کا عرش کے اوپر جانا لامکاں پر جانا اس لئے نہ تھا کہ حضور وہاں گئے جہاں خدا بیٹھا تھا نعوذ باللہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ بلکہ حضور ﷺ کو لیجانے کا مقصد تو کچھ اور تھا اور یہ بتانا تھا کہ مصطفےٰ ﷺ کی عظمتوں کا اعلان ایسے ہوتا ہے کہ زمین کے بھی وہ محتاج نہیں وہ آسمانوں کے بھی محتاج نہیں وہ پانی اور ہوا کے بھی محتاج نہیں وہ چاند اور سورج کے بھی محتاج نہیں وہ زمین اور آسمان کے بھی محتاج نہیں ارے ان کی عظمتوں کے اظہار کیلئے ان کو لیجایا گیا تھا اس لئے نہیں لیجایا گیا تھا کہ وہاں خدا بیٹھا تھا، نعوذ باللہ۔ درود شریف پڑھئے **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا**

محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

حقیقت محمد یہ ہر عیب سے پاک ہے

بس اب بات ختم ہوگئی یہ اجمالی جملہ آپ کے ذہن میں آ گیا کہ حقیقت محمد یہ عیب سے
پاک ہے! شاید آپ یہ کہیں کہ عیب سے پاک ہونا تو اللہ کی شان ہے تم نے رسول ﷺ
کو بھی عیب سے پاک بتا دیا گویا تم نے رسول ﷺ کو خدا بنا دیا یہ خیال غلط ہے! بے شک
اللہ عیب سے پاک ہے ہر عیب سے پاک ہے ہر عیب سے پاک ہے مگر ہر عیب سے پاک
ہے مگر ہر عیب سے پاک ہم جب اللہ کو مانتے ہیں تو اگر ہم نے رسول کو بے عیب کہہ دیا تو
یہ خدا کیساتھ شرک نہیں ہوا بے شک اللہ بے عیب ہے بے شک رسول بے عیب ہیں مگر
خوب یاد رکھو! اللہ اپنے مرتبہ الوہیت میں بے عیب ہے اور مصطفےٰ ﷺ مرتبہ رسالت
میں بے عیب ہیں اللہ معبودیت کی شان میں بے عیب ہے اور مصطفیٰ ﷺ مقام عبدیت
میں بے عیب ہیں اللہ واجب ہو کر بے عیب ہے اور مصطفےٰ ﷺ عالم امکان میں بے عیب
ہیں یوں کہو خدا اپنی شان میں بے عیب ہے مصطفےٰ ﷺ اپنی شان میں بے عیب ہیں آپ
سمجھ گئے! شرک کا تصور ہی قائم نہیں ہوتا۔ جب آپ یہ بات سمجھ گئے تو میرے دوستو اور
عزیزو! یہاں میں ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا جب لفظ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سنتے
ہیں اور لفظ محمد ﷺ کے معنی سے ہمارا ذہن اور ہمارا دل آشنا ہوتا ہے تو میں کہوں دل کی
دنیا بدل جاتی ہے بات بات میں ایسی باتیں حضور ﷺ کی طرف منسوب کرنا ایسی باتیں

جو واقعی لوگوں کیلئے عیب ہیں ممکنات کیلئے عیب ہیں عام لوگوں کیلئے بھی عیب ہیں ایسی
باتیں جب حضور ﷺ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں تو میرے دوستو! میں کچھ نہیں کہتا کہ
ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔

دنیا جانتی ہے میں محمد ﷺ ہوں

میں اسی بات کو واضح کرنے کیلئے ایک بات عرض کروں کہ ہم تو حضور ﷺ کو بے عیب
مانتے ہیں بے عیب مانتے ہیں اور حضور ﷺ کا بے عیب ہونا شرک
اس لئے نہیں کہ وہ رسالت اور عبدیت کے مقام پر بے عیب ہیں اور اللہ الوہیت اور
معبودیت کے مرتبہ میں بے عیب ہے لہٰذا شرک کا یہاں تصور قائم نہیں ہوتا اور میرے آقا
ﷺ کے بے عیب ہونیکا جو مسئلہ تھا ارے بھائی وہ تو اتنا واضح تھا کہ اگر ہم مسلمان ہو کر
اس کو نہ سمجھیں تو افسوس ہے ہمارے ذہن پر! نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں جو کافر حضور
ﷺ کی ہجو لکھتے تھے اور حضور ﷺ کی مذمت کرتے تھے اور حضور ﷺ کی ہجو میں
قصیدے لکھتے تھے ایک مرتبہ ان کا ذہن اس طرف متوجہ ہو گیا کہ وہ جو حضور ﷺ کی
شان میں ہجو کے قصیدے لکھتے ہیں اور مذمت کے شعر کہتے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ معاذ
اللہ محمد ﷺ میں یہ برائی ہے اور محمد ﷺ میں یہ عیب ہے اور محمد ﷺ میں یہ کمزوری
ہے تو ہم تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرتے ہیں کیونکہ ہم محمد ﷺ بھی کہتے جاتے ہیں اور ان کی
طرف مذمت بھی منسوب کرتے جاتے ہیں ہم تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرتے ہیں اب یا تو

ہمیں انکو محمد ﷺ نہیں کہنا چاہیے یا پھران کی طرف عیب منسوب نہیں کرنے چاہئیں جب ہم ان کی طرف عیب منسوب کریں تو پھر محمد کیسے کہتے ہیں تو محمد کہہ کر پھر عیب منسوب کرنا یہ تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرنا ہے تو انہوں نے سوچا ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

انہوں نے کہا بھائی دو ہی باتیں ہیں یا تو ان کی مذمت کرنا چھوڑ دو یا ان کو محمد ﷺ کہنا چھوڑ دو تو انہوں نے کہا کہ ہم مذمت تو نہیں چھوڑیں گے ہاں محمد ﷺ کہنا چھوڑ دینگے چنانچہ ان کافروں نے حضور ﷺ کا نام رکھ دیا معاذ اللہ مزمم مزمم کے معنی ہیں مذمت کیا ہوا مزمم کے معنی ہیں برائی کیا ہوا جب انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں اپنی ناپاک عادت کے مطابق ہجو کے قصیدے لکھے تو اس میں یہ نہیں کہا کہ محمد ﷺ میں یہ برائی ہے بلکہ انہوں نے نام بدل دیا انہوں نے کہا کہ مزمم میں یہ عیب ہے مزمم میں خرابی ہے مزمم کہتے جاتے اور ہجو کرتے جاتے۔۔

سرورعالم ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ آقا ﷺ اب تو آپ ﷺ کا نام ہی بدل دیا محمد ﷺ کا لفظ ہی نہیں بولتے مزمم کہتے ہیں مزمم کے معنی ہیں مذمت کیا ہوا اور پھر آپ ﷺ کی شان میں ہجو کے قصیدے لکھتے ہیں مگر محمد ﷺ کہہ کر کے آپ ﷺ کی شان میں کوئی ہجو نہیں کہتے مزمم کہہ کر وہ پھر ہجو کے قصیدے لکھتے ہیں سرورعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے غلامو! ذرا غور سے سنو! فرمایا

کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش یشتمون مزمماً وانا

محمد فرمایا میرے غلامو ذرا تم دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں کی بدگوئی سے کس طرح مجھ کو محفوظ فرمایا ہے اور کس طرح ان کی گالی کو دور فرماتا ہے وہ کسی مزمم کو برا کہتے ہوں گے دنیا جانتی ہے میں تو محمد ﷺ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم امکان میں حضور کو لباس بشری عطا فرمایا

کیا کہوں آپ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں ارے رسول وہی ہیں جو محمد ﷺ ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ رسول تو وہ ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان سفیر ہو جب تک اسے اللہ کی ذات سے مناسبت نہ ہو اور جب تک بندوں کی ذات سے مناسبت نہ ہو وہ رسالت کا کام انجام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ خدا کی ذات و صفات کا مظہر ہیں اس لئے انہیں ذات خداوندی سے مناسبت ہے اللہ تعالیٰ نے عالم امکان سے ان کو مناسبت عطا فرمائی فرمایا میرے پیارے میرا مظہر ہو کر مجھ سے لیتا جا اللہ نے عالم امکان میں ان کو لباس بشری عطا فرمایا تو لہٰذا اس عالم میں انسانوں سے عالم امکان سے ان کو مناسبت عطا فرمائی فرمایا میرے پیارے میرا مظہر ہو کر مجھ سے لیتا جا اور بشریت کے لباس میں جلوہ گر ہو کر مخلوق کو دیتا جا ان کو دیتا جا اگر حضور ﷺ کی حقیقت مقدسہ اللہ کی ذات وصفات کا مظہر نہ ہو اور خدا کی ذات سے مناسبت نہ ہو تو حضور ﷺ اللہ سے لے نہیں سکتے اور اگر انسانوں سے اور عالم امکان سے حضور ﷺ کی کوئی مناسبت نہ ہو تو پھر انسانوں کو دے نہیں سکتے مگر یاد رکھو کہ اس عالم امکان کا جو کوئی وصف

حضور ﷺ کے اندر آیا ہے وہ عیب پیدا کرنے کیلئے نہیں آیا بلکہ اس لئے آیا ہے کہ خدا کا فیض لیکر تم کو پہنچائیں اور یہ تو عین کمال ہے لہٰذا میرے آقا ﷺ عالم امکان کے اوصاف سے متصف ہونے کے باوجود بھی کسی عیب سے متصف نہیں ہیں کیوں اس لئے کہ خدا نے ان کو محمد ﷺ بنایا اور وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اللہ اکبر۔

محمد رسول الله ، اللہ وہ ہے جس نے رسول کو اپنا ھدیٰ عطا فرمایا ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین حق کیساتھ بھیجا ان کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنے کیلئے بھیجا اللہ اکبر جب یہاں آگئے تو آگے اللہ فرماتا ہے **محمد رسول الله والذين معه** محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور وہ لوگ جو ان کی معیت میں ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں اشداء علی الکفار کافروں پر بڑے سخت ہیں رحماءبینھم آپس میں بڑے رحم دل اور بڑے رحیم ہیں **ترٰھم رکعاً سجداً یبتغون فضل من الله و رضواناً** اے میرے محبوب ﷺ آپ ان کو اس حال میں دیکھتے ہیں کس حال میں؟ رکعا سجدا رکوع کر رہے ہیں وہ سجدے کر رہے ہیں ان کی یہ عبادت یہ رکوع یہ سجدے کیوں ہیں؟ رکعا سجدا رضوانا ارے وہ ریاکاری کے سجدے نہیں کر رہے وہ دکھانے کیلئے نمازیں نہیں پڑھ رہے بلکہ وہ اپنے رب کی رضا تلاش کرنے کیلئے رب کی رضا حاصل کرنے کیلئے وہ نمازیں پڑھ رہے ہیں رکوع کر رہے ہیں سجدے کر رہے ہیں۔ دیکھو اس آیت کریمہ میں ایک تو والذین کے ساتھ معہ دوسرے ہیں اشداء اور تیسرے ہیں رحماء

(سورۃ فتح آیت 29)

اور چوتھے میں رکعا سجدا یہ چار وصف بیان ہوئے ہیں کہ نہیں ہوئے؟ آپ بتائیں چار صفتیں بیان ہوئیں معہ کیساتھ اشداء علی الکفار، رحماء بینھم، رکعا سجدا یہ چار وصف اللہ نے بیان فرمائے۔

صحابہ واہل بیت سب حسن محمدیت ﷺ کے جلوے ہیں

میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں معہ میں حضور ﷺ کے سب صحابہ شریک ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل حیدر کرار رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں حضور ﷺ کے سب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضور ﷺ کے اہل بیت اطہار ازواج مطہرات والذین معہ میں تو سب شامل ہیں مگر خوب یاد رکھو معیت کے مراتب ہیں معیت کے درجات ہیں اور معیت کا سب سے اونچا درجہ اور معیت کا اعلیٰ مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ثابت ہے لہٰذا والذین معہ کا جو سب سے اعلیٰ مصداق ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اگرچہ ہر کافر کیلئے شدت ہر مومن کے دل میں ہے مگر اس شدت کا سب سے بڑا کمال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا، اگرچہ ہر مومن کے دل میں دوسرے مومن کیلئے رحمت ہوتی ہے مگر اس رحمت کا اعلیٰ ترین کمال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا ہے اگرچہ ہر مومن اللہ کیلئے نمازیں پڑھتا ہے اور رکوع کرتا ہے سجدے کرتا ہے مگر اس عبادت اور اس معرفت کا اعلیٰ ترین مقام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا ہے نتیجہ کیا نکلا کہ والذین معہ، میں وہ معیت جو سب سے

اعلیٰ درجہ کی ہے حضرت صدیق اکبرؓ اس کا مصداق قرار پائے اور اشداء علی الکفار میں
اعلیٰ درجہ کی شدت کا مصداق حصرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور رحماء بینہم میں آپس میں
جو رحمت اور محبت کا جذبہ ہے اس میں سب سے اعلیٰ درجہ کا معیار حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ نے حاصل کیا اور نمازیں اور روزہ حج اور زکوۃ اور رکوع اور سجود اور عبادت اور
معرفت اس میں اعلیٰ ترین مقام حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے حاصل کیا
اور یہ سب حضور ﷺ کی معیت کا صدقہ ہے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کمال
حضور ﷺ کی معیت کا صدقہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کمال حضور ﷺ کی معیت کا
صدقہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کمال حضور ﷺ کی معیت کا صدقہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا
کمال حضور ﷺ کی معیت کا صدقہ یوں کہو کہ اسی آقا ﷺ کے کمال صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ میں چمک رہے ہیں، انہیں آقا ﷺ کے کمال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں
چمک رہے ہیں انہیں آقا ﷺ کے کمال عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں چمک رہے ہیں اور
انہیں آقا کے کمال حیدر کرار رضی اللہ عنہ میں چمک رہے ہیں اور انہی کے کمالات کا جلوہ
ازواج مطہرات میں اور اہل بیت اطہار میں چمک رہا ہے اے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی عظمتوں پر قربان جاؤں اے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ
کی عظمتوں پر قربان جاؤ آپ کی جو عظمتیں ہیں آپ کے جو محامد ہیں آپ کے جو فضائل
ہیں آپ کے جو مکارم ہیں آپکے جو محاسن ہیں درحقیقت وہ سب میرے حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس حسن محمدیت کے جلوے ہیں، جس
حسن محمدیت ﷺ کا اعلان اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ فرما کر دنیا کے سامنے رکھا۔

ہر ایک کے اندر کمال والے آقا ﷺ کا کمال ہے

اے اہل فہم ذرا سی توجہ سے کام لو! تو یہ سب حقیقتیں تمہارے لیئے بے نقاب ہو جائیں!
اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ کمال لیا جس کی
استطاعت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ کمال
لیا جس کی استطاعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
وہ کمال لیا جس کی استطاعت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے وہ کمال لیا جس کی اسطاعت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ میں تھی اور کمال تو ہر ایک
کے اندر کمال والے آقا ﷺ کا کمال ہے۔

ہر اعلیٰ ادنیٰ کو اپنے دامن میں لیئے ہوئے ہے

میں مثال نہیں دیتا ایک قاعدہ کلیہ آپ کو بتاتا ہوں وہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ایک اعلیٰ ہے
ایک ادنیٰ ہے ادنیٰ کو اعلیٰ کی معیت نصیب ہوئی ادنیٰ کو اعلیٰ کی ہمراہی نصیب ہوئی اعلیٰ
کے اندر اثر دینے کی صلاحیت ہے اور ادنیٰ کے اندر وہ اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہے تو
جب وہ ادنیٰ اعلیٰ کی معیت پائیگا تو وہ ادنیٰ، ادنیٰ نہ رہے گا اعلیٰ کا مظہر بن جائے گا۔ آپ
سمجھے وہ پھر ادنیٰ نہ رہیگا وہ پھر اعلیٰ کا مظہر بن جائیگا آپ کو سمجھانے کیلئے عرض کروں گا کہ

آپ نے زمین نخوت کا تخم ڈال دیا ''گندم کا تخم ڈالدیا آپ نے جو کا بیج بودیا آپ نے اس میں ''گلاب،، کا پودا لگادیا ''چنبیلی،، کا پودا لگادیا ''آم،، کا درخت لگا دیا ''انگور،، کی بیلیں آپ نے لگا دیں یہ بتایئے ہر پودے کی جڑ وہ متصل ہے مٹی کیساتھ اور پانی کیساتھ اجزاء ''ارضیہ'' اور ہوائیہ،، کیساتھ اور ''مائیہ،، کیساتھ وہ زمین کے اجزاء ادنیٰ ہیں اور پودے کی جڑیں وہ اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ ''جماد،، ہیں یہ ''نبات،، ہے نبات جماد سے اعلیٰ ہوتی ہے مٹی کے اجزاء کو جب پودے کی جڑوں کی معیت حاصل ہوئی تو ادنیٰ اعلیٰ کی معیت پا گیا ادنیٰ کو اعلیٰ کی معیت نصیب ہوئی اور پھر اس پودے کی جڑوں نے اپنے نازک ریشوں کیساتھ زمین کے اجزاء کو کھینچا اور اپنے اندر جذب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زمین کے اجزاء جب پودے کی جڑوں کے ذریعے پودے کے اندر داخل ہوئے تو وہ پودے کی شکل اختیار کر گئے اگر گلاب کا پودا ہے تو گلاب کے پھول کھلنے لگے اگر چنبیلی کا پودا ہے تو چنبیلی کے پھول کھلنے لگے اگر وہ آم کا پودا ہے تو آم کے پھل لگنے لگے اگر سیب کا پودا ہے تو سیب کے پھل لگنے لگے میں پوچھتا ہوں یہ سیب کیا ہے؟ یہ مٹی کے اجزاء ہیں جو اس پودے کی معیت میں سیب کا پھل بن گئے یہ آم کے پھل ہیں؟ یہ وہی مٹی کے اجزاء ہیں یہ ادنیٰ تھے اور آم کا پودا اعلیٰ تھا ادنیٰ اعلیٰ کے ساتھ ملا تو کیا ہوا، ادنیٰ کے اندر اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت تھی اور اعلیٰ کے اندر اثر ڈالنے کی صلاحیت تھی نتیجہ کیا نکلا کہ ادنیٰ اعلیٰ کے ساتھ ملا اعلیٰ نے اپنا اثر دیا ادنیٰ نے قبول کر لیا اب وہ ادنیٰ نہ رہا وہ اعلیٰ کا مظہر بن گیا

مگر جس میں جو صلاحیت تھی اس کو وہی کمال حاصل ہوا۔ سیب کے پودے میں سیب کے پھل کیوں آئے اور وہ سیب کا پھل اصل میں مٹی کے اجزاء ہیں وہ مٹی کے اجزاء سیب کی شکل کیوں اختیار کر گئے کیوں؟ اس لئے کہ سیب کے پودے کی جو جڑیں ہیں ان میں جو صلاحیت تھی مٹی کے اجزاء انہیں صلاحیتوں کا مظہر قرار پائے آم کے پودے کے اندر جو صلاحیت تھی جب مٹی کے اجزاء آم کے پودے میں جذب ہوئے اور آم کے پودے نے انہیں اپنا اثر ڈالا اور مٹی نے اس اثر کو قبول کیا تو وہ مٹی کے اجزاء آم کا پھل بن گئے مگر آم کی شکل کیوں اختیار کی کیونکہ آم کے پودے میں وہی صلاحیت تھی اس صلاحیت کو قبول کر کے اس میں آم کے پھل لگے۔

یہ سب حقائق حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سے متعلق ہیں

میرے دوستوں! میں یہی کہوں گا کہ میرے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کی محمدیت نورانیت اور روحانیت کی جڑیں اتنی مضبوط ہیں کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجزاء حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو صدیقیت کا پھل لگ گیا جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ اجزاء حضور ﷺ کی معیت میں پہنچے اس میں فاروقیت کے پھل لگ گئے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اجزاء جب اس روحانیت محمد ﷺ کی جڑوں کے ساتھ متصل ہوئے تو اس میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کمالات غنیٰ کے پھول کھلنے لگے اور جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی معیت

حاصل ہوئی تو پھر تو کمال مرتضویت کا باغ لہلہانے لگا اللہ اکبر یہ سب کمالات اور یہ سب حقائق حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سے متعلق ہیں۔ درود شریف: **اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه**

زبردست شبہ

کسی ڈاکٹر نے جس کا نام اسرار احمد لکھا ہے کوئی ہوگا میں تو نہیں جانتا اس نے بیان کیا کہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نور ہے تو یہ سمجھنے سمجھانے کیلئے ہے ورنہ نور تو مخلوق ہے اللہ تعالیٰ غیر مخلوق اللہ تعالیٰ نور سے پاک ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کیلئے جو ہم اس آیت سے ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے، جیسے فانوس اس آیت سے اسرار صاحب نے بیان کیا کہ اس نور سے مراد مومن کے قلب کو نور فرمایا گیا ہے اور زیادہ مضبوط تفسیر یہی ہے!

شبہ کا ازالہ

بات یہ ہے کہ سب سے پہلے تو یہ جتنی باتیں اس میں لکھی ہیں بالکل بچگانہ ذہن کی باتیں ہیں نہ ان کا تعلق علم سے ہے نہ ان کا تعلق رسوخ سے ہے اور جس کے اندر راسخ علم ہوگا وہ کبھی اس قسم کی بچگانہ باتیں نہیں کہے گا، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہتا ہے نور مخلوق ہے اسے معلوم ہے نور کے کیا معنی ہیں؟ نور کے معنی ہیں **النور ظاهر**

بذاته المظهر لغیره نور تو ایسی حقیقت کا نام ہے کہ اپنی ذات میں خود بخود ظاہر ہو کسی اور چیز کو اسے ظاہر کرنے کی حاجت نہ ہو اپنی ذات میں خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرنے والا ہو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ظاہر بذاتہ اور مظہر لغیرہ ہے یہ کمال سب سے پہلے اللہ کی ذات کا ہے۔ بتاؤ خود بخود اللہ ظاہر ہے یا نہیں ہے؟

هو الظاهر قرآن میں اللہ کا نام ہے کہ نہیں ہے؟ ارے وہ اپنی ذات میں خود بخود ظاہر ہے کہ نہیں؟ اور اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے ہر چیز کو ظاہر کرنے والا اللہ ہے کہ نہیں بتاؤ؟ ''پرچہ،، میں جو مضمون کسی کا بیان کیا اس مضمون کو بیان کرنے والے نے خود ظاہر کیا ہے ارے اللہ ازل سے ظاہر ہے اور جو چیز ظاہر ہوئی اس کا مظہر اللہ ہے اس لئے میں کہوں گا نور کے حقیقی معنی تو اللہ پر صادق آتے ہیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے جس نور کو پیدا کیا وہ نور ممکن ہے کیونکہ ممکنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن یہ معنی نور کے کہ خود ظاہر ہو دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو یہ معنی تو اللہ ہی کی ذات پر صادق آتے ہیں اور یہ میں مانتا ہوں یہ روشنی بلب کی روشنی یہ سورج کی روشنی چراغ کی روشنی یا عقل کی روشنی یا حواس کی روشنی یا زمین کی روشنی یا آسمان کی روشنی ان سب کا خالق بے شک اللہ ہے اللہ ہے اللہ ہے۔

مگر یاد رکھو! نور کے معنی یہ بلب نہیں ہیں روشنی نہیں ہے ارے نور ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ بلب خود بخود ظاہر ہے اور دوسروں کو ظاہر کر رہا ہے میری صورت آپ کے سامنے

آپ کی صورت میرے سامنے یہ ظاہر کر رہا ہے اپنے ظاہر ہونے میں کسی کا محتاج نہیں ہے ارے یہ تو مجازی نور ہے اللہ نے اس کو اس قابل بنایا اور پیدا کیا جب یہ صفت اس میں پائی گئی مگر جو ازل سے ظاہر ہو وہ اللہ ہے اور جس نے ازلی ہو کر ممکنات کو ظاہر کیا ہو وہ اللہ ہے اسی لئے فرمایا **اللہ نور السمٰوٰت والارض** اللہ تعالیٰ وہ نور ہے جو زمینوں کا منور ہے آسمانوں کا منور ہے زمینوں کی کائنات کو ظاہر کرنے والا ہے آسمانوں کی کائنات کو ظاہر کرنے والا ہے جب کسی شخص کو علم ہی نہ ہو تو پھر وہ جہاں تک کہتا رہے بچگانہ باتیں تو میں کہاں تک سنوں، اور کہاں تک اس کا جواب دوں۔

بہرحال! میں عرض کر رہا تھا ہم تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کی ذات مقدسہ کو نور مانتے ہیں مگر یاد رکھو! اس طرح نور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ازل سے ظاہر ہے اور غیروں کا مظہر ہے خدا نے ظاہر ہو کر سب سے پہلے حقیقت محمد یہ ﷺ کا اظہار فرمایا پھر وہ حقیقت محمد یہ اللہ کے ظاہر کرنے سے ظاہر ہوئی اور حقائق کائنات کا ظہور حضور ﷺ کے واسطے سے ہوا لہٰذا حضور ﷺ بھی **النور ظاهر بذاته المظهر لغيره** ہیں یہ تو جملہ معترضہ کسی نے آپ کے سامنے پیش کر دیا میں نے اسے واضح کر دیا۔

خلفائے راشدین کی شہادت کا اجمالی ذکر

میں جو بات کہنا چاہتا تھا وہ بات یہ تھی کہ میں نے ابتداء سے یہ کلام آپ کو سنایا اور یہ

(سورۃ نور آیت 35)

مسلسل کلام کر دیا تمہید کے ساتھ جو میں نے کل بیان کر دیا اس کے ساتھ میں نے اصل مقصد کو شامل کر دیا اب آخر میں چل کر میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو حضور ﷺ کی معیت حاصل ہوئی وہ صدیق بھی ہیں وہ شہید بھی ہیں وہ صالحین بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو معہ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں معیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اللہ اکبر۔ تو میرے دوستو! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شہادت نصیب ہوئی کیونکہ سانپ کے کاٹنے کے زہر سے ان کی وفات واقع ہوئی وہ ان کے حق میں شہادت کا حکم رکھتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجوسی غلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغیوں نے شہید کیا اور میرے دوستو! میں کیا کہوں آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت! اے قلب مومن تو اپنے اندر ذرا سا غور کر کے دیکھ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے شخص نے شہید نہیں کیا جو اسلام کا مدعی ہو وہ تو مجوسی تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ کافر جس مومن کو قتل کرے وہ اس کی شہادت کتنی اعلیٰ مرتبہ کی ہوتی ہے کتنی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔

شہادت عثمان غنی کے موقع پہ حضور ﷺ اور شیخین کریمینؓ کی تشریف آوری۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تو حال یہ ہے کہ اپنی جان کیلئے کسی مسلمان کے خون کا قطرہ تک بہانا گوارہ نہیں کیا اپنی جان دیدی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے کب؟ جب

باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حصار میں لیا ہوا تھا اور پانی بند کر دیا اور ہر چیز
بند کر دی آپ پیاسے تھے، بھوکے تھے بالکل محبوس تھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ
عنہ آئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیارے بھائی عبداللہ بن سلام یہ
کھڑکی یہ دروازہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ دروازہ فرمایا ہاں میں دیکھ رہا ہوں فرمایا اس
دروازے سے اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے تھے اور حضور ﷺ نے فرمایا ''**یا
عثمان حبسوک وعطشوک** ان باغیوں نے تجھے پیاسا مقید کر دیا اور پیاسا کر
دیا، پانی کا قطرہ بھی بند کر دیا فرمایا **وان شئت نصرت** عثمان اگر تو چاہے تو تیری
نصرت اور مدد کی جائے ان باغیوں پر **وان شئت افطرت عندنا**۔ اور عثمان
اگر تو چاہے تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کر لینا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پیارے بھائی آپ گواہ رہیں کہ میں نے
حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر روزہ افطار کرنے کو اور حضور ﷺ کے دربار میں
حاضری کو میں نے اختیار کر لیا، جس صبح کو شہید ہونے والے ہیں رات کو حضرت ابوبکر و
حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے اور آ کر کہا عثمان شہادت تو تم نے خود ہی اختیار کی ہے
۔ ورنہ حضور ﷺ نے تو فرما دیا تھا کہ **وان شئت نصرت** چاہو تو تمہاری مدد بھی
ہو سکتی ہے چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کر لینا تم نے خود ہی کہا کہ میں حضور ﷺ
کے ساتھ روزہ افطار کرنا پسند کرتا ہوں تو اے عثمان رضی اللہ عنہ اب ہم تم کو بتانے آئے

(الحاوی للفتاوٰی)

ہیں کہ صبح تمہاری شہادت ہونے والی ہے لہٰذا صبح روزہ رکھ لینا صبح ہوئی تو اپنے گھر والوں
کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مخاطب کیا اور فرمایا کہ گھر والو گواہ ہو جاؤ کہ میں نے
روزہ کی نیت کر لی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دن میں روزہ کی نیت کرنا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے کتاب الصیام میں اس لئے وارد کیا کہ یہ حنفیوں کی دلیل ہے کہ حنفی کہتے ہیں کہ نفلی
روزہ کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دن میں یہ
نفل روزہ کی نیت کی تھی جیسے رمضان کے فرض روزے کی نیت دن میں ہو سکتی ہے ویسے
نفل روزے کی بھی نیت دن میں ہو سکتی ہے تو اس دعویٰ کی دلیل اس حدیث کو قرار دیا
چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روزے سے تھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے بتایا تھا ان کو کہ پیارے عثمان رضی اللہ عنہ روزہ رکھ کر آنا ہم سب روزہ دار ہوں گے
میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی روزہ رکھوں گا یہ عمر رضی اللہ عنہ بھی روزہ رکھیں گے سرکار ﷺ
کا بھی روزہ ہو گا عثمان تم بھی روزہ رکھ کر آنا جنت میں ہم اکٹھے ہی روزہ افطار کریں گے

شہادت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا اجمالی ذکر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے ظالمانہ طریق سے شہید کیا دنیا کو
معلوم ہے مگر اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ میں ضرور عرض کروں گا کہ آپ رضی اللہ عنہ
کی شہادت کا جو مقام آپ کو ملا لوگوں نے اس کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا میں ایک بات

(کتاب الصیام)

کہہ کر یہ ختم کئے دیتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت وہ ہے کہ جس شہادت میں یہ حقیقت مضمر ہے کہ جو مرتضویت کے مقام پر اس انداز کے ساتھ فائز ہو لوگ اس کے دشمن ہوں خوارج دشمن تھے اور ان کو بارہا کہہ چکے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی خیر منائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کبھی پرواہ نہیں کی کبھی کسی کو ساتھ نہیں رکھا ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ سویرے اٹھ کر لوگوں کو نماز کیلئے جگاتے ہوئے جاتے تھے وہی انداز تھا وہی پیاری پیاری ادا تھی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صبح لوگوں کو جگاتے ہوئے تشریف لے جارہے تھے کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم جو گھات میں تھا وہ بڑا پکا خارجی تھا زبردست خارجی تھا اس نے موقع پا کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر وار کیا اور آپ کے سر اقدس پر ایسا زبردست وار کیا کہ آپ بالکل شہادت سے جانبر نہ ہو سکے اور آپ نے شہادت پائی اور دنیا کو بتا دیا کہ لوگ نمازوں کی بھی پرواہ نہیں کرینگے لوگ شعائر دین کی بھی پرواہ نہیں کریں گے اور پھر دعویٰ کریں گے کہ ہم تو علی رضی اللہ عنہ کے محب ہیں اہل بیت رضی اللہ عنہم کے محب ہیں لیکن یہ تصور ان کو ذہن میں لاتا ہو گا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی نوعیت کیا تھی؟

ارے وہ تو نمازوں کیلئے لوگوں کو اٹھاتے ہوئے جارہے تھے اور خود نماز کیلئے جارہے تھے اللہ اللہ آج ہم نمازوں کے تصور سے خالی الذہن ہو کر جب ان کا نام لیں تو ہمارے لئے شرم کا مقام ہے بہرحال اے مومنو اے مسلمانو! اے سنو! تمہارے دل میں سب کی

عظمت ہے اور تمہارے دل میں اللہ سب کی عظمت رکھے لہٰذا سب کی سیرت سب کے کردار کو تم نے اپنے آگے رکھنا ہے اور ہر ایک کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنا ہے۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ذکر

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد پھر کیا ہوا؟ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے بھئی امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے یا نہیں ہوئے؟ اور چھ مہینے آپ نے خلافت کا کام انجام دیا اور چھ ماہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دستبردار ہو گئے خلافت سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لعل ہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں نبی کریم ﷺ کے مقدس نور سے ہیں وہ حسن اور حسین جن کے لئے زبان نبوت نے فرمایا کہ دونوں میرے جنت کے پھول ہیں لوگ چوما کرتے ہیں حضور ﷺ ان کو سونگھا کرتے تھے اور فرمایا **ان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنة** ارے جنت کے نوجوانوں کے سردار یہ حسین ہیں یہ حسن ہیں لوگ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تو لیتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام لینے والا آج کوئی نہیں ہے سنو! یہ اللہ نے تم کو توفیق دی ہے کہ تم سب کا نام لیتے ہو حسن کا بھی نام لیتے ہو اور یہ حسن رضی اللہ عنہ کا نام اس لئے نہیں لیتے کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی لہٰذا ان کا نام ان کے نزدیک اس قابل نہیں رہا کہ ان کا نام لیا

(مشکوٰۃ شریف)

جائے۔

میرے دوستو اور میرے پیارے عزیزو! امام حسن رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے نواسے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے نواسے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے نواسے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ بھی علی کے لعل ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے لعل ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر اور امام حسین رضی اللہ عنہ بھی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر ہیں اس لئے ہمارے دل میں سب کا احترام ہے اور پھر آپ کو زہر دیا گیا اور زہر اتنا قاتل تھا اور اتنا سخت تھا کہ آپ جانبر نہ ہو سکے اور اس زہر سے آپ نے شہادت پائی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین تو کہتے تھے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو تا کہ میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرلوں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا کی طرف کیوں نکلے

میرے پیارے دوستو اور میرے محترم عزیزو! یہ سب تاریخ میں روایات ہیں کہ جن پر کسی قسم کا اعتماد عملی طور پر دنیا میں نہیں کیا جا سکتا بلکہ تاریخ میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اعلان کیا کہ جب سے امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا کے سفر کیلئے آمادہ ہوئے شہادت تک ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کیساتھ تھے ایک ٹائم

ایک وقت ایک لمحہ جدائی کا نہیں آیا لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی نہیں فرمایا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں بیعت کرلوں اس کی لہٰذا اگر یہ بات ہوتی تو پھر تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا امام صاحب کے تشریف لانے کا کوئی مقصد ہی نہیں تھا؟ پھر کربلا کے سانحہ کا کوئی مقصد ہی نہیں تھا تو کس قدر غلط بات ہے کس قدر لغو بات ہے اور یہ میں آپ کو بتا دینا چاہوں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی قسم ملک کیلئے نہیں آئے اور دولت کیلئے نہیں آئے حکومت کیلئے نہیں آئے اقتدار کیلئے نہیں آئے وہ کسی دنیا کی لالچ اور طمع کیلئے نہیں آئے ان کے تشریف لانے کا مقصد تو یہ تھا کہ آخر میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اگر اب بھی آپ نہ آئے تو پھر قیامت کے دن ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپ رضی اللہ عنہ کا دامن ہوگا اور آپ کو قیامت کے دن خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے جوابدہی کرنا ہوگی یہ وہ بات جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب کو لرزا دینے والی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے سامنے قیامت کے دن جوابدہی کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا میں جاتا ہوں مظلوموں کو ظالم سے نجات دلانے کیلئے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے وہ میں کروں گا چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور پھر جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو معاملہ ہوا آپ کے علم میں ہے اور اہل بیت اطہار کے ساتھ جو مظالم ہوئے وہ آپ کے علم میں ہیں حضور سید عالم ﷺ کے مقدس خاندان

حضور ﷺ کی پاک آل حضور ﷺ کے طیب وطاہر فرزندان اور حضور سید عالم ﷺ کے خاندان نبوت کے وہ معزز ومقدس افراد کہ جن کی عظمتوں کے سامنے سر جھک جاتے ہیں اور وہ عفیفات جن کی عفت کے تصور کے سامنے میں کہتا ہوں ہماری تمام ماؤں اور بہنوں کی عفتیں ان پاک ماؤں کی عفت پر قربان کہ جو کربلا کے میدان میں جنہوں نے یزید کے لشکر کے مظالم اوران کی تکالیف کو برداشت فرمایا۔ درود شریف: **اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه**

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اجمالی ذکر

اب آخری بات میں عرض کروں گا کہ امام حسین، رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفے کے لوگوں کے مطالبہ پر آچکے اور آپ نے سب سے پہلے مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور جو حشر ان کا ہوا آپ کے علم میں ہے مگر اے اہل بیت مصطفیٰ ﷺ اے آل پاک مصطفیٰ ﷺ اے خاندان نبوت تیری عظمتوں پر قربان جاؤں جب بھی کوئی مرحلہ آیا ہے حضور ﷺ کے خاندان نے حضور ﷺ کے اہل بیت کرام نے حضور ﷺ کے متعلقین کرام نے حق سے کبھی منہ نہیں موڑا ہر تکلیف کو خندہ پیشانی کیساتھ برداشت کیا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ جو مظالم پیش آئے سب کو پتہ ہے ان کی تفصیلات بیان کرنے کیلئے میرے دل میں اور میرے جگر میں اتنی قوت بھی نہیں ہے اور نہ اتنا وقت

ہے۔

بہر حال ان کی طرف اجمالی اشارہ میں نے کر دیا تا کہ میرا جو کلام ہے وہ تشنہ نہ رہ جائے اس کے بعد پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب موقع آیا تو آپ کے سامنے یہ حقیقت بے نقاب ہے آفتاب سے زیادہ واضح ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد یہ تھا کہ ایسے ظالم خلیفہ کے مقابلہ کیلئے اوراس کے ظلم سے نجات دلانے کیلئے میرا یہ سفر کرنا میرے لئے باعث خیر وبرکت ہوگا کہ جس سفر کے نتیجے میں مظلوموں کو ظالم سے نجات حاصل ہو یہ الگ چیز ہے کہ نتیجہ کیا ہوا؟ نتیجہ تو اللہ کے ہاتھ ہے لیکن بندہ جس نیکی کے کرنے کی طاقت وقدرت اپنے اندر پاتا ہے وہ نیکی کرنے سے مومن کو کبھی دریغ اور گریز نہیں کرنا چاہیے تو تمام آنے والے مصائب وآلام اور نتائج سے بالکل بے نیاز ہو کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مصائب و آلام کو جھیلا اور محرم کی وہ تاریخیں کہ جن تاریخوں میں اہلبیت پر مظالم ہوئے اوران تمام نفوس قدسیہ کو آپ اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وہ معاملہ پیش آیا ان کی شہادت کا ایک غم ناک واقعہ تھا حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شہادت کا ایک المناک واقعہ تھا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعلو اے اے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک لخت جگرو آپ کی عظمتوں کے قربان

جاؤں سب نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو قربان کر دیا فقط اس لئے جو چیز ان کی نظر میں حق ہے اس کی حفاظت کیلئے خون کے آخری قطرے کو قربان کر دینا بھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک آخر اللہ کی حقیقی عبادت تھا چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو قربان کیا اور تکالیف کو جھیلا اور مصائب و آلام کو برداشت کیا اور بالآخر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی اور عاشورہ کا دن تھا محرم کی دسویں تاریخ تھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور آپ نے ان اشرار کو جو آپ کے مقابلہ پر تن کر آئے تھے ان کے مقابلے میں آپ نکلے اور آپ نے شجاعت و بہادری کا وہ مظاہرہ فرمایا جو ایک شجاع کی شان کے لائق ہے اور آپ نے حق کیلئے قربانی دی یہاں تک کہ یزید چونکہ حقیقتاً حق پر نہ تھا میں یزید کو حق پر نہیں مانتا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر ہماری جانیں بھی قربان ہو جائیں تو پروانہیں کیونکہ باطل کے ساتھ موافقت کر لینا اہل بیت کی شان نہیں ہے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی کردار ادا کیا جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے امیر معاویہ اجتہادی خطاء پر تھے

میں آپ سے پوچھتا ہوں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے اجتہاد میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر نہیں سمجھتے تھے یہ الگ چیز ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے اور ان کی اجتہادی خطاء تھی لیکن خطا ضرور تھی اس لئے حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا تو جس چیز کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق پر نہیں سمجھا آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے موافقت کی بتائیے؟ نہیں کی آپ کہیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باطل پر کہو اور ان کو برا بھلا کہو یہ تو مومن کی شان نہیں ہے اس لئے کہ وہاں جو مقابلہ تھا وہ اجتہاد کی بنیاد پر تھا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خود مدینۃ العلم کے باب ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی فقیہ ہیں مجتہد ہیں بخاری میں حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ تین وتر پڑھتی ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وتر پڑھتے ہیں آپ ان کو کچھ نہیں کہتیں فرمایا **صنعه فانه فقيه** ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو وہ تو فقیہ ہیں اور فقیہ مجتہد کو کہا جاتا ہے اور مجتہد سے اگر خطا بھی ہو تب بھی وہ ایک اجر کا ضرور مستحق ہوتا ہے تو امیر معاویہ کے حق میں میں کوئی برا کلمہ نہیں کہنا چاہتا وہ صحابی رسول ﷺ ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کے سامنے سے تو کوئی بچ کر ہی نہیں گیا یہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان کیسے بچ گئی اور ان پر شرح کرتے ہوئے نقل کی ہے شرح شفا میں اگر کوئی دیکھنا چاہے تو میں اسے دکھا دوں گا حوالہ صحیح دکھانا میرا کام ہے باقی اس روایت کی صحت اور سقم کا مسئلہ وہ ان حضرات پر ہے جنہوں نے اسے نقل کیا ہے انہوں نے اس کو ضعیف نہیں کہا باطل نہیں کہا

(بخاری شریف)

موضوع نہیں کہا بلکہ اس کو مناسبت مقام کے ساتھ نقل کر دیا شرح شفا میں وہ کیا
ہے؟ حضرت امیر معاویہؓ کے مغلوب نہ ہونے کی وجہ۔ راوی فرماتے ہیں **ان رسول
الله صلی الله علیه وسلم قال لمعاویة انك ولن تغلب**
حضور علیہ السلام نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تو مغلوب نہیں کیا جائیگا تو مغلوب نہیں ہوگا بے شک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے بازو میں حضور ﷺ کی شجاعت کا جلوہ تھا مگر معاویہ کی پشت پر بھی حضور کی
دعا لگی ہوئی تھی اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کوئی نازیبا کلمہ کہنا یہ
ہماری شان نہیں ہے میں یہ مانتا ہوں کہ حق پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے مگر
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق پر ہونے کے باوجود معاویہ کے حق میں کوئی لفظ کہنا
اور ان کی شان میں گستاخی کرنا یہ مومن کا کام نہیں ہے یہ ایمان کا تقاضا نہیں ہے اس وقت
اس مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں اس کی دلیل میں نے بتا دی کہ دونوں مجتہد ہیں
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجتہد اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجتہد، مجتہد
سے خطا ہو تب بھی عذاب کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ ایک اجر کا حقدار قرار پاتا ہے۔

شبہ:

شاید کسی کے ذہن میں خیال آجائے کہ اگر علی اور معاویہ مجتہد تھے تو ہم کیوں نہ کہہ دیں کہ
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید بھی مجتہد تھے اگر آپ مجتہد ہونیکی وجہ سے یہ تو

(شرح شفاء شریف)

مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا
مت کہو تو پھر کہنے دیجئے کہ چلو ہم یہ تو مان لیں گے کہ حسین حق پر تھے مگر یزید بھی مجتہد تھا لہٰذا
اس کے حق میں بھی کچھ مت کہو شاید کوئی یہ بات کہے اور ذہن میں لائے تو اس کا جواب
دو لفظوں میں دیئے دیتا ہوں۔

شبہ کا ازالہ

حضرات یہ مسئلہ میں لاکھوں دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کے ذہن کیوں
اس قدر ماؤف ہو گئے کہ وہ بات ذہن میں آتی نہیں اور جس شخص کا نام لکھا ہے اس کو بھی
سمجھا چکا ہوں میرے سامنے تو وہ بالکل خاموش رہا اب لوگوں میں بیان کرتا پھرتا ہے
میرے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ بہرحال اگر وقت ملا تو میں عرض کروں گا، میری بات
پوری ہو جانے دیجئے پہلے ایک صاحب نے ایک رقعہ دیدیا وہ ایک جملہ معترضہ بن گیا اور
میرے کلام میں مخل ہو گیا اور تسلسل کلام بالکل ختم ہو گیا اب اس وقت میں ایک ایسے
مرحلے پر ہوں کہ اگر یہ بات میں پوری نہ کروں تو لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات
رہ جائیں گے بھئی جو بات میں نے شروع کی ہے وہ آپ پوری سننا چاہتے ہیں یا نہیں؟
ایک بجنے والا ہے میں تو بیمار آدمی ہوں ضعیف ہوں، کمزور ہوں لیکن اس کے باوجود بھی
میرا رب جانتا ہے میں کسی لالچ کی بناء پر خدا کی قسم کوئی بات نہیں کر رہا میں فقط اللہ اور اس
کے رسول ﷺ کی رضا کی خاطر بات کر رہا ہوں۔ میرے دوستو! کوئی شخص اگر یہ کہے

کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دونوں مجتہد تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا نہیں کہیں گے کیونکہ وہ مجتہد تھے تو اگر کوئی کہدے کہ بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید جب ان کا مقابلہ ہو تو بے شک حق پر تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوں گے مگر یزید مجتہد تھا لہٰذا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر مانتے ہوئے بھی یزید کو کچھ مت کہو اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ ہو تو میں اس کا جواب دیتا جاؤں! اس کا جواب یہ ہے کہ یزید کے متعلق محدثین علماء اسماء الرجال نے صاف لفظوں میں یہ لکھا ہے ''میزان الاعتدال،، کا حوالہ دیتا ہوں اور اس کے مصنف ہیں امام ذھبی، امام ذھبی نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا میزان الاعتدال میں جیسے کہ ان کی عادت ہے رجال کا ذکر کرتے ہیں تو جب انہوں نے یہ ذکر کیا کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تو فرماتے ہیں کہ یزید کے متعلق ہم کیا کہیں فرمایا **ما کان اھلا للروایۃ** یزید تو روایت حدیث کا بھی اہل نہ تھا آپ مجھے بتائیں جو روایت حدیث کا بھی اہل نہ ہو وہ مجتہد ہو سکتا ہے؟ اتنی بات آپ کے ذہن کو صاف کرنے کیلئے کافی ہے کہ جو روایت حدیث کا بھی اہل نہ ہو اس کو مجتہد وہی کہے گا کہ جس کا دماغ بالکل مسخ ہو چکا ہے بہرحال یہ میں مانتا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل حقانیت صداقت اور اخلاص کی بنیاد پر تشریف لے گئے لیکن یہ ماننے کیلئے میں تیار نہیں ہوں کہ یزید جو ہے وہ مجتہد تھا لہٰذا اس کی خطا اجتہادی پر کوئی اجر

(میزان الاعتدال)

ل جائے۔ **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** جو لوگ یزید کے بارے میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور اس کی تعریف میں ان کی زبانیں رطب اللسان ہیں اور ان کے دل یزید کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں، میں ان کے متعلق اتنا ہی کہوں گا اور کیا کہوں وقت نہیں ہے بڑی لمبی بحثیں ہیں کتاب الجہاد میں ایک دو حدیثیں ہیں اور ان حدیثوں کو وہ پڑھ کر گمراہ کرتے ہیں اور میں ہزاروں مرتبہ ان کے مطالب کو واضح کر چکا ہوں اس وقت موقع نہیں ہے تو اتنا میں کہوں گا کہ جو لوگ یزید کے ساتھ اتنی محبت رکھتے ہیں۔ میرے دوستو! ہمارے دل میں تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں الٰہی ان کا حشر یزید کے ساتھ کرنا اور ہمارا حشر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کرنا۔

سوال ''امام حسین شہید ہوئے کربلا کی زمین کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا خون ہوتا،، (رقعہ)؟

جواب یہ روایت تو قابل قبول نہیں ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت حق ہے لیکن یہ جو باتیں لکھی ہیں ان کا کہیں وجود نہیں (ایک صاحب بولے) حضور ﷺ کا جب دندان مبارک شہید ہوا تو!) یہ اسی بنیاد پر ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر یہ ہوا اور حضور ﷺ کے دانت مبارک کے شہید ہونے پر کچھ بھی نہیں ہوا میں کہتا ہوں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر یہ کچھ بھی نہیں ہوا اور جو اس میں لکھا

ہے وہ غلط ہے بس!

حیدر کرارؓ نے ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ موافقت فرمائی

اب سنئے اور غور سے سنئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتادیا کہ جس چیز کو اہل بیت باطل سمجھتے تو اس کے ساتھ موافقت نہیں ہوتی یہ ٹھیک ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں ہیں یا نہیں؟ پھر مجھے یہ بتائیں کہ علی کی نظر میں ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما معاذ اللہ ایسے ہی باطل پر ہوتے جیسے لوگ آج ان کو باطل پر سمجھتے ہیں تو پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار کیا ہوتا ان کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل کیا ہوتا؟ میں کہتا ہوں حضرت علی کا وہی طرز عمل ہوتا جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کے ساتھ تھا یہ ٹھیک ہے یا غلط ہے؟ لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلافت کے زمانے میں تینوں کیساتھ موافقت فرمائی یا نہیں فرمائی معلوم ہوا کہ اہل بیت کی موافقت کرنا ہی حقانیت کی دلیل ہوتا ہے یزید کے مقابلے میں حسینؓ نے خون دیدیا مگر موافقت نہیں کی، میں کہتا ہوں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا کے میدان میں اپنے خون سے مہر لگادی کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے ورنہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے موافقت کرتے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا کے میدان میں خون دیکر خون سے مہر لگادی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے ورنہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے موافقت کرتے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں خون دیکر

خون سے مہر لگادی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے ورنہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے ان سے موافقت کرتے معلوم ہوا ان تینوں خلفاء راشدین کی خلافت کی حقانیت کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون سے مہر ثبت ہو چکی ہے۔

حیات شہداء کا بیان

میرے عزیزو! اور دوستو! اسی لئے اللہ فرماتا ہے **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات**،، اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ مت کہو **بل احیاء** بلکہ وہ زندہ ہیں **ولٰکن لا تشعرون** مگر تمہیں شعور نہیں ہے تم ان کو زندہ نہیں سمجھتے اور ان کو زندہ نہیں کہتے وہ زندہ ہیں اور وہ شہید یقیناً زندہ ہیں اور وہ ایسے زندہ ہیں کہ ان کی زندگی کے تصور سے ہمارے اندر زندگی کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور ان کی زندگی کے انوار و برکات سے ہماری موت زندگی سے بدل جاتی ہے میں شہداء کی حیات کا قائل ہوں اور میں شہداء کی حیات کو حیات انبیاء کا فیض سمجھتا ہوں۔

عبداللہ ابن ابیٔ ابن سلول کے جنازہ پڑھانے کی حکمت

اب وہ جو اس نے کہا یہ ہے وہ رقعہ اب آخر میں ذرا سی بات کہتا جاؤں وقت تو نہیں رہا لیکن اب کیا کہوں حالانکہ میں اس کو بھی کہہ چکا ہوں یہ مگر بڑا افسوس ہے۔

عزیزان محترم ایک شخص نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ ابن ابیٔ کی نماز جنازہ پڑھائی اسے دعا دی حالانکہ قرآن نے اس سے منع کیا ہے حضور ﷺ نے اپنا کرتا

(سورۃ بقرہ آیت 154)

منگوایا مگر مشکل اس کی دور نہ ہوئی حضور ﷺ مشکل کشا نہ ہوئے؟
دو باتیں ہیں ایک بات تو یہ ہے رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابئ کے جنازہ کی نماز پڑھی اور حضور کو اللہ نے منع بھی کیا تھا پھر بھی پڑھ لی اور پھر حضور ﷺ نے اپنا کرتا منگوا کر بھی اسے پہنا دیا مگر کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا حالانکہ دونوں باتوں کا جواب میں اس شخص کو دے چکا ہوں جس نے یہ بات کہی ہے رقعہ لکھنے والا تو بیچارہ اور ہے۔
میں نے اس کو یہ بتایا تھا کہ یہ بات غلط ہے کہ رسول پاک ﷺ کو منع کیا گیا تھا عبداللہ بن ابئ کے جنازہ کی نماز پڑھانے سے اور حضور علیہ السلام نے اس کے باوجود جنازہ کی نماز پڑھی یہ گناہ یہ تو معصیت ہے یہ تو قرآن کی مخالفت ہے اور قرآن کریم کی مخالفت اگر رسول اللہ ﷺ کریں تو پھر ہم سے مخالفت ہو تو پھر کونسی بڑی بات ہے جب رسول ﷺ قرآن کی مخالفت کرتے رہے تو اگر ہم کریں تو پھر یہ تو رسول ﷺ کی سنت ہوئی **نعوذ بالله من ذالك** یہ بکواس ہے حضور ﷺ نے بالکل قرآن کی مخالفت نہیں کی بات اور تھی بات یہ تھی کہ حضور سرور عالم ﷺ کو کسی منافق کے نماز جنازہ پڑھنے سے نہیں روکا تھا نہ کوئی حکم آیا تھا اور جس بات کے روکنے کا حکم نہ آئے پھر وہ کام کرنا گناہ نہیں ہوتا گناہ وہ ہوتا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ پہلے روکے اور پھر کیا جائے تو کوئی ایسی آیت تو تھی نہیں کوئی حکم تو تھا نہیں لہٰذا حضور ﷺ نے کیا کیا عبداللہ بن ابئ ابن سلول کے جنازہ کی نماز پڑھ دی اور وہ اس لئے نہیں پڑھی کہ حضور ﷺ کو خبر نہیں تھی بلکہ اس کی

وجہ یہ تھی حضور سرور عالم تاجدار مدنی ﷺ سے عبداللہ ابن ابئ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کی درخواست کرنے والا عبداللہ بن ابی کا بیٹا تھا جو پکا مومن تھا اور مومن کے دل کی خوشی کو ملحوظ رکھنا اور مومن کے دل کو خوش کر دینا یہ تو عبادت ہے اور حضور ﷺ کی سیرت پاک تھی کہ ایسے کام سے خوش نہیں کیا جا سکتا جو ناجائز ہو مگر یہ تو ناجائز تھا ہی نہیں عبداللہ بن ابئ منافق تھا منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنا تو ناجائز نہ تھا کوئی حکم تھا ہی نہیں ایسا حکم آیا ہی نہیں تھا کہ جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اب جب نہیں آیا تھا تو جائز کام تھا حضور ﷺ نے مومن کا دل خوش کر دیا اور اس میں ایک بڑی حکمت تھی وہ حکمت آگے چل کر بتاؤں گا لیکن یہ باؤ جو کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی عبداللہ بن ابئ کیلئے وہ دعا کی وہ دعا کیا تھی؟ جنازہ میں آپ کیا دعا پڑھتے ہیں "**اللهم اغفرلحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا و صغير نا و كبيرنا وذكرنا وانسانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منافتوفه على الايمان**،، یہ دعا پڑھتے ہیں یہی دعا پڑھی حضور نے عبداللہ ابن ابئ کے جنازہ کی نماز میں **اللهم اغفرلحينا** یا اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو **وميتنا** اور ہمارے مردوں کو، الٰہی بخشدے ہمارے حاضرین و غائبین کو الٰہی بخش دے ہمارے مردوں کو الٰہی بخش دے ہماری عورتوں کو، یہ بتاؤ حضور ﷺ نے دعا کس کے لئے کی ہمارے لئے اور ہمارے کون ہیں؟ مومن ٹھیک ہے اب یہ بتاؤ عبداللہ بن ابئ ہمارا تھا؟

جب ہمارا تھا ہی نہیں تو دعا ادھر متوجہ کب ہوئی ہاں اگر اعتراض کرنے والا پرچہ لکھنے والا اگر یہ کہے کہ وہ ہمارا تھا تو وہ بھی اس کو مبارک ہو اور دس بیس اور بھی ایسے اس کو مبارک ہوں ہمارا تو تھا نہیں نہ ہم کہہ سکتے ہیں اب آپ کا یہ کہنا کہ جب وہ ہمارا تھا ہی نہیں تو حضور ﷺ نے پھر کیوں یہ دعا پڑھی اور کیوں حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کا جواب عرض کردوں! ایک جائز کام تھا جائز کام سے مومن کا دل خوش ہوتا تھا اور مومن کا دل خوش کرنا ثواب ہے مباح کام سے مومن کا دل خوش کرنا موجب ثواب ہے لہٰذا میرے آقا ﷺ نے ثواب کا کام کیا ایک حکمت اس کے اندر اور تھی حضور علیہ السلام نے اس لئے نماز جنازہ پڑھی نہیں کہ عبداللہ ابن ابیّ کی مغفرت ہو جائے کیونکہ وہ ہمارا تھا ہی نہیں مغفرت تو طلب فرمائی اپنوں کیلئے حضور علیہ السلام کے اس دعا جنازہ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جب میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھوں گا تو اس کی قوم کے لوگ دیکھیں گے کہ اس عبداللہ بن ابیّ نے کتنی تکلیفیں مجھے پہنچائی اور کتنے مظالم اس نے کئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بدر میں کافروں نے جو زخم مسلمانوں کو لگائے تھے اور احد میں جو زخم کافروں نے مسلمانوں کو لگائے تھے بدر احد اور حنین کے جو زخم مسلمانوں کو لگے تھے وہ بھر چکے تھے مگر عبداللہ ابن ابیّ نے جو زخم لگائے تھے وہ آج تک تازہ ہیں تو حضور ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ اس کی قوم خوب جانتی ہے کہ اس نے کتنے ظلم مجھ پر ڈھائے ہیں اور مسلمانوں پر کتنے مظالم کئے ہیں۔

شبہ کا ازالہ

''وہ جو کہتے ہیں حضرت عائشہ کو گڑھے میں گرا کر ماردیا (رقعہ) یہ جھوٹ ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے واقعات یزیدی لشکر نے بیان کئے ہیں وہ روایتیں کیسے معتبر ہیں؟ تو میں کہتا ہوں جو واقعات یزیدی لشکر نے بیان کئے آج تک میں نے ان میں سے ایک واقعہ بھی نہیں بیان کیا اس لئے جو یزیدی لشکر کے بیان کئے ہوئے واقعات ہیں وہ وہ لوگ بیان کریں کہ جو یزید کو برا کہہ کر بھی وہ اس کی روایات بیان کرتے ہیں، میں تو ان روایتوں کو بھی بیان نہیں کرتا نہ میں ان کو معتبر مانتا ہوں ہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک حقیقت ہے اور وہاں جو ایسی باتیں ہوئیں کہ جن کا انکار دنیا کا کوئی مورخ اور کوئی اہل علم نہیں کرسکتا اور وہ واقعات اور حقائق ہیں انکا یزیدی لشکر سے تعلق نہیں وہ تو حقائق ہیں ان کے سوا میں کبھی کوئی بات نہیں بیان کرتا اور اسی لئے نہیں بیان کرتا کہ ان واقعات میں وہ چیزیں آجاتی ہیں جو یزیدی لشکر سے تعلق رکھتی ہیں اور نہ میں یزید کو مانتا ہوں نہ اس کے لشکر کو مانتا ہوں نہ اس کی باتوں کو چاہتا ہوں۔

اب یہ باتیں اس قسم کی ہیں کہ ان پر میں تفصیلی کلام کروں تو یہ کئی دن میں بھی ختم نہیں ہوگا اجمالی طور پر میں کہہ دیتا ہوں کہ دمشق فتح کرنے والے لشکر میں یزید شامل تھا یا نہیں میں کہتا ہوں دمشق فتح کرنیوالے لشکر میں یزید شامل نہیں تھا'' جواب ہوگیا کہ نہیں ہوگیا،،

شبہ کا ازالہ

(ایک اور دوسرا رقعہ) دوسری بات یہ ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا؟ ہاں بے شک کر دیا تھا مگر یہ ولی عہد جو مقرر کیا یہ بھی انہوں نے اس بناء پر نہیں کیا تھا کہ اپنے لڑکے کو مقرر کر کے اپنے خاندان میں انہوں نے حکومت کو خلافت کو اور مملکت کو بند کرنے کیلئے بلکہ جب وہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں تو حضور ﷺ کے صحابی کے بارے میں مومنوں کو حسن ظن سے کام لینا چاہئے **ظنو المومنین خیرا** مومنوں کے حق میں خیر کا گمان کرنا چاہیے یا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تم کافر کہو معاذ اللہ اور اگر مومن کہتے ہو تو قرآن کہتا ہے کہ مومن کے حق میں بدگمانی نہ کرو،، میں کہتا ہوں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہیں ہم ان کے حق میں بدگمانی نہیں کریں گے اور جب بدگمانی نہیں کرینگے تو لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ انہوں نے اپنے خیال میں بہتر سمجھ کر کیا اگر چہ اس کا نتیجہ بہتر نہیں نکلا مگر اپنے خیال میں انہوں نے بہتر سمجھ کر کیا اور یہ میں نے اس لئے کہا کہ قرآن کا حکم ہے کہ مومن کے حق میں بہتر گمان کرو۔

عبداللہ ابن ابئ ابن سلول کی نماز جنازہ پڑھنے کی دوسری حکمت

عبداللہ بن ابئ بن سلول کے جنازہ کی نماز جو میرے آقا ﷺ نے پڑھی اس لئے نہیں پڑھی کہ اس کی مغفرت ہو جائے بلکہ اس کے پڑھنے میں ایک حکمت تھی ایک تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا حرام نہیں تھا منع نہیں تھا کوئی نفی، نہی کا حکم آیا نہیں تھا تو لہٰذا کوئی گناہ

نہیں تھا حکمت یہ تھی کہ جب لوگ دیکھیں گے کہ ایسے دشمن کیساتھ میرا احسن سلوک یہ ہے اور قمیض مبارک بھی حضور ﷺ نے عطا فرمائی اس لئے نہیں کہ حضور ﷺ اس کو نفع پہنچانا چاہتے تھے بلکہ اس لئے جب حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے تو اس وقت ان کو ضرورت تھی ایک قمیض کی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور چونکہ ان کا بدن بھاری تھا کہ کسی کی قمیض ان کے بدن پر نہیں آئی تو عبداللہ بن ابئ کا بدن بھاری تھا اس لئے اپنی قمیض اتار کر حضور ﷺ کو دی کہ حضور ﷺ یہ قمیض آپ اپنے چچا کو پہنچا دیں تو اس وقت حضور ﷺ نے یہاں عبداللہ بن ابئ کی وہ قمیض لیکر اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دی لیکن سرکار دو عالم ﷺ اتنے غیور ہیں کہ حضور ﷺ نے گوارا نہیں فرمایا تھا کہ اس عبداللہ بن ابئ کا یہ احسان مجھ پر رہ جائے حضور ﷺ نے اس کے مرنے کے بعد اپنی قمیض اس کو پہنا کر وہ احسان اتار دیا۔

لعاب دہن لگانے کی حکمت

آپ کہتے ہیں لعاب دہن مبارک بھی لگایا لعاب دہن مبارک اس لئے نہیں لگایا کہ اس کو نفع پہنچے اس لئے، لگایا کہ وہ ان کا بیٹا جو پکا مومن تھا جس کی درخواست پر جنازہ کی نماز بھی پڑھائی اسی کی درخواست پر حضور ﷺ نے لعاب دہن مبارک بھی عطا فرمایا مگر لعاب دہن عطا فرمانے کا مطلب یہ نہ تھا کہ حضور ﷺ اس کو نفع پہنچانا چاہتے تھے اور

جنازہ کی نماز اس لئے نہیں پڑھائی کہ حضور ﷺ اپنی نماز سے اس کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں بلکہ حضور ﷺ کی حدیث ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے آقا ﷺ اس خبیث کے جنازہ کی نماز آپ پڑھ رہے ہیں اور اس کو قمیض بھی عطا فرمارہے ہیں فلاں موقع پر اس نے یہ ظلم کیا فلاں موقع پر اس نے یہ بکواس کی تو حضور ﷺ نے فرمایا **عمر ان صلوٰتی و قمیصی لا یغنیه من الله شیا** اے عمر میرا جنازہ کی نماز پڑھنا اور میری قمیض اس کو اللہ کے عذاب سے کچھ بھی نہ بچائے گی اور میں نے اس لئے یہ کام کیا ہی نہیں کہ اللہ کے عذاب سے بچے بلکہ یہ کام میں نے کیوں کیا فرمایا ''**ولکن ارجوان یسلم من قومه** ''**الف**،، اے عمر میں نے یہ کام اس لئے کیا کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اس وقت مسلمان ہو جائیں یہ دیکھ کر کہ اس نے کیا کیا؟ اور حضور ﷺ کیا کر رہے ہیں، اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں، حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روکنے پر یہ فرمایا تھا اور حضور ﷺ نے یہ جواب دیا تھا جب حضور ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی تو ادھر جنازہ کی نماز ختم فرمائی عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسی وقت مسلمان ہو گئے تو جس غرض سے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی وہ غرض حضور ﷺ کی پوری ہو گئی حضور ﷺ تو پہلے فرما چکے تھے کہ میں اس کو فائدہ پہنچانے کیلئے یہ کام کر ہی نہیں رہا اور لعاب دہن مبارک اور قمیض مبارک لوگ کہیں گے کہ آخر اس کا

اسے کوئی فائدہ تو ہونا چاہیے تھا لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے اذن کے بغیر نہ کوئی نقصان پہنچانے والی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے نہ کوئی نفع پہنچانے والی چیز نفع پہنچا سکتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو نقصان دینے والی چیزوں کے ضرر سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے تبرکات سے نفع پہنچاتا ہے۔

لیکن میں کیا کہوں آپ سے میرے آقا ﷺ لعاب پاک تو دے رہے ہیں قمیض پاک تو دے رہے ہیں مگر ساتھ ہی اس حقیقت کا بھی اظہار فرمارہے ہیں، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا تو کیا ہوا بتاؤ آگ جلانے والی ہے یا نہیں حضرت ابراہیم بحیثیت بشر اولاد آدم ہونے کے جلنے کی صلاحیت رکھنے والے ہیں یا نہیں ہیں؟

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو اللہ نے فرمایا **قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراهیم** اے آگ بے شک ہم نے تجھے جلانے کی صفت دی ہے مگر سن تیرے اندر میرا خلیل آرہا ہے، خبردار جو تو نے اس کو نقصان پہنچایا اس پر ٹھنڈی ہو جا سلامتی بن جا معلوم ہوا جب خلیل ہو تو نقصان دینے والی چیز نقصان نہیں پہنچاتی جب خلیل ہو تو ضرر دینے والی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جب سامنے عدو اللہ ہو تو نفع دینے والی چیز اسی طرح اس کو نفع نہیں پہنچا سکتی، آگ میں جلانے کی طاقت ہے مگر آگے جو خلیل اللہ جلوہ فرما ہیں، حضور ﷺ کی قمیض میں نفع دینے کی طاقت ہے مگر آگے عدو اللہ جو موجود ہے، خلیل اللہ کو مضر چیزوں سے ضرر نہیں پہنچا اور عدو اللہ کو نفع

(سورۃ انبیاء آیت 70)

دینے والی چیزوں سے نفع نہیں پہنچتا یہ میرے آقا ﷺ کا کتنا کمال ہے کہ اپنے تبرکات کا نفع بھی حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے جسے چاہیں پہنچائیں جسے چاہیں نہ پہنچائیں دوست کو نفع پہنچے گا دشمن کو نہیں پہنچے گا۔

آخر میں نصیحت

بہرحال یہ گفتگو ہوگئی آخر میں ایک بات کہہ کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں زندگی رہی تو پھر کبھی انشاء اللہ ملاقات ہوگی میرے دوستو یہ عشرہ محرم خیریت سے گذر جائے اور آپ سب حضرات امن وسکون کا مظاہرہ فرمائیں اور آپ ایسی جگہ نہ جائیں جہاں آپ کے بزرگوں کے حق میں بدگوئی ہو اور آپ ایسے لوگوں کے پاس بھی نہ جایا کریں کہ جو آپ کے دلوں کو مجروح کرتے ہیں، ایک وہ ٹولہ پیدا ہوگیا کہ جو خلفاء راشدین کے حق میں برا بھلا کہتا ہے ازواج مطہرات کے حق میں برا بھلا کہتا ہے اور اب ہماری محروم القسمتی کا علیہ ہے کہ اب ایک وہ ٹولہ پیدا ہوگیا جو اہل بیت اطہار کے حق میں برا بھلا کہتا ہے، میرے دوستو! کیا اہل بیت اطہار کی برائی سننا تمہیں گوارا ہوگا، کیا خلفاء راشدین کی برائی سننا تمہیں گوارا ہوگا؟ تو تمہیں عہد کرنا ہے کہ نہ تم ادھر جاؤ نہ ادھر جاؤ تمہاری وجہ سے تو سب کی رونقیں بنتی ہیں تم کیوں ایسے لوگوں کی رونق بنتے ہو کہ جن کی رونق تمہارے لئے مصیبت ہو تو اس لئے اپنے اپنے مقام پر رہو اور حق کا ساتھ دو باطل کے ساتھ نہ ملو اور نماز پڑھو اور ہر شخص یہ عہد کرلے اور وہ نماز اپنے ذمہ رکھ لے کہ اگر بتقاضاء بشریت سستی

ہوجائے وقت سے بے وقت ہوجائے نماز قضاء ہوجائے تو اسے مسلمانو! ہرگز ہرگز ہرگز اس قضاء نماز کو اپنے ذمہ مت رکھنا اور نمازوں کی پابندی کرنا حتی الامکان جماعت کے ساتھ نماز پڑھو اور یہ نماز تمہارے لئے نور ہے یہ نماز حضور ﷺ کی قرۃ العین ہے حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز تمہارے لئے برکت ہے یہ نماز تمہارے لئے راحت ہے نماز تمہارے لئے پاکیزگی ہے طہارت ہے تمہارے دلوں کا تقویٰ ہے روحوں کو پاک کرتی ہے تمہارے بدنوں کی پاکی کا سبب بنتی ہے تمہارے لباس کی پاکی کا سبب بنتی ہے ارے تمہارے دل کو پاک کرے گی تمہارے بدن کو پاک کرے گی۔

میرے پیارے دوستو! نماز، نماز، اور نماز وہ ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلق پر خنجر ہے مگر پھر بھی آپ نے نماز نہیں چھوڑی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنا اور نماز نہ پڑھنا یہ مسلمان کا کام نہیں اور میرے دوستو! تم تو محبّ اہل بیت ہو محبّ صحابہ ہو محبّ ازواج مطہرات ہو تم کو حضور ﷺ کی محبت ہے حضور ﷺ کی ادا کیا ہے حضور ﷺ کی ادا یہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا "**قرۃ عینی فی الصلوٰۃ**" ارے نماز میں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے مسلمانو نماز کی پابندی کرو اگر ہر مسلمان یہ عہد کرلے کہ میں پانچوں وقت کی نماز پڑھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری قوم پر ہماری ملت پر ہمارے ملک پر کوئی تباہی نہیں آئیگی سب عہد کرلیں ہم نمازیں پڑھیں گے اہل بیت کی محبت کا دعویٰ تو آسان ہے مگر ان کی اتباع

کرنا یہ ایک معنی رکھتا ہے لہٰذا اہل بیت سے محبت کا دعویٰ جبھی صحیح ہوگا کہ جب ان کی سیرت
اوران کے کردار کو ہم اپنائیں گے۔

کانفرنس کے اختتام پر دعا

میرے پیارے دوستو! میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اپنی رحمت
سے نوازے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور میرے بہت سے بھائیوں کی بہت سی
مشکلات ہیں میں نہیں جانتا وہ اللہ جانتا ہے وہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔اے اللہ یہ سب
تیرے نیک بندے ہیں تیرے حبیب پاک کی اہل بیت اطہار کی اور صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم کی محبت میں جمع ہیں ان سب کی تو مشکلیں آسان فرمادے اور ہم سب بیماروں کو صحت
عطا فرمادے اور سب مسلمانوں کی جو گھریلو مشکلات ہیں ان کو بھی دور فرمادے اور جو
بیرونی مشکلات ہیں ان کو بھی دور کردے اور جو انفرادی مشکلات ہیں ان کو بھی دور کرے
اور جو ہماری اجتماعی مشکلات ہیں الٰہی ان کو بھی دور فرمادے یا اللہ ہمارے ملک کی سا
لمیت برقرار رہے یا اللہ وطن عزیز پاکستان مستحکم رہے اور جو دشمنان پاکستان ہیں پاکستان
کے اندر ہوں باہر ہوں ان کے شر سے پاکستان کو بچالے اور الٰہی پاکستان کو نظام مصطفےٰ
ﷺ کا گہوارہ بنادے اے اللہ تو اپنی رحمت سے عالم اسلام کو حفاظت میں لے لے
افغانستان کے مجاہدین کیلئے دعا کرو اللہ تعالیٰ افغانستان کو غیب سے فتح ونصرت عطا فرما
دے اے اللہ وہ مظلوم ہیں ان کی مدد فرما یا اللہ آج بظاہر جو مغلوب ہیں الٰہی ان کو غلبہ

دے الہ العالمین افغانستان کے مجاہدین کی مدد فرما اور بھارت کے مظلوم مسلمانوں کی بھی
مدد فرما اور اے اللہ پاکستان کے مسلمانوں کی بھی مدد فرما۔

جن حضرات نے یہ محفلیں منعقد کی ہیں الٰہی ان کو بہت برکت عطا فرما اور سب کے رزق
میں برکت دے ایمان میں برکت دے ایمان میں برکت دے ان کے کاروبار میں
برکت دے اور ان کے ایمانوں میں عمل صالحہ میں برکت دے اور تمام حاضرین تمام
سامعین میرے سب پیارے بھائیوں کو برکتوں سے نواز دے اور سب کو ایسے نیک
مقاصد میں کامیاب کردے میرے بعض دوست ایسے ہیں کہ یکے بعد دیگرے ان کو کئی
لڑکیاں اللہ نے عطا فرمائیں وہ بھی اللہ کی نعمت ہیں لیکن دعا کرو ان کو اپنی رحمت سے
نیک زندگی والا لڑکا بھی عطا فرمادے اور کئی ایسے دوست ہیں وہ میرے ذہن میں ہیں اور
کئی ایسے دوست ہیں جن کی بالکل ہی اولاد نہیں اللہ تعالیٰ ان کو اولاد کی نعمت سے
نواز دے اور جو اولاد والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک صالح بنائے اور والدین کا
تابع فرمان بنادے اور جو اولاد کے خواہش مند ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نیک اولاد عطا فرما
دے اور نیک صالح نرینہ اولاد عطا فرمادے اللہ کی بیشمار رحمتیں ہوں۔

آپ کو میں یہ بتادوں الحمدللہ قرآن پاک کا ترجمہ میں نے بسم اللہ سے شروع کیا اور
والناس تک پورے قرآن پاک کا ترجمہ میں نے لکھا ہے اور وہ رجب کی ۲۰ تاریخ کو
ترجمہ میں نے مکمل کرلیا اس کا حاشیہ لکھ رہا ہوں آپ دعا فرمائیں یہ حاشیہ بھی مکمل ہو

جائے تا کہ وہ پورا قرآن پاک مع ترجمہ اور حاشیہ کے آپ کے سامنے آ جائے۔
اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے میں "احادیث کا مجموعہ،، بھی لکھ رہا ہوں دعا کریں وہ بھی اللہ کرے مکمل ہو کر سامنے آ جائے اور دیکھئے انجمن طلباء اسلام یہ سنیوں کی بڑی قابل طلباء کی جماعت ہے اور یہ سنیوں کی جماعت یہ مذہب کے متوالے ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت میں یہ انجمن طلباء اسلام کے بچے ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ انجمن طلباء اسلام کے بچوں کو کامیاب کرے اور دیکھئے میں آپ کو ایک بات بتاؤں یہ اور جو طلباء کی جماعتیں ہیں یقین کیجئے ان کے پیچھے لمبے لمبے ہاتھ ہیں لیکن انجمن طلباء اسلام کے پیچھے کوئی ہاتھ نہیں ہے اور آپ کی سرپرستی کی ان کو ضرورت ہے آپ انجمن طلباء اسلام کی سرپرستی فرمائیں اخلاقی طور پر مالی طور پر اور قلمی طور پر مادی طور پر اس انجمن طلباء اسلام کی مدد کرنا سنیوں تمہارا فرض ہے۔ یہ بڑی پیاری جماعت ہے یہ ہمارے طلباء کی بڑی پیاری جماعت ہے اخلاق، نیکی، پاکیزگی، حب الوطن، اتفاق واتحاد اور مسلک اہل سنت کی یہ نہایت اچھے انداز میں تبلیغ کرتی ہے اور تعلیم کی اور نیکی کی طرف طلباء کو مائل کرتی ہے اور طلباء کے ذہن کو صاف کرتی ہے ان کے ذہنوں کے اندر اسلام اور نظریہ پاکستان کی پختگی قائم کرتی ہے یہ جماعت بڑی پیاری جماعت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اللہ کا کرم ہو اور علماء اہل سنت کی کتابوں کا اسٹال موجود ہے اور دوستوں کو چاہیے علماء اہل سنت کی کتابیں خریدیں اور اس کے بعد جن دوستوں نے دعا کی درخواستیں کی ہیں یا اللہ ان سب

کی حاجتیں جانتا ہے سب کی حاجتیں پوری فرمادے اور سب کی دعائیں قبول فرمالے اور میرے لئے آپ یہ دعا فرمائیں کہ جس طرح یہ قرآن پاک کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے حاشیہ بھی جلد مکمل ہو جائے اور وہ احادیث کا مجموعہ چند جلدوں میں میں ترتیب دے رہا ہوں وہ بھی جلد مکمل ہو جائے اور میری زندگی میں یہ سب چیزیں شائع ہو جائیں اور مجھے ہر سال اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے دیار اقدس روضہ انوار کی اور خانہ کعبہ کی حاضری بھی نصیب فرمائے۔ **اللھم امین ثم امین۔**

دھنک | صفحہ نمبر

باب نمبر 6

امام اعظمؒ کانفرنس

حضرت سراج الامۃ کاشف الغمہ الامام الاعظم النعمان بن ثابت بن نعمان کوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانفرنس بااہتمام دارالعلوم امجدیہ کراچی میں متکلم اسلام بیہقیٔ عصر خطیب بے بدل علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ امام اعظمؒ کی فقاہت فقہی مقام و مرتبے سے متعلق یہ خطاب دلنواز فرمایا۔

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم قل هل يسوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون صدق الله العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰی ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علی النبی يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰی سيدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

حضرات علماء کرام مشائخ عظام برادران اہل سنت امام اعظم کانفرنس میں شرکت کیلئے اس فقیر کو حضرت مفتی ظفر علی نعمانی دامت برکاتہم العالیہ اور میرے فاضل محترم مولانا حقانی

(سورۃ زمر آیت 9)

صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس فقیر کو مدعو فرمایا اور باوجود انتہائی تکلیف کے فقیر حاضر ہے یہ حقیقت ہے کہ میں اس قابل نہ تھا ان حضرات کی بزرگانہ شفقت ہے کہ انہوں نے یاد فرمایا فقیر حاضر ہو گیا لیکن کچھ تو صحت جواب دے چکی ہے اس کے علاوہ اب ساڑھے بارہ بج چکے ہیں آپ یقین فرمائیں میرے شب و روز اس طرح گذرتے ہیں اگر ان کی تفصیل عرض کروں تو شاید آپ یقین نہ فرمائیں تمام رات بیٹھ کر کام کرتا ہوں قرآن پاک کا حاشیہ لکھتا ہوں اور صبح کاتب کو دے دیتا ہوں ی گزشتہ رات بھی اسی طرح گزری نماز فجر تک بیٹھا رہا نماز فجر کے بعد پھر سات بجے تک کام کیا اس کے بعد سفر کی تیاری کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو اتنا طویل وقت گذر چکا اور اب آپ حضرات بھی بہت اکتا چکے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ حضرات اٹھ رہے ہیں کچھ جا رہے ہیں اور کچھ انتہائی تھکان کے باوجود محبت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ بہر نوع میں ارشاد کی تعمیل میں کچھ عرض کروں گا چاہتا تو یہ تھا کہ تفصیل سے کچھ کہوں لیکن صورت حال کے پیش نظر شاید میں خود اپنی یہ خواہش پوری نہ کرسکوں بہر حال کچھ کلمات عرض کر رہا ہوں اور ایک بار خلوص سے درود شریف پڑھیں **اللھم صل علٰی سيدنا و مولانا محمد وعلٰی آل سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه**

عزیزان محترم امام اعظم کانفرنس کے عنوان کی مناسبت کے لحاظ سے میں چاہتا ہوں کہ

چند کلمات سیدنا امام الاعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کے متعلق عرض کروں
حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ
کی ایک ایسی نعمت عظیم ہیں کہ جس نعمت کا شکریہ ادا ہم ساری زندگی نہیں کر سکتے امام اعظم
آپ کا لقب ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز عطا ہوا کہ اس لقب سے ہمارے
امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور ہوئے اور یہ مقبولیت اور یہ شہرت اللہ کے نیک بندوں میں جو
اللہ کے نیک بندوں کیلئے ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست!

یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے نیک بندوں کی شہرت اور نیک بندوں کی مقبولیت کا
مدار ان نیک بندوں میں اللہ کو ملتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے
نہایت نیک بندے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مقبولیت کیلئے اپنے نیک بندوں کے دلوں
میں شوق اور ذوق پیدا فرما دیا اور اللہ کے نیک بندوں نے انہیں قبول فرمایا اور ان کے
فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔

آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے بعض لوگ پوچھ لیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کنیت کیوں ہے؟
کسی نے کہا کہ ان کی لڑکی کی طرف منسوب ہو کر ان کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی لیکن علماء
نے اس قول کو رد کیا اور کہا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں کوئی لڑکا
کوئی لڑکی سوائے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی تاریخ سے ثابت نہیں اور ان کا علم نہیں

ہو سکا۔ سوائے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صرف
ایک ہی صاحبزادے ہیں جن کا نام ہے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ تو اب یہ قول مردود قرار
دے دیا۔۔۔۔ بعض نے کہا کہ لغت عراق میں لفظ حنیفہ کے معنی ہیں دوات کے کیونکہ
تدوین فقہ اور احکام فقہ اور مسائل فقہ کے لکھنے کیلئے آپ لازم الدوات ہو گئے تھے تو اس
لئے آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حنیفہ سے مراد ہے الملت
الحنیفیہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا **قل بل نتبع ملۃ ابراہیم**
حنیفا میرے محبوب ﷺ فرما دیجئے میں تو اتباع کرتا ہوں ملت ابراہیمی کی اور وہ حنیف
ہیں یعنی تمام ادیان باطلہ سے مائل ہو کر دین اسلام کی طرف آنے والے اور ہر باطل
سے ہٹ کر حق کی طرف آنے والے ان کی ملت کو ملت حنیفہ سے اسی لئے تعبیر کیا جاتا ہے
کہ جس ملت میں کوئی شائبہ نہیں باطل کیلئے کوئی راہ نہیں ہر غلط باطل اور ناحق چیز سے ملت
حنیفہ کا دامن پاک ہے ہر حق اور ہر صداقت ہر حقانیت اور ہر اچھائی اور ہر حسن ملت حنیفہ
میں پایا جاتا ہے تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ایسی ہے کہ جس کو
اللہ تعالیٰ نے اس شریعت اسلامیہ اور ملت حنیفہ میں وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ گویا شریعت
مطہرہ کے انوار و برکات آپ کے رگ و ریشہ میں رچ گئے اور آپ کی روح مقدس کے
اندر ملت حنیفہ راسخ ہو گئی اور پھر آپ نے اس ملت کی وہ خدمت سرانجام دی اور ملت
کے ساتھ اس ملت حنیفہ کے ساتھ اس شفقت کا مظاہرہ فرمایا کہ جو شفقت باپ بیٹے سے

کرتا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعتبار سے ابوحنیفہ قرار پائے۔
اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے لوگوں کے دل میں یہ بات
پیدا کی ہو کہ تم اس شخص کو اس کنیت سے یاد کیا کرو تا کہ آپ کی عظمت کا چمکتا ہوا نشان باقی
رہے اور تمہارے دل بھی ان کی عظمتوں سے پر رہیں۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن پیدائش

میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر چہ صحابی نہیں ہیں اور اہل بیت میں سے
بھی نہیں ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علم تفقہ
اور اجتہاد کا وہ نچوڑ اور وہ عطر امام ابوحنیفہ کو عطا کیا گیا کہ جس کی مثال آپ کے اقران
میں نہیں پائی جاتی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے بعض لوگوں نے کہا کہ
۶۱ھ میں آپ کی پیدائش ہے بعض نے کہا کہ ۶۳ھ میں آپ پیدا ہوئے کسی نے کہا ۷۰ھ
میں آپ کی پیدائش ہے لیکن یہ تینوں قول صحیح نہیں ہیں، صحیح یہی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد کا نام ثابت ہے اور آپ کا نام
نعمان ہے ابوحنیفہ آپ کی کنیت ہے اور نعمان آپ کا نام ہے اور ثابت آپ کے والد
ماجد کا نام ہے نعمان بن ثابت۔ اور آپ کے والد ماجد کا نام اس میں کئی قول ہیں بعض
نے کہا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ثابت کے والد یعنی آپ کے دادا کا
نام ذوتہ ہے کسی نے کہا طاؤس ہے اور کسی نے کہا کہ نعمان ہے تو اب اس طرح امام اعظم

ابوحنیفہ رحمۃ تعالیٰ علیہ کو پکارا گیا الامام الاعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان لوگوں
نے کہا کہ بھائی ان کے دادا کے نام کے بارے میں یہ بھی آتا ہے ان کا نام ذوتہ ہے کسی
نے کہا ان کا نام طاؤس ہے اور کسی نے کہا کہ ان کا نام مرغبان ہے اور کسی نے کہا کہ ان کا
نام نعمان ہے اس کے بارے میں تطبیق ہوسکتی ہے جو لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ساتھ تعصب رکھتے ہیں وہ تو اس اختلاف کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت
کے خلاف لوگوں کے سامنے بیان کر سکتے ہیں لیکن اس قسم کے اختلاف کو کسی کی عظمت کے
خلاف استعمال کرنا یہ بہت غلط بات ہے بڑے بڑے اکابر ملت اس میں شامل ہیں خود
امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ لیجئے آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ کا نام محمد ہے
آپ کے والد کا نام اسماعیل ہے اور آپ کے دادا کا نام مغیرہ ہے اور مغیرہ کے والد کے
بارے میں تو بہت اختلاف ہے یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا کے بارے میں
کہ ان کا کیا نام تھا تو بہت سے نام محدثین نے لئے ہیں کسی نے کہا کہ ان کا نام بردزبہ
ہے کسی نے کہا کہ ان کا نام احنف ہے اور بھی اقوال ہیں تو یہ بات امام بخاری رحمۃ اللہ
علیہ کی عظمت کے خلاف استعمال نہیں کی جاسکتی لیکن تعجب ہے ان لوگوں پر جو امام ابوحنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تعصب برتتے ہیں وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا کے
نام میں اختلاف کو ان کی عظمت کے خلاف استعمال کرتے ہیں اور یہ خود ان کی بدنصیبی
ہے۔ بہر نوع امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا کے نام میں اختلاف ہے اور امام

عقاری کے پردادا کے نام میں اس سے زیادہ اختلاف ہے اور یہ اختلاف کسی کی عظمت
کے خلاف استعمال نہیں کیا جاسکتا میں تحقیق کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے دادا کا نام مسلمان ہونے سے پہلے زوطہ ہے ان کا لقب طاؤس ہے اور دوسرا
لقب مرزبان ہے اور جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کا نام رکھا گیا نعمان تو نعمان ان کا
اسلامی نام ہے اور اس کے علاوہ نام ان کا اسلام سے پہلے تھا اور وہ تو ان کا لقب بھی
اسلام سے پہلے تھے اسی لئے اب امام اعظم ابوحنیفہ کا پورا نام ہم اس طرح لیتے ہیں ابو
حنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان تو نعمان آپ کے دادا ہیں آپ کے دادا اپنے بیٹے یعنی
ثابت کو جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ہیں ان کو لیکر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ کے والد کو بچپن میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں
لیکر حاضر ہوئے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ کیلئے
اور ان کے صاحبزادے ثابت کیلئے بہت دعا فرمائی اور یہاں تک فرمایا اے اللہ تو
نعمان اور ثابت کی ذریت میں بھی برکت فرما اور انکی ذریت میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی ذریت اور حضرت ثابت کی ذریت
یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم کی یہ دعا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے جناب

اسماعیل جو حضرت حماد کے بیٹے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں ان کی روایت
ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے فضیلت اور برکت کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
وہ دعا کافی ہے جو انہوں نے ہمارے دادا اور ان کی ذریت کے حق میں فرمائی ہم بھی ان
کی ذریت ہیں ہمیں یقین ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی یہ دعا اللہ
تعالیٰ نے ہمارے حق میں مستجاب فرمائی یہ ایک فضیلت ہے اور اہل بیت اطہار کی طرف
سے فیوض و برکات کا ایک وسیلہ ہے جس کا اختصار کے ساتھ میں نے آپ حضرات کے
سامنے ذکر کیا۔

شبہ

بعض لوگوں نے امام صاحب سے تعصب کی بنیاد پر آپ کے دادا کو غلام کہہ دیا اور یہ کہہ
دیا کہ یہ تو فارس میں آکر گرفتار ہو گئے اور ان کو بنی تیم کی ایک عورت نے غلام کی حیثیت
سے خرید لیا یہ غلام تھے لہٰذا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو غلام کی نسل ہیں اور غلام زادے
ہیں۔

شبہ کا ازالہ

لیکن اس کا جواب بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے جناب اسماعیل بن
حماد نے دیا اور انہوں نے فرمایا **نحن الاحرار من ابناء الفارس واللہ
ماوقع علینا رق قط** فرماتے ہیں ہم تو آزاد ہیں اور ابناء فارس سے ہیں اور

خدا کی قسم ہم پر رقیت اور غلامی کبھی طاری نہیں ہوئی یہ روایات امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب کو اور آپ کے سلسلے کو عیب دار کرنے کیلئے متعصبین نے گھڑی ہیں اور انہوں نے قسم کھا کر کہا **واللہ ماوقع علینا رفق قط** خدا کی قسم ہم پر غلامی کبھی طاری نہیں ہوئی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام جعفر صادق کے ربیب تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ان کے صغر سنی میں وفات پا گئے اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا نکاح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہوا اور ان کی تربیت میں رہے گویا میں سمجھتا ہوں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام جعفر صادق کے ربیب تھے اور پھر ان کے انوار ان کے برکات ان کی تعلیم ان کی تربیت ان کا فیض جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ہوسکتا ہے آپ اندازہ فرماسکتے ہیں کہ وہ کیا ہوگا اور میں سمجھتا ہوں یہ وہی فیوض و برکات ہیں جن کا ظہور آگے چل کر ہوا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش سنبھالنے کے بعد تجارت میں مشغول ہوئے اور آپ ریشم کی اور ریشمی کپڑے کی تجارت فرماتے تھے۔

حضرت شعبی جو بہت بڑے علماء محدثین میں سے ہیں اور تابعین میں سے ہیں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی آپ کی ملاقات ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے امام شعبی نے ایک حدیث بھی سنی ہے امام دارقطنی اور امام بخاری دونوں کی رائے یہ

ہے کہ امام شعبی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف ایک ہی حدیث سنی ہے اور کوئی حدیث نہیں سنی یہ تو خیر ان کے آپس کی بات ہے اس پر میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا لیکن یہی امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ جن کا میں نے تذکرہ کیا یہ بھی کوفے کے رہنے والے تھے انہوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن میں دیکھا کہ کتنی صالحیت ہے اور ان کے مزاج میں اور کس قدر تہذیب ہے اور کتنی حیاء ہے اور کس قدر ان میں صلاحیتیں ہیں اور کیسی ان کے اندر استعداد ہے ان کی صلاحیت ان کی نیکی اور شرافت طبعی کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ بڑا ہونہار بچہ ہے امام شعبی نے فرمایا کہ آپ علوم دینیہ کے حصول کو اپنا شغل بنالیں چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم دینیہ حاصل کرنے کو اپنے لئے لازم قرار دے لیا اور آپ نے اس زمانے کے مشائخ اور علماء سے علوم حاصل کئے اور علم حدیث میں چار ہزار مشائخ آپ کے پائے جاتے ہیں جن سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت حدیث کی ہے اور علوم حدیث حاصل کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر حاسدین و متعصبین کا الزام

بعض لوگوں نے ایک غلط قسم کی روایت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کی ہے اور وہ بھی انتہائی تعصب پر مبنی ہے وہ بھی خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کی ہے اور وہ تعصب خطیب بغدادی نے جس کا مظاہرہ کیا ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا حسد ایسی چیز ہے کہ اقران تک محدود نہیں ہوتا بلکہ جو جتنا زیادہ قابل رشک ہوتا

ہے اس کے حاسد اتنی ہی دیر تک رشک و حسد میں مبتلا رہے ہیں چنانچہ خطیب بغدادی کا بھی یہی حال تھا کہ چوتھی صدی میں بھی امام صاحب کا حسد اس کے دل سے نہیں نکلا۔ ایسی روایات منسوب کیں امام صاحب کی طرف جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے یہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ روایت۔ جس کا آگے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک ایسا مضمون ہے اگر اس کو اس کی اصلی حالت میں دیکھا جائے تو وہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شایان شان ہے لیکن جس طرح اسے مسخ کر کے امام صاحب کی طرف منسوب کیا گیا وہ بالکل واقع کے خلاف ہے اور کسی صاحب علم و عقل و منصف مزاج کے نزدیک ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس روایت کو منسوب کیا خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد کی تیرھویں جلد میں وہ روایت ذکر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم دین کا علم حاصل کرو اور علوم دینیہ اختیار کرو۔ تو میں نے سوچا کہ میں کون سا علم حاصل کروں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھائی اگر میں قرآن کا علم حاصل کروں حافظ قرآن بن جاؤں تو مجھے بتاؤ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم حافظ قرآن بن جاؤ گے تو کسی مکتب میں بیٹھ کر بچوں کو قرآن پڑھاؤ گے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوگا ہو سکتا ہے کہ تمہارے مکتب میں تم سے بہتر کوئی حافظ پیدا ہو جائے اور تمہاری استادی کا جو وقار ہے وہ بھی ختم ہو جائیگا۔ تو امام صاحب نے کہا اچھا یہ بتاؤ اگر

میں علم حدیث پڑھوں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا لوگوں نے کہا علم حدیث کا کیا نتیجہ ہوگا حدیث اگر پڑھو گے تو تم کہیں حدیث پڑھانے کیلئے مدرس بن کر بیٹھو گے اور عمر گزر جائیگی حدیث پڑھاتے پڑھاتے تم بوڑھے ہو جاؤ گے اور جب بوڑھے ہو جاؤ گے تم تمہارا حافظہ جواب دے جائیگا اور اختلال حواس میں مبتلا ہو جاؤ گے اور پھر وہ وقت آ جائیگا کہ تمہارے شاگرد تمہارے اوپر طعن کریں گے کہ دیکھو فلاں روایت کے اندر تم بھول گئے فلاں روایت کو تم نے غلط بیان کر دیا تو اس طرح شاگردوں کے تیروں کا نشانہ بنتے رہو گے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ تو امام صاحب نے کہا کہ اچھا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں علم کلام پڑھوں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا لوگوں نے کہا کہ علم کلام کا نتیجہ کیا نکلے گا یہی نکلے گا کہ آپ علم کلام میں اگر کوئی مقام حاصل کر لیں گے تو یہ ہوگا کہ بہت سی باتیں آپ عقائد کے معاملے میں ایسی کہہ جائیں گے جن پر لوگ آپ کو زندیق کہیں گے تو پھر آپ زندیق کے لقب سے مشہور ہو جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہی نکلے گا امام صاحب نے کہا کہ پھر مجھے اس کی بھی حاجت نہیں پھر پوچھا کہ اگر میں صرف و نحو اور علوم عربیہ ادبیہ میں کمال حاصل کروں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا کسی مدرسے میں آپ مدرس لگ جائیں گے مدرس بن جائیں گے دو تین دینار تمہاری تنخواہ مقرر ہو جائیگی اور پھر ساری عمر اس میں لگے رہو گے اور تمہارا کوئی وقار تو پیدا ہوگا نہیں تو کہنے لگے مجھے اس کی بھی حاجت نہیں پھر میں نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ اگر میں علم فقہ حاصل کروں تو اس کا

نتیجہ کیا ہوگا تو لوگوں نے کہا کہ اگر تم نے علم فقہ حاصل کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ تمہارے پاس آئیں گے تم سے مسائل پوچھیں گے اور بہت سے فتوے لیکر آئیں گے تم فتاوٰی دینے لگو گے مسند افتاء پر بیٹھو گے اور پھر ہوسکتا ہے کہ تم اس میں بہت اونچا اعلیٰ مقام حاصل کرلو گے تو تمہیں منصب قضا بھی مل جائیگا اگر منصب قضا مل گیا تو بہت بڑا وقار ہے۔اس پر امام صاحب نے کہا میرے لیئے تو یہی ٹھیک ہے اور کسی علم کی مجھے حاجت نہیں ہے میں تو فقہ ہی پڑھنا چاہتا ہوں لہٰذا امام صاحب نے کہا اے ابو یوسف میں نے جب یہ سب علوم کو دیکھ لیا اور سب کے نتیجے پر غور کرلیا تو میں نے فقہ کو خوب پڑھا فقہ کو خوب پڑھا تو اب یہ بالکل مسخ شدہ روایت امام صاحب کی طرف منسوب کر دی اور یہ روایت سید احمد طحطاوی نے بھی نقل کر دی بڑا تعجب ہے حالانکہ وہ علماء حنفیہ میں سے ہیں طحطاوی نہیں بلکہ طحاوی کے حوالے سے جو متعصبین ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ ہمارے سامنے بطور الزام اس روایت کو پیش کرتے ہیں تو ہاں تمہارے سید احمد طحطاوی صاحب نے بھی اس روایت کو لے لیا وہ تو بہت بڑے حنفی ہیں اور پھر فتاوٰی ملتقط نے بھی اس روایت کے مضمون کو لکھ دیا تو فتاوٰی ملتقط میں بھی یہ مضمون موجود ہے طحطاوی نے بھی اور درمختار نے بھی ملتقط کا حوالہ دیدیا تو ایسی صورت میں بتاؤ کہ تمہارے امام صاحب کا کیا مقام ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الزام کا جواب

اس کے متعلق میں ذرا سی بات عرض کر دوں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ مسخ شدہ مضمون کی نسبت غلط ہے بالکل غلط ہے اور قطعاً خلاف واقع ہے اور ان کے واقعات نے خود اس کی تردید کر دی آپ کو معلوم ہے کہ پہلی بات تو قرآن کے حفظ کی ہوئی تھی کہ اگر میں قرآن پاک حفظ کروں تو انجام کیا ہوگا آپ مجھے بتائیں امام ابو حنیفہ حافظ قرآن تھے یا نہیں؟ ۔۔۔۔۔۔وہ حافظ قرآن تھے ارے وہ اتنے جید حافظ قرآن تھے کہ رمضان شریف میں ایک قرآن رات میں ختم کرتے تھے اور ایک قرآن دن میں ختم کرتے تھے اور ایک قرآن تراویح میں ختم کرتے تھے کل اکسٹھ ۶۱ قرآن رمضان شریف میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ختم کرتے تھے۔اور بعض روایات میں آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب رات کے نفل پڑھنے کھڑے ہوتے تو ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے تو جو اتنا جید حافظ قرآن ہو کہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لے اس کی طرف یہ روایت کیسے منسوب ہوسکتی ہے خود ان کے حافظ قرآن ہونے نے اس روایت کو باطل قرار دے دیا پھر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اسی مضمون کی ہے جسے شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب ابو حنیفہ میں نقل کیا ہے اور اس میں الفاظ ہیں کہ امام صاحب نے یہ فرمایا کہ میں نے علم حاصل کرنے کا جیسا ارادہ کیا تو پھر میں نے سوچا کہ میں کیا کروں تو فرماتے ہیں کہ میں نے ہر علم کو اپنا نصب العین بنایا ہر علم کو اور ہر علم کو فرداً فرداً میں نے پڑھا اور اس کے بعد میں اس نتیجہ پر

پہنچا کہ میں نے اگر کسی اور فن کو کسی اور علم کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیا اور علم کو بنا لیا اور میں اسی میں منہمک ہوگیا تو میری عمر برباد ہو جائے گی میرا مقام یہ ہے کہ علم تو میں نے سب پڑھ لئے کوئی علم باقی نہیں چھوڑا ہے جسے فرداً فرداً میں نے نہیں پڑھا ہو لیکن اب جس علم کو میں اپنانا چاہتا ہوں اور جس علم کو میں مقصد حیات بنانا چاہتا ہوں جس علم کو ہمیشہ کیلئے اپنا مشغلہ قرار دینا چاہتا ہوں۔ میں منتخب کرنا چاہتا ہوں وہ علم فقہ ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں نے علم فقہ کو اپنا مقصد حیات بنایا اور اس کے اندر انہماک کو اختیار کر لیا تو اگر اس روایت کے مضمون کو سامنے رکھا جائے تو بات کھل کر سامنے آجاتی ہے یہ نہیں کہ امام صاحب نے کوئی علم نہیں پڑھا نحو نہیں پڑھی صرف نہیں پڑھی اور لغت کو نہیں پڑھا اور امام صاحب پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام صاحب نے صرف نحو پڑھی نہیں ان کو آتی نہیں تھی اور اسی وجہ سے ان کا ایک مقولہ نقل کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنی لغت میں بیان کیا

امام صاحب سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ اگر کسی نے کسی کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا تو آپ بتایئے اس کا حکم کیا ہے اس سے قصاص لیا جائیگا؟۔۔۔۔۔۔ تو آپ نے فرمایا ولو رماہ بابا قبیس اس سے قصاص نہیں لیا جائیگا اگر وہ جبل ابو قبیس بھی کسی کے اٹھا کر دے مارے جب بھی قصاص نہیں لیا جائیگا تو لفظ جو انہوں نے بولا وہ یہ تھا ولو رماہ بابا قبیس حالانکہ اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب آپ جانتے ہیں بچے بھی جانتے ہیں کہ حالت جری میں ی کے ساتھ

ہوتا ہے حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت رفعی میں واؤ کیساتھ مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ولو رماہ بابی قبیس نہیں کہا بلکہ کہا کہ ولو رماہ بابا قبیس لیجئے صاحب یہ تو تمہارے امام کو نحو کا علم تھا تو ان کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ مجھے بابی قبیس کہنا ہے یا بابا قبیس کہنا ہے تو یہ امام صاحب پر طعن اور اس روایت کی تقویت کے ضمن میں تو اس روایت کی حقیقت تو میں نے آپ کو بتا دی امام صاحب نے فرمایا میں نے ہر علم کو فرداً فرداً پڑھا اور ہر علم کو اپنا نصب العین بنایا لیکن معظم علم اپنا سوائے فقہ کے کسی کو قرار نہیں دیا جس میں ہمیشہ کیلئے منہمک ہو جاؤں اور وہ انہماک کیلئے اور اپنا مقصد حیات بنانے کیلئے میں نے ایک ہی علم کو منتخب کیا اور وہ علم کیا ہے؟ وہ علم فقہ ہے یہ امام جس کی بات یہ بالکل حق ہے اور اس روایت کا یہ مفہوم صحیح اور سمجھ میں آنے کے قابل ہے

رہا یہ کہ امام صاحب کے بارے میں یہ کہا گیا کہ انہوں نے کہا کہ ولو رماہ بابا قبیس دیکھو یہ، یہ غلط سی بات کہدی ابن خلکان نے حیات الدعیان میں یہ واقعہ بھی نقل کیا امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی کسی کو پتھر مار کر ہلاک کر دے تو کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ولو رماہ بابا قبیس تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے جو بابا قبیس فرمایا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہیں نحو نہیں آتی تھی اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہیں صرف نہیں آتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل کوفہ کی لغت میں اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب خواہ حالت نصبی ہو خواہ حالت رفعی ہو یا حالت جری ہو ہر حالت میں وہ الف

کیساتھ وہ ان کی لغت میں اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب ہے تو اس لئے انہوں نے اپنی لغت
میں فرمایا لغت کوفہ میں فرمایا لغت عراق میں فرمایا کہ ولور ماہ بابا قبیس تو یہ تو ان کی اپنی
لغت ہے جی آپ کو معلوم ہے کچھ عرب کی لغت کے بارے؟ لغت عرب کے قواعد میں تو
اختلاف ہے قبیلہ بنو تمیم کی لغت کچھ اور ہے قبیلہ بنی طی کی لغت کچھ اور ہے اور یہ اختلاف
لغات کی وجہ سے امام صاحب پر اعتراض کرنا تو یہ انتہائی ظلم وستم ہے۔ بہر حال میں نے
آپ کو بتا دیا اگر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوم آلیہ سے بے خبر ہوتے تو میں عرض کرتا
ہوں تو یہ بڑے بڑے علماء جو علم صرف علم نحو اور علوم عربیہ اور علوم ادبیہ کے امام اور بڑے
بڑے ماہرین ہوئے اور حاذقین ہوئے ہیں تو آپ بتائیں انہوں نے کس طرح امام ابو
حنیفہ کی نیابت کو قبول کر لیا کیسے ہو سکتا تھا تو بہر حال ولور ماہ بابا قبیس یہ بہت غلط سی بات
ہے ابن خلکان نے جواب دے دیا کہ یہ انہوں نے اپنی لغت میں بیان کیا ہے۔

کیا تم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استیکسوا افتعلوا کا جواب دے سکتے ہو

اچھا تم نے یہ امام صاحب پر اعتراض تو کر دیا میں اگر ایک بات پوچھ لوں دیکھئے تمہارے
دل میں امام صاحب کا احترام ہو نہ ہو تم خدا کو جواب دو گے اور ہمارے دل میں تمام علماء
امت علماء حق کا احترام ہے اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسی احترام کو لیکر ہم زندہ رہیں
اور علماء ملت علماء امت علماء حق کے اس احترام کو لیکر ہم دنیا سے جائیں ہمارا تو نصب العین
یہی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین ہیں اور بڑے قابل قدر ہیں اور ہر نئی

مسلمان کے دل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عزت اور بڑی عظمت اور بڑا وقار
ہے ایک بات پوچھتا ہوں۔

بخاری شریف کتاب الانبیاء جلد اول میں ایک حدیث وارد کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
نے اور لفظ استیکسوا کا وزن بتاتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وزن بتاتے
ہوئے استیکسوا یہ کیا ہے افتعلوا کے وزن پر اب آپ اندازہ فرمائیں کہ استیکسوا افتعلوا
کے وزن پر ہے بھائی افتعال اور استفعال کا کوئی فرق ہے؟ نہیں ہے استیکسوا تو باب
استفعال سے ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استیکسوا کو افتعلو پر مبنی کر دیا اور یہ کہدیا
کہ استیکسوا جو ہے افتعلو سے ہے سبحان اللہ۔

ہاں اتنی بات آپ کو بتا دوں کہ صحیح بخاری کے بہت سے نسخے ہیں تمام نسخوں میں استیکسوا
افتعلوا بخاری کے سب نسخوں میں یہی لفظ ہے ہاں اصیلی کا ایک نسخہ ہے اس ایک نسخہ میں
افتعلوا کی بجائے استفعلو کا لفظ پایا جاتا ہے اور امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح
الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اکثر نسخ بخاری میں استیکسوا کو افتعلوا کے وزن پر
قرار دیا گیا ہے اور اکثر نسخوں میں افتعلوا کا لفظ آیا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے صحیح تو استفعلو
ہے مگر استفعلو صرف ایک نسخہ میں ہے اور وہ اصیلی کا نسخہ ہے باقی تمام بخاری کے نسخوں
میں وہ افتعلوا ہے تو اب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ولور ماہ بابا قبیس کا اعتراض تو آپ
نے کر دیا حالانکہ ابن خلکان نے اس کا جواب بھی دے دیا لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(اصیلی) (بخاری شریف)

کے استیکسوا اقتعلوا کا کیا آپ جواب دے سکتے ہیں؟ خود ابن حجر بھی جواب نہیں دے سکے انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ اکثر نسخوں میں جو ہے وہ اقتعلوا ہے اور وہ صحیح نہیں ہے، اور امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں تو فرما گئے کہ **هذا من تفسير اليدفي التعريف** یہ بات جو استیکسوا کو اقتعلوا کے وزن پر کہا یہ بات جو کہی گئی ہے ظاہر ہے یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جسے علم صرف بھی نہ آتا ہو میں امام بخاری پر کوئی اعتراض نہیں کرتا میرے دل میں ان کا احترام ہے احترام ہے احترام ہے۔

حلال وحرام کے علم کو علم فقہ کہا جاتا ہے

مگر اے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والو ذرا یہ بھی دیکھو جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اس کے بعد بحث کرنا چاہتا ہوں، کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علوم میں مشغول ہو گئے آپ نے تمام علوم پڑھے ابھی امام صاحب کا مقولہ پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر علم کو میں نے اپنا نصب العین بنایا ہر علم کو مگر علم فقہ کو اپنا مقصد حیات قرار دیا اور آپ کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ علم فقہ تو وہ علم ہے جسے ان آئمہ دین نے اپنا مقصد حیات بنانا تھا۔

قرآن مجید سارا اللہ کا کلام ہے اور قرآن کا ایک ایک حرف اپنے اندر وہ انوار و برکات و سعادات رکھتا ہے لیکن یاد رکھو کہ قران مجید کے وہ انوار وہ برکات وہ سعادات وہ سب موقوف ہیں اس بات پر کہ انسان حلال وحرام کا علم حاصل کرے حلال کو اختیار کرے اور

حرام سے بچے آپ سے پوچھتا ہوں کہ تم کتنی ہی دعائیں کرتے رہو کتنے ہی نوافل پڑھتے رہو لیکن رشوت بھی کھاتے رہو سود بھی کھاتے رہو لوگوں کا حق بھی کھاتے رہو تو میں پوچھتا ہوں وہ آپ کی دعائیں وہ آپ کی التجائیں وہ آپ کی تلاوت وہ آپ کی دعا سحری وہ گریہ زاری وہ کس کام آئیگی میرے دوستو! جب تک حلال وحرام کا علم نہ ہو اور انسان حلال کو اختیار کر کے حرام سے نہ بچے اس کے لئے نہ اخلاقیات سے کوئی فائدہ ہو گا نہ اس کے لئے قرآن کریم کے قصص سے کوئی فائدہ ہوگا نہ اس کیلئے قرآن کریم کے امثال سے کوئی فائدہ ہوگا نہ اس کے لئے قرآن کی کوئی آیت اس کو فائدہ دے سکتی ہے تا وقت کہ حلال وحرام کو وہ نہ جانے اور جب تک کہ وہ حلال کو اختیار نہ کرے اور حرام سے نہ بچے اس وقت تک کوئی نیکی کوئی پاکیزگی کوئی دعا کوئی نماز کوئی روزہ اس کیلئے کارآمد نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان حلال وحرام کے علم کو نہ جانے اور اسی حلال وحرام کے علم کو علم فقہ کہا جاتا ہے۔

میں پوچھتا ہوں آپ سے اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ طلاق بائن اور طلاق رجعی کا فرق ذرا آپ بتا دیں اور کسی حدیث سے یا قرآن سے آپ ذرا بتا دیں تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جو پوچھ رہا ہے طلاق بائن اور طلاق رجعی کا فرق آپ یہ پڑھتے ہیں **لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق** اس آیت سے اس کا جواب ہو گیا؟ بھئی آپ نے قرآن پڑھا مگر اس آیت سے جواب ہو گیا؟ نہیں ہوا معلوم ہوا کہ

(سورۃ فتح آیت)

قرآن سب حق ہے لیکن قرآن کا ایک ایک حرف اپنے مقام پر برکتیں عطا کرتا ہے اپنے محل پرنور عطا کرتا ہے اپنے محل پر روحانیت عطا کرتا ہے مگر پہلے وہ محل تو پیدا کرواور وہ محل حلال وحرام کے علم کے بغیر نہیں حاصل ہوتا اور یہی علم فقہ ہے۔

علم فقہ وہ علم ہے جس کے بغیر کوئی علم مفید نہیں

عزیزان محترم اگر کوئی شخص آپ سے پوچھے کہ بیع صرف کے مسائل ذرا آپ ہمیں بتا دیجئے تو آپ نے پڑھا **قال رسول الله** ﷺ **كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان** کیا اس حدیث سے آپ کو بیع صرف کے مسائل معلوم ہو گئے تو میں عرض کرونگا **كلمتان خفيفتان على اللسان** یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے سنت ہے اس کا ایک ایک لفظ نور ہے مگر اپنے محل پر وہ نور ظاہر ہو گا آپ نے حلال وحرام کا فرق معلوم نہیں کیا حلال وحرام کا علم حاصل نہیں کیا فقہ کو نہیں جانا تو آپ کو قرآن مجید کے اخلاقیات سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا قرآن کے کسی مضمون سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ آپ کو حلال وحرام کا علم نہ ہو حلال کو حاصل نہ کریں اور حرام سے نہ بچیں مختصر یہ کہ علم فقہ وہ علم ہے کہ جس کے بغیر کوئی علم آپ کیلئے مفید نہیں ہو سکتا۔

ہر مسلمان مرد عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے

اے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں **قل هل**

(بخاری شریف)

يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون یہ علوم ہیں اور سرکار ﷺ نے حدیث میں فرمایا کہ **طالب العلم فريضة علىٰ كل مسلم و مسلمة** ہر مسلمان مرد وعورت پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے لیکن قرآن کی یہ آیت جو میں پڑھ رہا ہوں ذرا غور سے سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين** (سورۃ توبہ آیت) اللہ فرماتا ہے سب مسلمان یک دم نہیں جا سکتے فقہ حاصل کرنے کیلئے **فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة** سارے مسلمان علم فقہ حاصل کرنے کیلئے نہیں جا سکتے ! ایسا کیوں نہیں ہوا کہ تمہارے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ علم فقہ حاصل کرنے کیلئے چلا جاتا تا کہ۔۔للہ تعالیٰ نے فقہ کے علم کو کتنی بڑی اہمیت قرار دی کتنا اہم قرار دیا۔ سب سے پہلے فقہ کی تدوین کرنے والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں عرض کرتا ہوں جس زمانے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ کا آغاز فرمایا یہ وہ زمانہ تھا کہ نضر بن سوید عبداللہ بن مبارک وکیع بن جراح بہت بڑے بڑے آئمہ اور علماء متفق ہیں اس بات پر کہ لوگ فقہ کی طرف سے بالکل غافل تھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور ان کا آنا ایسا ہوا کہ جیسے انہوں نے سوتوں کو جگا دیا بڑے بڑے آئمہ حدیث جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کمال عطا فرمایا وکیع بن جراح جیسے لوگ عبداللہ بن مبارک جیسے لوگ اور نضر بن سوید سفیان ثوری جیسے حضرات اللہ اکبر یہ کون لوگ تھے؟ یہ وہ لوگ

(سورۃ زمر آیت 9)

ہیں جن کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقہ عطا فرمائی سفیان ثوری اور ابن عیینہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کے متعلق یہ کہا گیا کہ تفقھوا علی ابی حنیفہ، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں دوزانو ہو کر علم فقہ حاصل کیا اور یہ تمام حضرات یہ سب چالیس مجتہدین کی جماعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قائم فرمائی اور وہ سب تلامذہ ہیں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ان تمام کو فقہ کی تربیت دی اور تمام علوم ان کو پڑھائے پھر فقہ کی تربیت دیکر ان کو اس مقام پر پہنچایا کہ وہ چالیس مجتہدین اس قابل ہو گئے کہ جس قدر مسائل آتے تھے ان تمام مسائل پر پھر بحث ہوتی تھی اس بحث کرنے کیلئے مجتہدین کے طبقات بنائے گئے تھے کہ مثلاً پہلے ایک عام بحث ہوگی عام بحث کے بعد دس مجتہدین بیٹھیں گے تو وہ اس پر خاص طور پر بحث کریں گے اس کے بعد پھر تین آدمی وہ آگے خصوصی بحث کریں گے جب ان کی بحث ختم ہوگی مسائل منقح ہوں گے پھر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق اظہار خیال فرمائیں گے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عام بحث میں بھی شامل ہوتے تھے خاص بحث میں بھی شامل ہوتے تھے مگر آپ خاموش رہتے تھے آپ سنتے رہتے تھے اور بعض اوقات تو ایسا فرماتے تھے کہ ابھی فلانہ شاگرد نہیں آیا ٹھہر جاؤ فلاں مسئلہ پر گفتگو تب ہوگی جب وہ تشریف لے آئیں گے اللہ اکبر کتنا بڑا کام کیا اول من دون الامام ابو حنیفہ سب سے پہلے علم فقہ کی تدوین کرنے والے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 150ھ میں ہوا

اے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کی عظمتوں پر قربان جاؤں بہت بڑا کام کیا آپ نے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتوں پر قربان جاؤں اور ان کی جلالت علمی کو میں سلام کرتا ہوں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتوں کو میں سلام کرتا ہوں مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمتوں کو سلام کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کو فقہ سیکھنی ہے تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے فقہ حاصل کرے انہوں نے جو فقہ اپنے شاگردوں کو دیدی ہے ان سے جا کر فقہ حاصل کریں اور پھر یہ مقام تھا حالانکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی ۱۵۰ھ میں اور جس دن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی وہی دن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کا دن ہے اسی سن اسی دن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں ہوئی ہاں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کیا تھا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو علم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا وہ سب ذخیرہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا اس لئے تمام عمر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ شکر ادا کرتے تھے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور تعریف کیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر (بحوالہ تاریخ بغداد)

یہاں تک کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ

اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ صبح نماز کے وقت دعائے قنوت پڑھتے تھے اور رفع یدین بھی ان کا مسلک ہے تو جب صبح کی نماز امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے متصل امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھی تو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے نہ رفع یدین کیا اور نہ دعائے قنوت پڑھی رفع یدین بھی نہیں کیا دعائے قنوت بھی نہیں پڑھی تو آپ کے شاگردوں نے پوچھا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ حضور یہ کیا ہوا ہمیشہ آپ دعائے قنوت پڑھتے ہیں فجر میں اور رفع یدین کرتے ہیں آج نہ رفع یدین ہوا نہ دعائے قنوت پڑھی کوئی بات ہی نہیں ہوئی تو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس امام جلیل کی بارگاہ میں مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے اجتہاد پر نماز پڑھوں اس امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں مجھے حیاء آتی ہے کہ میں اپنے اجتہاد پر عمل کروں۔

اللہ اکبر حیاء والوں کو حیاء آتی ہے اور جس کے اندر حیاء ہو ہی نہ اس کو حیاء کہاں سے آئیگی تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان کا یہ مقام تھا کہ ان کے وصال کے بعد بھی آئمہ مجتہدین ان کی عظمت وجلالت کا دم بھرتے تھے تو یہ صورت حال تھی۔

تمام آئمہ فقہ کے عقائد اہل سنت کے عقائد تھے

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ کیا تھا۔ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ اگرچہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ مزار میں ہیں اگر میں

(تاریخ بغداد)

اپنے مذہب پر عمل کروں تو مجھے شرم آتی ہے شرم تب آئیگی کہ جب امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ان کے عمل کو مزار شریف میں دیکھتے ہوں اور اگر ان کو خبر ہی نہیں ہے اور وہ مر کر مٹی میں مل
گئے اگر وہ جماد محض ہو گئے تو پھر ان کے رفع یدین کرنے نہ کرنے کا امام صاحب کو کیا علم ہوگا ان کے دعائے قنوت کے پڑھنے نہ پڑھنے کا امام صاحب کو کیا علم ہوگا تو پتہ چلا معلوم ہوا کہ یہ سب آئمہ ھدیٰ ہیں ان سب کے عقائد اہلسنت کے عقائد تھے اور فقہی اختلافات تو رحمت ہے اللہ کی۔

میرے صحابہ رضی اللہ عنہ اور میری امت کا اختلاف تمہارے لیئے رحمت ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ **اختلاف امتی رحمة واختلاف صحابتی رحمة** فرمایا میرے صحابہ کا اختلاف بھی تمہارے لئے رحمت ہے اور میری امت کا اختلاف بھی تمہارے لئے رحمت ہے اس اختلاف میں تمہارے لئے وسعتیں پیدا ہوئیں تمہارے لئے گنجائشیں پیدا ہوئیں اور یہ وسعتیں اور یہ گنجائشیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں ہیں اور اسکی مثالیں احادیث میں بے شمار موجود ہیں قرآن کریم کے اندر بھی اس کی مثالیں موجود ہیں لوگ امام صاحب پر سب سے بڑا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ وہ اہل الرائے تھے ارے اہل الرائے کا کیا مطلب ہے کتاب وسنت کے خلاف کیا وہ اپنی رائے پر عمل کرتے تھے **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

(تفسیر روح المعانی)

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمارے پاس کتاب اللہ ہے جو بات کتاب اللہ میں نہیں ملے گی پھر ہم سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف جائیں گے اور کوئی بات ہمیں سنت رسول اللہ ﷺ میں ملے گی تو پھر ہم اسی پر عمل کریں گے اور اگر ہمیں حضور ﷺ کی حدیث اور سنت میں کوئی بات نہ ملی تو پھر ہم سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھیں گے سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھیں گے اور ہم جو قول بھی اختیار کرینگے وہ کسی نہ کسی صحابی کا عمل ہوگا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہم باہر نہیں نکلیں گے یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اصول ہے ہاں انہوں نے فرمایا تابعین کی بات آئی تو زاحم ناہم ان سے ہم ضرور مزاحمت کریں گے کیونکہ **نحن رجال وهم رجالون** ہم بھی رجال ہیں وہ بھی رجال ہیں ان میں بھی مجتہد ہوں گے ہم میں بھی مجتہد ہیں اس لئے ہم اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کریں گے لیکن جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بات آئیگی تو ہم اپنے اجتہاد سے کوئی بھی بات اختیار نہیں کریں گے صحابہ کے عمل کے دائرے سے باہر نہیں نکلیں گے جو بھی ہم صورت اختیار کریں گے وہ کسی نہ کسی صحابی کا عمل ضرور ہوگا خواہ لوگ اسے اس وقت ضعیف حدیث پر عمل کرنا کیوں نہ کہہ دیں ترمذی اٹھا کر دیکھو اس میں بے شمار حدیثیں امام ترمذی نے روایت کیں اور اس مسئلہ میں صحیح حدیث کوئی وارد بھی نہیں ہے اور امام ترمذی

فرماتے ہیں **علیه عمل اهل العلم** اس ضعیف حدیث پر اہل علم کا عمل ہے اگر مجھ سے پوچھو تو میں یہ کہوں گا کہ ایسے اہل علم کا عمل ہی اس حدیث کے قوی ہونے کی دلیل ہے ایسے اہل علم جس حدیث کو معمول بنالیں اور جس حدیث پر عمل کریں انکا عمل کرنا دلیل ہے کہ وہ حدیث قابل عمل ہے بہر حال امام صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس قسم کے بے جا اعتراضات کہ وہ اہل الرائے ہیں ارے وہ اہل اجتہاد ضرور ہیں اگر اہل اجتہاد کو تم اہل الرائے کہتے ہو تو تمہاری مرضی۔

ارے اجتہاد تو خود قرآن کریم میں بھی اجتہاد کا ذکر موجود ہے انبیاء علیہم السلام سے اجتہاد ہوا داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا یا نہیں؟ کیا ارے سلیمان علیہ السلام نے اجتہاد کیا یا نہیں کیا؟ مجھے بتاؤ موسیٰ علیہ السلام نے اجتہاد فرمایا یا نہیں فرمایا؟ حضرت ہارون علیہ السلام سے اجتہاد ہوا یا نہیں ہوا؟ اگر اجتہاد نہ ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے درمیان وہ اختلافات کیسے پیدا ہوتے اگر یہ اجتہاد نہ ہوتا تو حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ پر تفارت کیسے ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اجتہاد کیا شاید آپ یہ کہیں کہ نبیوں کے اجتہاد کی ضرورت کیا تھی وہاں تو وحی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

ارے انہوں نے اجتہاد بھی اللہ کی مرضی کی بناء پر کیا اگر وہ اجتہاد نہ کرتے تو امت کیلئے اجتہاد کی دلیل کہاں سے پیدا ہوتی تو اس لئے انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد، اجتہاد کی دلیل

(ترمذی شریف)

ہے۔

حضرت داؤد اور سلیمان علیہم السلام کا اجتہاد

میرے دوستو! دیکھو مجھے مسلم کی حدیث یاد آئی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں جلد ثانی کے اندر ایک باب نقل کیا اس باب کا عنوان ہے باب اختلاف المجتہدین یہ عنوان ہے باب کا تو اس باب میں صرف ایک حدیث وارد کی ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ حدیث کیا ہے؟ ۔ وہ حدیث یہ ہے کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے دو بچے تھے ایک عورت کا ایک لڑکا ایک عورت کا ایک لڑکا اتفاق ایسا ہوا کہ بھیڑیا آیا اور ان دونوں بچوں میں سے ایک کو لے گیا دو عورتیں تھیں دو بچے تھے جب بھیڑیا ایک بچے کو لے گیا ایک بچہ باقی رہ گیا تو اب دونوں عورتیں آپس میں جھگڑ پڑیں وہ کہتی تھیں یہ بچہ میرا ہے تیرے بچے کو بھیڑیا لے گیا دوسری کہتی تھی نہیں یہ بچہ میرا ہے تیرے بچے کو بھیڑیا لے گیا اب یہ دونوں عورتوں میں ایک بڑی تھی اور ایک چھوٹی تھی تو جب وہ دونوں عورتیں آئیں داؤد علیہ السلام کی عدالت میں انہوں نے مقدمہ پیش کیا اور کہا حضور اس کا بھی لڑکا تھا میرا بھی لڑکا تھا بھیڑیا آیا ایک لڑکا لے گیا میں کہتی ہوں اس کا لے گیا یہ کہتی ہے میرا لے گیا جو آپ فیصلہ کریں ہم مان لیں گے داؤد علیہ السلام نے فرمایا اچھا یہ لڑکا میں بڑی کو دیتا ہوں فیصلہ کر دیا آپ نے وہ تو بڑی تھی لڑکا لیکر چلی گئی، یہ تو گئی کہ فیصلہ داؤد علیہ السلام نے کیا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھی چلے چلیں وہ شاید کوئی فیصلہ کریں انہوں نے

(صحیح مسلم شریف)

کہا چلو ٹھیک ہے جب یہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں لاؤ بھئی چھری لاؤ انہوں نے کہا چھری کا کیا مطلب؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بچہ ایک ہے اور اس کی مائیں دو بننے کو تیار ہیں یہ بھی کہتی ہے میرا ہے وہ بھی کہتی ہے میرا ہے تو میں اب کیا کروں؟ یہی کر سکتا ہوں اس بچے کو آدھا کر دوں آدھا ایک کو دے دوں آدھا ایک کو دے دوں اب انصاف کا تقاضہ یہی ہو سکتا ہے تو اب چھوٹی بلبلا اٹھی اس نے کہا کہ حضور یہ میرا نہیں ہے آپ اس بچے کو دو ٹکڑے بالکل نہ کریں میرا نہیں ہے اسی کا ہے اس کو دے دیں اور جو بڑی تھی وہ کچھ بھی نہیں بولی اس کے چہرے پر کوئی آثار بھی نمودار نہیں ہوئے وہ ایسی ہی رہی اور چھوٹی تو بلبلا گئی اس نے کہا حضور بچہ اسی کا ہے ہاں بالکل اس کو دو ٹکڑے نہ کریں اس کو دے دیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ اس کا نہیں ہے بچہ تیرا ہے چنانچہ چھوٹی کو دیدیا اب حضرت داؤد علیہ السلام کا اجتہاد یہ تھا کہ انہوں نے بڑی کو دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجتہاد یہ تھا کہ انہوں نے چھوٹی کو دیا اب ایمان سے کہنا یہ فیصلہ جو ہوا اجتہاد پر مبنی ہوا یا نہیں ہوا اجتہاد پر ہوا اگر اجتہاد کوئی غلط چیز ہے تو یہ اعتراض پھر حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی آئیگا حضرت سلیمان پر بھی آئیگا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی باری تو بہت عرصے کے بعد آئیگی کیونکہ وہ حضور کی امت میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں ان تک تو اعتراض چلتے چلتے پرانا ہو جائیگا شاید کہیں راستے میں ختم ہی ہو جائے ہاں یہاں تو بہت دیر سے پہنچے

گا یہ بتاؤ کہ حضرت داؤد پر جو یہ اعتراض آئیگا تو اس کا جواب کیا دو گے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جو یہ اعتراض آئیگا اس کا کیا جواب دو گے۔

میری نیابت میری امت کے علماء کریں گے

معلوم ہوا کہ اجتہاد کو رائے قرار دیکر اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اہل الرائے قرار دیکر مطعون قرار دینا یہ خود اپنے مطعون ہونے کی دلیل ہے اور اجتہاد خود دلیل شرعی ہے بلکہ مجھ سے اگر پوچھو میں تو صاف کہوں گا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں نے دنیا میں نبوت کا اظہار فرما دیا میں مبعوث ہو گیا بس دنیا میں میرے مبعوث ہونے کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور کسی کو نبوت نہیں ملے گی کوئی نبی بنا کر پیدا نہیں کیا جائیگا۔ فرمایا انبیاء بنی اسرائیل کا تو یہ عالم تھا کہ ان کی نیابت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے اور مجھ پر نبوت ختم ہو گئی میری نیابت میری امت کے علماء کریں گے اور وہ علماء کون ہیں وہ مجتہدین ہیں انبیاء علیہم االسلام پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور مجتہد کے قلب پر اللہ تعالیٰ مسائل شرعیہ کا القاء فرماتا ہے ہاں اجتہاد بھی ایک نور ہے سمجھے نبوت بھی نور ہے اجتہاد بھی نور ہے یہ اور بات ہے کہ نبوت ختم ہو گئی مگر اجتہاد ختم نہیں ہوا یہ بات بھی الگ ہے کیونکہ کچھ عرصہ سے اجتہاد کے شرائط نہیں پائے گئے تو لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کے شرائط نہیں ہیں لہٰذا اب کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اجتہاد نبوت کی طرح کوئی ایک منصب ایسا ہے کہ جیسے نبوت ختم ہو گئی اجتہاد بھی ختم ہو گیا اب بھی ایسا ہو سکتا

ہے اللہ قادر ہے کہ ایسے لوگ اب بھی پیدا کر دے بلکہ میں کہوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد بن کر تشریف لائیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا تو وہ بھی اجتہاد فرمائینگے اور امید اللہ کی رحمت سے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو اجتہاد ہوگا وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد سے موافق ہو جائیگا اور عظمت ہوگی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی، حضرت عیسیٰ کا جو اجتہاد ہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہو جائے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عظمت حاصل نہیں وہ تو پہلے ہی معزز ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ عظمت کا مقام حاصل ہو جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد ان کے اجتہاد کے موافق ہو جائے بہرحال اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہے اگر آپ اہل الرائے کا ایک طعن دیکر اور آپ ان حضرات کے اجتہاد کو رد کرنا چاہتے ہیں تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دین کی گاڑی کبھی چل نہیں سکتی اور یہ دین تو وہ ہے جو قیامت تک چلے گا اگر آپ اجتہاد کو بند کرتے ہیں تو دین وہیں بند ہو جائیگا جہاں اجتہاد ختم ہوگا وہاں دین کی گاڑی بند ہو جائے گی۔

تو میں عرض کر رہا تھا ایک تو مجتہد مطلق ہے اس کی بات میں نہیں کر رہا میں کہہ رہا ہوں مطلق اجتہاد ارے وہ اس میں استخراج بھی شامل ہے اس میں استنباط بھی شامل ہے اس میں تخریج بھی شامل ہے اس میں ترتیب بھی شامل ہے اس میں تصحیح بھی شامل ہے اور قواعد موضوعہ آئمہ مجتہدین کی روشنی میں اوران کے منہاج پر پیش آمدہ مسائل کا حل یہ بھی شامل

ہے آج ایسے ایسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک مرتبہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعویٰ کیا کہ تم جو بھی مسئلہ مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا فقہ کا کوئی مسئلہ پوچھو، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے فرمایا حضور میں ایک فقہ کا مسئلہ پوچھتا ہوں آپ مجھے بتائیں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا پوچھتے ہو؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں یہ مسئلہ پوچھتا ہوں کہ ایک عورت کا خاوند جو ہے وہ گم ہو گیا اور پھر کسی نے اس عورت کو اس کی موت کی خبر سنائی جس کا خاوند گم ہوا تو اس عورت نے موت کی خبر سن کر اسے ظن غالب ہو گیا کہ میرا خاوند واقعی مر گیا چنانچہ پھر اس نے نکاح کر لیا اور نکاح کرنے کے بعد دوسرے خاوند کی وہ بیوی ہو گئی اس سے اولاد بھی ہو سکتی ہے وہ جب دوسرے خاوند کی بیوی ہو گئی اس کی اولاد بھی ہو گئی اتفاق سے پہلے والا خاوند پھر واپس آ گیا اب یہ بتائیں وہ عورت پہلے خاوند کی ہے یا اس کی ہے مگر آپ اجتہاد نہیں کر سکتے کیونکہ اجتہاد کے آپ قائل نہیں ہیں حدیث اگر آپ بیان کریں گے تو جھوٹ ہو گی، کیونکہ کسی حدیث میں یہ مسئلہ آیا ہی نہیں اب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے انہوں نے پوچھا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تم کیسا مسئلہ پوچھتے ہو یہ واقعہ کبھی ہوا بھی ہے کہیں ایسا ہوا ہے کہ کسی عورت کا خاوند گم ہو گیا اور پھر کسی نے اس کو خبر دی ہو کہ تیرا خاوند مر گیا اس نے کہا ٹھیک ہے مجھے ظن غالب

حاصل ہو گیا لہٰذا میں نکاح کرتی ہوں عدت گذار کر اس نے نکاح کر لیا اور پھر کچھ عرصے کے بعد اس کا پہلا خاوند واپس آ گیا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بتاؤ ایسا واقعہ ہوا بھی ہے تو امام صاحب نے فرمایا کہ حضور ہم تو مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے مصیبت کو دفع کرتے ہیں مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے مصیبت کو دفع کرنیکی کوشش کرتے ہیں اب اگر آپ نے اجتہاد سے جواب دیا تو آپ تو رائے کو مانتے نہیں ہیں آپ مجھے اہل الرائے قرار دیکر مطعون کرتے ہیں اور اگر آپ حدیث سے جواب دیں گے وہ روایت غلط ہو گی کیونکہ کسی حدیث میں یہ مسئلہ آیا ہی نہیں ہے اس پر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو خاموش ہو گئے فرمایا کوئی اور بات کرو پھر انہوں نے کہا کہ اچھا چلو کوئی تفسیر کی بات پوچھو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے فرمایا اچھا حضور میں ایک تفسیر کی بات پوچھتا ہوں قرآن کی آپ یہ بتایئے کہ حضرت آصف بن برخیا جو تھے جن کیلئے قرآن میں آیا ہے **قال الذی عندہ علم من الکتٰب** یہ کون تھے آصف بن برخیا انہوں نے کہا یہ آصف بن برخیا کون تھے یہ سلیمان علیہ السلام کے قاصد تھے آپ نے پوچھا آپ یہ بتایئے کہ آصف بن برخیا نے کہا **انا اٰتیك بہ** کس بناء پر کہا؟ قتادہ نے کہا انہیں اسم اعظم آتا تھا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا یہ بتایئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسم اعظم کا علم تھا یا نہیں تھا بھئی آصف بن برخیا کو تو اسم اعظم کا علم تھا آپ یہ بتائیں کہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اسم اعظم کا علم تھا یا

(سورۃ نمل آیت 40)

نہیں تھا؟ تو اب جناب وہ سوچ میں پڑے مگر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ نہیں تھا حضرت
سلیمان علیہ السلام کو اسم اعظم کا علم نہیں تھا امام صاحب نے فرمایا کہ بھلا آپ خود ہی
سوچیں کہ نبی کے زمانے میں کوئی ایسا شخص بھی ہوسکتا ہے کہ جو نبی بھی نہ ہو اور اس کا علم نبی
سے زیادہ ہو اسم اعظم کا علم غیر نبی کو تو ہے مگر نبی کو علم ہی نہیں ہے تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ نبی
کے زمانے میں غیر نبی کو ایسی بات کا علم ہو جو نبی کو اس کا علم ہی نہیں ہے تو حضرت قتادہ
رضی اللہ عنہ پھر خاموش ہوگئے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور تمام مجتہدین کا دامن پاک ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پر لوگوں نے بہت بڑے بڑے الزامات
لگائے اور اہل الرائے کہا ارے رائے سے مراد اگر یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف تو
خدا کی قسم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور اہل حق عالم کا دامن پاک ہے تمام مجتہدین کا دامن
پاک ہے نہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اہل الرائے ہیں نہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اہل
الرائے ہیں نہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اہل الرائے ہیں امام احمد بن حنبل رحمتہ
اللہ علیہ کے سامنے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہوجاتے تھے اور بڑی دعائیں کرتے تھے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تحمل پر
ان کی اذیتیں جھیلنے پر ان کی مصیبت برداشت کرنے پر بڑی تعریف کرتے تھے ان کیلئے
دعائیں کرتے تھے اور ترحم فرمایا کرتے تھے اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا تو حال یہ تھا کہ

امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے لوگ کہ کیسا پایا امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو تو امام
مالک فرماتے تھے کہ اگر یہ جو مٹی کا ستون ہے اگر امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ یہ چاہیں کہ میں
اسے سونے کا ثابت کردوں تو واقعی کرکے دکھادیں گے یہ ان کے قوت استدلال کا عالم
تھا اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ وہ تو میں نے آپ کو بتادیا کہ لوگوں کو ہمیشہ فرماتے رہے
الناس فی الفقہ عیالون علی ابی حنیفہ فقہ میں اگر کوئی دسترس حاصل کرنا چاہتا ہے سمجھ لے کہ
وہ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا محتاج ہے ان کے عیال میں داخل ہو اس کے شاگردوں سے علم
حاصل کرے ان کی فقہ پڑھے ان کے اصول کو دیکھے۔

کوفہ عالم اسلام کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی

بہر حال عرض یہ کر رہا تھا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا علوم قرآن کو سینہ میں لیا
علوم حدیث کو سینہ میں لیا اجماع امت کا علم سینہ میں لیا تمام اعمال صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین اور قضایا علی کے قضایا عمر کے قضایا ابوبکر کے اور تمام صحابہ کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قضایا کا علم حاصل کیا اہل مدینہ کا تعامل حاصل کیا اور اہل مکہ کا
تعامل حاصل کیا خدا کی قسم کوفہ ایسا مقام تھا عالم اسلام کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی اور
بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ، سینکڑوں سے زیادہ صحابہ کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کوفہ کے اندر تابعین کوفہ کے اندر مجتہدین کوفہ کے اندر محدثین کوفہ کے
اندر ہر علم وفضل کا جو ماہر تھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تابعین اور اتباع

تابعین تک وہ سب کوفے کے اندر تھے کوفہ کیا تھا ایک ایسا مقام تھا کہ ہر طرف سے عالم
اسلام کے تمام علماء فضلاء مجتہدین محدثین فقہاء ادباء اور اہل علم سب سمٹ کر کوفہ کے اندر
آگئے تھے اور خدا کی قسم اہل مدینہ کا علم کوفہ والوں کو تھا اہل مکہ کا تعامل کوفہ والوں کے پاس
تھا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذاہب اور صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلافات اور قضایا سب کا علم کوفہ کے اندر موجود تھا اور اے امام
ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ آپ نے اپنے سینہ میں سبھی کچھ لے لیا کیونکہ آپ نے ابراہیم نخعی
کیونکہ آپ تو حماد کے شاگرد ہیں اور کتنے متفقہ تھے ابراہیم نخعی سے کوئی پوچھے وہ ان کے
استاد ہیں اور ابراہیم نخعی کیسے تھے اللہ اکبر میں کچھ بیان نہیں کرسکتا عزیزان محترم یہ علقمہ
بن قیس سے کوئی پوچھے اسود بن یزید سے کوئی پوچھے اور اس زمانے کے فقہا اور علماء سے
کوئی پوچھے کہا ابراہیم نخعی بلکہ یہ دیکھو تمام بخاری کو دیکھو مسلم کو دیکھو تمام صحاح ستہ کو دیکھو
تمام احادیث کو دیکھو ابراہیم نخعی آفتاب ہیں علم حدیث کے آفتاب ہیں علم روایت کے اور
خدا کی قسم ماہتاب ہیں علم فقہ کے رہا یہ کہ ان کے اقوال میں اختلاف ہے وہ اختلاف کے
متعلق تو ابھی کہہ چکا ہوں کہ اختلاف امتی رحمتہ اگر امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ، امام محمد
رحمتہ اللہ علیہ، امام زفر رحمتہ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے شاگردوں کا امام ابوحنیفہ
رحمتہ اللہ علیہ سے اختلاف ہے تو وہ بھی اختلاف میں مانتا ہوں لیکن اتنی بات میں آپ کو بتا
دینا چاہتا ہوں کہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی قول ہو امام محمد کا کوئی قول ہو امام زفر کا

کوئی قول ہو وہ جو قول کرتے تھے وہ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے اصول کو اختیار کر کے
اور اس کی روشنی میں وہ قول کرتے تھے۔ اب اختلاف کیوں ہوتا تھا وہ اختلاف اس لئے
ہوتا تھا کہ وہ مجتہد مطلق تو نہ تھے مگر مجتہد فی المذہب تھے اور جہاں اجتہاد ہوگا
وہاں اختلاف ہوگا اور اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے جس سے آپ گھبرائیں چنانچہ میں
آپ کو بتاؤں اختلاف سے وسعت ہوتی ہے اختلاف سے گنجائش پیدا ہوتی ہے اختلاف
سے راہیں کھلتی ہیں اختلاف آسانی کا موجب بنتا ہے اور پھر آپ ذرا دیکھیں میں نے
قرآن کے بھی حوالے دیئے حدیث کے بھی حوالے دیئے اور پھر آپ کو ایک حدیث اور
بتاتا ہوں اور پھر اس کے بعد یہ کہوں گا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کی عظمتوں کو
سلام آپ نے کتاب وسنت اجماع امت اور عمل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
اختلافات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قضایا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اور ان تمام کا علم حاصل کر کے آپ نے کیا کیا؟ ابتدا سے لیکر انتہا تک فقہ کے وہ
سب مسائل مدون اور مرتب کردیئے بے شک امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ ہے بے شک
امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ ہے بے شک امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ ہے
ہمارے سر آنکھوں پر امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ کی بھی فقہ ہے اور بہت سے علماء اور فقہا کی
فقہ ہے مگر امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ ایسی مدون نہیں ہے جیسی امام احمد بن حنبل رحمتہ
اللہ علیہ کی فقہ مدون ہے اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ اس طرح مدون نہیں ہوئی

جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ مدون ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ مدون ہے مگر خدا کی قسم فقہ حنفی کی طرح کسی امام کی فقہ مدون نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء سے انتہا تک انسان کی زندگی میں حلال وحرام احکام شرعیہ سے جتنے مسائل پیش آتے ہیں ہر ہر مسئلہ کا استنباط امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصول کی روشنی میں اور معانی اجتہاد کی روشنی میں ان کے قواعد مضوعہ کی روشنی میں ان کے قواعد کی روشنی میں تمام مسائل فقہ مستنبط ہوئے اور یوں کہو حلال وحرام کا اور احکام شرعیہ کا پورا ڈھانچہ بن کر تیار ہوگیا اور اس کا خلاصہ قرآن ہے اس کا مخرج حدیث ہے اور کتاب وسنت اور تعامل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تعامل اہل بیت ان تمام کو مخرج قرار دے کر اور مخزن قرار دے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فقہ کو مدون کیا اور ایسی فقہ مدون کی کہ مہد سے لے کر لحد تک کوئی مرحلہ ایسا نہیں اور قیامت تک کوئی مسئلہ کوئی حادثہ کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آسکتا جس کا جواب فقہ حنفی کے اندر اور اصول حنفی کے اندر موجود نہ ہو اس لئے میں کہتا ہوں سب سے اکمل فقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے تو سینکڑوں نہیں ہزاروں برس تک معمول بہ رہی اور آج بھی معمول بہ ہے معمول بہ ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے، یہ اور بات ہے کہ کوئی مسلمان حکومت حنفی ہونے کے باوجود بھی فقہ حنفی کو نہ اپنائے تو پھر اس کی جوابدہی اس کے ذمہ ہوگی میرے ذمہ نہیں ہے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فقہ حنفی تمام امت مسلمہ کے مزاجوں کے مطابق ہے اور میں فقہ شافعی کو

بھی جھک کر سلام کرتا ہوں اور فقہ مالکی کو بھی جھک کر سلام کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں ان کے اقوال قابل قدر ہیں زریں اقوال ہیں لیکن اس کے باجود فقہ حنفی کا جواب نہ مجھے یہاں ملتا ہے نہ مجھے وہاں ملتا ہے فقہ حنفی کی مثال نہ مجھ کو شرق میں ملتی نہ مجھ کو غرب میں ملتی ہے نہ اندلس میں ملتی ہے نہ مصر میں ملتی ہے نہ ہند میں ملتی ہے نہ عرب وعجم کے کسی گوشہ میں ملتی ہے اگر ملتی ہے تو انہی حضرات میں ملتی ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سینے سے علوم فقہ کو لیکر اس کو پھر آگے چلایا اور آج علوم فقہ کا جتنا ذخیرہ فقہ حنفی میں موجود ہے اور موجود رہا اور موجود رہیگا میں دنیا کی کسی فقہ کے بارے میں کسی قانون کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ کوئی اس کی مثال پیش کرسکے بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا اب رہا تقلید کا مسئلہ بھئی بات تو بہت دور چلی گئی میں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بھی بیان نہیں کرسکا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کا عالم یہ تھا

آپ کے تقویٰ کا عالم یہ تھا کوفہ میں ایک بکری گم ہوگئی جب امام صاحب کو پتہ چلا کہ کسی کی بکری گم گئی آپ نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا اور اس خیال سے شاید وہی مسروقہ بکری ذبح ہوکر آ گئی ہو اسی کا گوشت ہو حالانکہ اگر ایسا ہوتا بھی تو وہ حرام نہیں تھا مگر کمال تقویٰ اور کمال ورع کا تقاضہ امام ابوحنیفہ نے پورا کیا یہاں تک کہ آپ نے لوگوں سے پوچھا امام صاحب نے کہ یہ بتاؤ بکری کی طبعی عمر کتنی ہوتی ہے طبعاً بکری کتنے عرصہ تک

(مناقب امام ابوحنیفہؒ)

زندہ رہتی ہے تو لوگوں نے بتایا کہ بکری کی طبعی عمر زیادہ سے زیادہ ۷ برس ہوتی ہے تو
سات برس تک امام صاحب نے بکری کا گوشت نہیں کھایا جب سات برس گذر چکے تو پھر
یہ ظن غالب ہوا کہ اب تو اس کی عمر طبعی کا زمانہ گذر گیا لہٰذا اب بکری کا گوشت
کھائیں (مناقب امام ابوحنیفہؒ)

ایک مرتبہ آپ نے جاریہ خریدنا چاہی تو تیس برس تک تردد میں رہے کہ میں کیسی جاریہ کو
خریدوں اور کس طریقہ سے خریدوں اللہ اکبر تیس سال اسی تردد میں گذر گئے کمال احتیاط
کمال ورع کمال تقویٰ کا تقاضہ اللہ اکبر (مناقب امام ابوحنیفہؒ)

ایک مرتبہ آپ نے اپنے کارندوں کو کپڑے دیکر بھیجا کیونکہ آپ کپڑے کی تجارت کرتے
تھے ریشم کی ریشمی سبحان اللہ ایک کپڑے میں اتفاق سے عیب تھا تو آپ کے کارندے
فروخت کر کے آگئے آپ نے پوچھا کہ تم نے کپڑے کا عیب بتایا تھا خریداروں کو، انہوں
نے کہا حضور ہم تو بھول گئے ارے جب تم بھول گئے تم نے ایسا عیب دار کپڑا بیچ دیا اس
سے پیسے لے لئے تو بتاؤ وہ کپڑا کس کے ہاتھ تم نے بیچا کارندوں نے کہا حضور وہ تو بہت
سے لوگوں کے ہاتھ بیچا اب یہ پتہ نہیں کہ وہ کپڑا کس کے ہاتھ بیچا یہ تو ہمیں معلوم نہیں
فرمایا اچھا پتہ کروانہیں پتہ ہوسکا پتہ چل ہی نہیں سکا آپ نے فیصلہ کیا کہ اچھا جب مشتری
کا پتہ نہیں چلتا تو یہ تمام مال میں فقراء اور مساکین کو دیتا ہوں یہ نہیں کہ وہ مال حرام تھا
معاذ اللہ بلکہ کمال تقویٰ کمال احتیاط کا تقاضہ تھا (مناقب امام ابوحنیفہؒ) آپ کا یہ حال تو

(مناقب امام ابوحنیفہؒ)

آپ سن ہی چکے ہیں کہ چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ایک مرتبہ مجھ
سے کسی نے پوچھا کہ یہ چالیس برس تک تہجد کی نماز کہاں گئی تمہارے امام صاحب کی؟
کیونکہ تہجد کا وقت تو تبھی ہوتا ہے کہ جب عشاء کی نماز پڑھ کر کوئی سو جائے اور پھر سونے
کے بعد اٹھے تو پھر تہجد کا وقت ہوتا ہے تو وہ تو سوئے نہیں تو تہجد کا وقت ہی نہیں آیا تو تہجد
پڑھی نہیں تو تمہارے امام چالیس برس تک تہجد سے محروم رہے کسی نے یہ مجھ سے سوال
کیا؟

ایک اعتراض کا جواب

میں نے کہا کس قدر افسوس کا مقام ہے میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کوئی ایسا شخص جو
ساری رات آہ و بکا کرتا رہے غم میں خوف میں خطرے میں رنج میں اور گریہ وزاری میں
اس کی ساری رات گزر جائے اس کو نیند نہ آئے وہ چاہتا ہے کہ نیند آئے مگر نیند نہیں آتی
اب بولو وہ تہجد بھی پڑھنا چاہتا ہے وہ تہجد کیسے پڑھے گا تم مجھے بتاؤ کیسے پڑھے گا سونا چاہتا
ہے مگر نیند آتی نہیں وہ گریہ میں ہے آہ و بکا میں ہے خوف میں ہے خشیت میں ہے میں کہتا
ہوں اے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عظمتوں کو سلام کرتا ہوں آپ کی شخصیت وہ تھی
کہ وہ چالیس برس کی راتیں کہ جن راتوں میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے خدا
کی قسم اس شخص سے زیادہ آپ کا دل خوف اور خشیت سے بھرا ہوا ہوتا تھا اور اس شخص
سے زیادہ آپ خدا کے خوف کی وجہ سے گریہ زاری میں مشغول رہتے تھے اس طرح کہ وہ

ایک رات تکلیف میں گذارنے اور ایک رات گریہ زاری میں گذارنے والا سونا چاہتا
ہے نہیں سوسکتا اور تہجد بھی
پڑھنا چاہتا ہے اس ایک شخص کی آہ وبکا اور رنج وحزن سے زیادہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی
اللہ عنہ کی چالیس برس کی راتیں اسی حال میں گذرتی تھیں۔ آخر بولا تم اسے تارک تہجد کہو
گے؟ اگر وہ ترک تہجد نہیں ہے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کیسے تارک تہجد ہوسکتے ہیں
بہر حال تفصیل کا وقت نہیں ہے میں بتا رہا تھا۔

تقلید شخصی کا جواز

میں عرض کر رہا تھا لوگ کہتے ہیں کہ بھئی ایک امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کیوں کرتے
ہو بھئی جب سارے امام حق پر ہیں تو جس کا مسئلہ چاہو اختیار کرلو یہ کیا کہ ایک امام کی تقلید
کرو! بھئی دیکھو یہ ٹھیک ہے میں تو ہر امام کو حق پر مانتا ہوں حق پر مانتا ہوں حق پر مانتا ہوں
اور یہ میرا مسلک ہے کہ جب کسی امام نے کوئی اجتہاد کیا تو اس کے حق میں اس مجتہد کے
حق اس کا اجتہاد حق قرار پایا وہ حق حق اضافی ہے اور جو حق حقیقی ہو وہ تو متعذر نہیں ہوا کرتا
اسی اعتبار سے میں ہر مجتہد کو حق پر مانتا ہوں لیکن میں کیا کہوں آپ سے بھی دین کے
مسائل کسی اصل اور ضابطے پر مبنی ہوتے ہیں ہر قانون کسی ضابطہ پر مبنی ہوتا ہے یہ بتایئے
جب حج کرنے جاتے ہیں تو ابتداء کے تین پھیروں میں رمل کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو
؟ رمل کرتے ہو یہ مونڈھوں کو ہلاتے ہو پہلوانوں کی طرح آخر کیوں وجہ کیا تھی؟ میرے

آقا ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فرمایا تھا کہ یہ دشمن کہیں گے کہ
مدینے سے یہ کمزور ہو کر آئے ہیں ذرا ان کو دکھاؤ پہلوانوں کی طرح مونڈھے ہلا کر چلو
تا کہ ان پر رعب پڑے پتہ چلے کہ کمزور ہو کر نہیں آئے پہلوانوں کی طرح طاقتور ہو کر
آئے ہیں یہ ٹھیک ہے ناں؟
آپ مجھے بتائیں کہ چودہ سو برس گذر گئے اب وہاں وہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کمزوری کی حالت میں دیکھنے والا کوئی مشرک باقی ہے؟ ارے
بھائی کہیں نہیں ہے لیکن ایمان سے کہنا وہ مونڈھے آپ کو بھی ہلانے پڑتے ہیں کہ نہیں
ہلانے پڑتے؟ ہلانے پڑتے ہیں معلوم ہوا کہ شرع کے احکام تو اصول پر مبنی ہوتے ہیں
ایک علت ہوتی ہے ایک حکمت ہوتی ہے یہ ٹھیک ہے علت نہ ہو تو معلول نہیں ہوتا جو حکم
علت پر ظاہر ہو جب علت نہیں ہوگی تو حکم نہیں ہوگا لیکن حکم ہمیشہ علت پر نہیں ہوتا حکمت پر
بھی ہوتا ہے اور حکمت ایسی چیز نہیں ہے جو ختم ہو جائے جو فعل ہو جائے یا کبھی نہ ہو یہ حکمت
وعلت کے فرق کو بھی نہیں سمجھتے بس اعتراض ٹھوکتے چلے جا رہے ہیں ارے میں کیا کہوں
آپ سے ارے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کتنے اونچے تھے کتنے اونچے تھے کتنے اونچے تھے
میرے دوستو! ہمارے وہم وگمان کی وہاں رسائی نہیں جہاں امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ
تھے۔

تقلید کی حکمت کیا ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور سرور عالم تاجدار مدنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ان سب
حضرات کو فضل و کرم سے نوازا بات تقلید کی چل رہی تھی میں نے کہا بھئی ہر بات ایک
اصول پر مبنی ہوتی ہے تقلید کی حکمت آپ جانتے ہیں تقلید کی حکمت کیا ہے؟ تقلید کی حکمت
یہ ہے کہ اگر لوگوں کو یہ اجازت دیدی جائے کہ تم جس امام کے مسئلہ پر چاہو عمل کرلو مگر
تقلید کسی کی نہ کرو چاروں امام جس کے مسئلہ پر چاہو عمل کرلو تمہیں اجازت ہے اگر یہ
لوگوں کو کہہ دیا جائے کہ تم چاروں اماموں کے مسئلہ پر چاہو عمل کرلو تو میرے پیارے
دوستو ایک دور تو ایسا تھا کہ لوگوں میں للہیت تھی خدا ترسی تھی رضائے الٰہی کی طرف اور خدا
کا خوف ان کے پیش نظر تھا وہ جس عالم سے جو بات پوچھ کر عمل کرتے تھے ان کے نفس کا
شائبہ اس میں شامل نہیں ہوتا تھا فقط رضاء الٰہی کی خاطر ایسا کرتے تھے اسی لئے چوتھی
صدی تک لوگ کسی ایک مجتہد کی تقلید پر جمع بھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس کی ضرورت پیش
نہیں آئی تھی لیکن جب دور آگے بڑھا لوگ نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے بس میں ختم
کرتا ہوں معاف فرمائیں میں تو خود بیمار آدمی ہوں میں تو اتنی لمبی تقریر کر بھی نہیں سکتا۔

تو حضور والا میں عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ دور ایسا تھا اگر کسی نے مسئلہ پوچھا کسی عالم سے تو
خدا کے خوف کی بنیاد پر ان کو عالم دین سمجھ کر عمل کر لیا۔ خدا ترسی اور رضا الٰہی کے سواء
اور کوئی مقصد نہ ہوتا تھا اللہ اکبر مگر اب حال کیا ہے اب حال یہ ہے میں ملتان کی حالت
بتاؤں ہمارے حقانی جس کو تو یہاں کا حال معلوم ہوگا حال یہ ہے کہ لوگ بیک وقت تین

طلاق عورت کو دیدیتے ہیں کہتے ہیں طلاق طلاق طلاق تو اب احناف کا مسلک یہ ہے کہ
تین طلاق بیک وقت دیدیں تو اس کے بعد وہ عورت مغلظہ ہوگئی تو اب وہ حلالہ کے بغیر
پھر وہ دوبارہ اس زوج کیلئے حلال نہیں ہوسکتی تو جناب عالی ہم ان کو یہ مسئلہ بتاتے ہیں
حالانکہ بڑے پرانے حنفی ہیں سنی صلوٰۃ وسلام کہنے والے فاتحہ کرنے والے گیارھویں
کھانے والے مگر جب طلاق کا مسئلہ آیا ہم نے مسئلہ بتایا کہنے لگے نہیں صاحب وہ فلاں
غیر مقلد مولانا کہتے ہیں کوئی نہیں ایک ہی طلاق ہے رجوع کرلو ارے بھائی میں نے کہا تم
حنفی ہو کون ہو کہنے لگے آخر وہ بھی تو عالم ہیں نتیجہ کیا نکلا؟ یہ نکلا ہمارے فتویٰ پر عمل نہیں کیا
ان سے فتویٰ لکھوا کر اور جناب عالی اپنا کام چالو رکھا یہ حال ہے۔

اب آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تقلید کا مسئلہ اہمیت نہیں رکھتا اس دور میں میں کہتا ہوں کہ
اگر لوگوں کو اجازت دے دی جائے کہ جس عالم سے مرضی تم مسئلہ چاہو خواہ شافعی ہو مالکی
ہو حنفی ہو تو تم اس پر عمل کرلو تو نتیجہ کیا ہوگا ہر امام کے مذہب کا وہی فتویٰ لیں گے جن پر ان
کا نفس امارہ راضی ہوگا جو ان کی نفسانی خواہشات کیلئے تکمیل کا باعث ہوگا جو ان کے معاذ
اللہ نفسانی تقاضوں کو تکمیل کا سبب بنے گا وہ ویسا ہی کریں گے۔

میرے دوستوں عزیزو یہ بات غلط ہے اس لئے کہ جب ہم نے کسی ایک امام کے ایک
مسئلہ کو یہ سمجھا کہ ظن غالب ہے کہ وہ اس میں حق بات کہہ رہا ہے تو پھر دوسرے مسئلہ میں
ناحق کی بدگمانی کرنا یہ بالکل بے دلیل ہوگی لہٰذا ان کے تمام مسائل کو ظن غالب کی بناء پر

حق ہی جانیں گے اور جب حق جان لیا تو پھر حق سے اعراض کرنا یہ تو بڑی غلط بات ہوگی لہٰذا ہمیں ایک ہی امام کی تقلید کرنا ہوگی یہ تقلید اس لئے نہیں میں کر رہا کہ وہ تقلید اس بناء پر ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن وحدیث میں حکم دیا ہے کہ ایک امام کے سواء کسی دوسرے امام کی تقلید نہ کرو بلکہ اس لئے کہ قرآن یہ کہتا ہے **ارئیت من اتخذ الٰھه ھواه** میرے محبوب ﷺ آپ نے اسے دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا تو جدھر اس کا نفس کہتا ہے ادھر ہی وہ جاتا ہے اس سے بچانا ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں جب تک ایک امام کی تقلید نہ ہو بہرحال چند مسائل تھے میں کسی مسئلہ پر سیر حاصل بحث نہیں کر سکا اور مجھے افسوس ہے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکا ورنہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عظمت پناہ تو بہت بلند ہے بہت اونچی ہے بہت اونچی ہے میں نے اس کانفرنس کیلئے مقالہ لکھنا شروع کیا تھا مگر وہ درمیان میں نا تمام رہ گیا ان شاء اللہ جا کر اسے پورا کروں گا اور مولانا حقانی کو بھیج دوں گا۔

میں آپ حضرات کا بڑا ممنون ہوں آپ نے اتنی دیر تک بیٹھ کر میری تقریر سنی اور میری تقریر ہی کیا ہے میں کیا ہوں اور میں آپ سے دعا کا خواستگار ہوں آپ یہ دعا کریں قرآن پاک کا ترجمہ تو الحمد للہ مکمل ہوگیا وہ حاشیہ بھی ہوگیا ہے جو باقی ہے وہ بھی اللہ پورا کردیگا اور میری زندگی میں چھپ جائے اور اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کردے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں اور ہاں اتنی بات میں ضرور کہتا ہوں کہ بھئی فقہ حنفی کے سواء اور کوئی

(سورۃ فرقان آیت 43)

قانون پاکستان کے مسلمانوں کے مزاج کے موافق نہیں ہے تو میں پہلے سے یہ کہتا ہوں اب بھی یہی کہتا ہوں بعض لوگ تو کچھ اور کہہ رہے ہیں کوئی ایک ڈاکٹر صاحب ہیں کیا نام ہے اسرار خدا کو معلوم اس نے یہ کہا یا نہیں کہا میں اس کی طرف منسوب نہیں کرتا مگر اخبار میں پڑھ کر میں بڑا حیران ہوا اس شخص نے یہ لکھا اخبار میں کہ جب پردے کا حکم نہ دیا جائے اس وقت تک رجم کی یا کوڑوں کی سزا دینا ظلم ہوگا اللہ اللہ۔

میرے دوستو اگر اسلامی حدود کو قائم کرنا ہی ظلم ہے تو اس سرزمین میں اسلامی نظام کا نافذ ہونا پھر آپ بتائیں اس کا تصور ہی آپ ذہن سے نکال دیجئے جب ایسے ایسے لوگ آپ کے ملک میں پیدا ہوگئے میں بڑا افسوس کرتا ہوں یہی لوگ اسلامی نظام کی راہ میں حائل ہیں اور نہیں چاہتے کہ اسلامی نظام رائج ہو اللہ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں اسلامی نظام رائج فرمائے بے شک تمام آئمہ کی فقہ حق ہے لیکن پاکستان کے مسلمانوں کے مزاج کے موافق فقہ حنفی ہی ہے اس لئے ہم اسی کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

باب نمبر 7

مقام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(خطاب دلنواز، محقق دوراں ضیغم اسلام

علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ صفحہ 11,12 جلد

35 شمارہ 8 اگست 1993 گوجرانوالہ

دھنک

صفحہ نمبر

محترم سنی حضرات صفر کے مہینے کے آخری ایام اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں پورے ملک میں یورپ کے تمام ممالک میں ایشیاء کے تمام ممالک میں امریکہ برطانیہ اور دیگر مختلف ممالک میں آپ کا عرس منایا جاتا ہے آپ کا یوم وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ہے اور یہی عرس کا دن مقرر رہوا۔

عزیزان محترم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے، ان کا علم، ان کی قابلیت، ان کا تقویٰ ان کی ذہانت، کسی ایک پر بھی گفتگو کی جائے تو ختم نہ ہو، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے تمام علوم پر حاوی تھے، علوم عقلیہ ہوں یا نقلیہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام علوم آپ کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کی انتہا نہیں آپ کی کتابوں کو پڑھا جائے اور بالخصوص فتاویٰ رضویہ کو ہمارے مدارس میں پڑھا دیا جائے تو ایسے ایسے عالم نکلیں گے کہ ان کا کوئی جواب نہیں ہوگا کیونکہ خود ''فتاویٰ رضویہ،، کئی علوم کا خزینہ ہے

دوقومی نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تو شمشیر عریاں تھی، آپ حق کی تلوار تھے، کوئی بھی باطل آپ کے سامنے آتا آپ کی شمشیر خارا شگاف سے دو ٹکڑے ہو جاتا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کی چال کامیاب نہ ہونے دی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی انگریزوں کی غلامی کے بندھن کو توڑنے کیلئے سب سے پہلے دوقومی نظریہ پیش کیا اس لئے

کہ اس وقت لوگ ''ہندو مسلم بھائی بھائی،، کے نعرے لگا رہے تھے اور یہ ایک ایسی تحریک تھی کہ اچھے اچھے حضرات وافراد اس تحریک کے دھارے میں سیلاب کی طرح بہہ گئے تھے اور اعلیٰ حضرت نے کسی کو معاف نہیں کیا اور ہر ایک پر مواخذہ کیا اور فرمایا ''ہندو مسلم بھائی بھائی،، کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کافر ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ وہ مشرک ہیں اور ہم موحد ہیں کیسے ایک مشرک کافر، مسلمان موحد کا بھائی ہو سکتا ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں سیاسی بصیرت عظیم تھی، پاکستان کے بانیوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی صف اول میں ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوقومی نظریہ کو بنیاد قرار دیکر پاکستان کیلئے اساس فراہم کر دی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو بتا دیا کہ تم اہل حق ہو، اہل باطل کے ساتھ تمہارا گذارہ نہیں ہو سکتا، حق حق ہے اور باطل باطل ہے اللہ تعالیٰ نے قانون مقرر فرما دیا ''اے لوگو! اللہ ایمان والوں کو اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم ہو، یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے،، مومن اور کافر پاک اور ناپاک مخلوط رہیں یہ مخلوط رہنا اللہ تعالیٰ کا قانون نہیں ہے یہ خدا کے قانون کے خلاف ہے ''حتی یمیز الخبیث من الطیب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ خبیث کو طیب سے جدا کیا اور باطل کو حق سے جدا کیا اور دنیا کو بتایا کہ یہ حق ہے اسے قبول کر لو اور یہ باطل ہے اس کو رد کر دو اس لئے ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کر ہی نہیں سکتے۔

(سورۃ آل عمران آیت 179)

ترجمۃ القرآن کنز الایمان۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کا ایسا شاہکار ترجمہ لکھا جو اہل علم اور اہل قدر کو تمام تفاسیر سے مستغنی کر دینے والا ہے اور پھر آپ نے تمام مسائل میں حق کو واضع فرمایا اور خاص طور پر عقائد اہل سنت کو غیر عقائد اہل سنت سے مصفّٰی فرمایا اور پھر عقائد اہل سنت کو مبرہن فرمایا اور ان کے دلائل مرتب فرمائے اور سنیو کے ہاتھ میں دلیلوں کی تلوار دیدی اور فرمایا یہ تمہارا دعویٰ ہے اور یہ تمہاری دلیل اور یہ تمہارا عقیدہ اور یہ اس کی دلیل اے اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں فرمائے۔

تجدید دین:

ہر صدی کے بعد فتنہ پرور لوگوں نے دین کو غبار آلود کیا اور مجددین نے اس کو صاف کیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں پیدا ہوئے اس زمانے میں ان لوگوں نے دین کو اس قدر غبار آلود کیا ہوا تھا کہ اہل بصیرت کے سوا کسی کو حق نظر ہی نہیں آتا تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمام غبار سے اس دین کے حسین چہرے کو صاف کیا لوگ بھٹک گئے تھے۔ کسی نے توحید کا نام لیکر لوگوں کو گمراہ کیا، کسی نے فقط قرآن کا نام لیکر گمراہ کیا، اور کسی نے حدیث کا نام لیکر لوگوں کو اپنی طرف بلایا، جنہوں ے حدیث کا نام لیا انہوں نے محبت رسول ﷺ سے لوگوں کو متنفر کیا جنہوں نے قرآن کا نام لیا انہوں نے حدیث سے لوگوں کا رخ موڑا، توحید کا نام لیکر لوگوں کو اپنی طرف بلانے والوں نے

شان رسالت ﷺ سے نفرت دلائی۔

وہ توحید ہی نہیں جو رسالت سے نفرت دے

خوب یاد رکھو! وہ توحید ہی نہیں جو رسالت سے نفرت دے وہ قرآن ہی نہیں جو حدیث پاک سے بیزار کرے اور وہ حدیث ہی نہیں جو سنت سے لوگوں کو دور رکھے، قرآن اور حدیث توحید اور رسالت یہ سب ایک ہی چشمہ کے انوار ہیں۔

عزیزان محترم، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل زیغ کو پہچانا اور دیکھا کہ کہاں کہاں سے فتنے نکل رہے ہیں اور ہر فتنہ کے سوراخ کو متعین کیا سب سے پہلا اور بھاری فتنہ لوگوں نے توحید کے نام پر کھڑا کیا، توحید کا نام لیکر رسالت سے نفرت دلائی مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو کہا ارے توحید کا نام لیکر رسالت سے نفرت دلانے والو، توحید کی نعمت زبان رسالت ہی سے ملی ہے اور اگر زبان رسالت ﷺ نہ ہوتی تو ہمیں توحید کہاں نصیب ہوتی میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو بتایا کہ توحید کا نام لے کر رسالت سے بے تعلق کرنا قرآن کا نام لیکر حدیث سے نفرت دلانا، حدیث کا نام لیکر محبت سے دور رکھنا دین نہیں بے دینی ہے، کیونکہ مرکز توحید مرکز قرآن مرکز حدیث مرکز سنت رسالت مصطفٰے ﷺ ہے اگر حضور ﷺ کی زبان نہ کھلتی تو ہمیں توحید کا کیسے پتہ چلتا عزیزان گرامی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر احسان ہے کہ مقام نبوت کو محفوظ کیا اور دین کی بنیادوں کی حفاظت کی

زبان نبوت کی عظمت کو بیان کیا اور کمالات نبوت وعلوم مصطفےٰ ﷺ سے لوگوں کو روشناس کرایا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تک دین کی بنیاد مضبوط نہیں ہوگی دین مستحکم نہیں ہوسکتا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کوئی نیا دین پیش نہیں کیا وہی دین پیش کیا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دیا''**ان الدین عند اللہ الاسلام**،، بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے مگر اس دین کو جن لوگوں نے ضعف پہنچانے کی کوشش کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا قلع قمع کیا۔

(سورۃ آل عمران آیت 19)

باب نمبر 8

عرس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مندرجہ ذیل خطاب حضرت غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 24 صفر المظفر 1399ھ بمطابق 24 جنوری 1979ء بعد از نماز عشاء مدرسہ انوار العلوم امجدیہ کی مسجد امجدی کراچی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبى يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

حضرات علماء کرام وسامعین کرام حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب سعید میں حاضر ہو کر سعادت حاصل کر رہا ہوں محترم حضرات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات مقدسہ تمام

(سورۃ مائدہ آیت 14)

عالم اسلام کیلئے نعمت عظمیٰ ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس صدی کا میں مجدد مانتا ہوں اور تمام اہل سنت کا یہی مسلک ہے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فضائل تو وہ بیان کریں جسکی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم تک رسائی ہو وہ بحر ناپید اکنار تھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علم ایک سمندر ناپیدا کنارا ہے جسکی تہہ کو ہم نہیں پہنچ سکتے تجدیدی کارنامے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیئے انکے متعلق میرا ایک نظریہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ حق ہے ہر مجدد اپنے زمانے میں ان خرابیوں کو دور کرتا ہے جو لوگ دین میں پیدا کر دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس زمانے میں لوگوں نے توحید کا نام لے کر شان رسالت ﷺ میں ایسی گستاخیاں کیں کہ دین بالکل انکی گستاخیوں میں چھپ کر رہ گیا جس چیز کا نام یار لوگوں نے توحید رکھا وہ توحید نہ تھی بلکہ شان رسالت ﷺ کی تنقیص تھی شان رسالت ﷺ کی تنقیص کو انہوں نے توحید قرار دیا اور پھر توحید کو کس رنگ میں پیش کیا۔

کسی مخلوق کا کوئی کمال ذاتی نہیں

توحید ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی حیرت کا مقام ہے۔تقویۃ الایمان میں صاف کہہ دیا کہ یہ کمالات علمیہ اور کمالات عملیہ جو انبیاء علیہم السلام اور حضرات اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لوگ مانتے ہیں انکے تصرفات ہیں اور انکا علم وادراک ہے اور انکے روحانی کمالات ہیں تو انکے روحانی کمالات انکے تصرف کے متعلق اس نے صاف کہا کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ

رکھے کہ یہ تصرف یہ علم اور کمال روحانی انکو ذاتی طور پر حاصل ہے۔اور انکا کمال ذاتی ہے تب بھی مشرک اور اگر سمجھے کہ عطائی ہے تو بھی مشرک ہے اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔تقویۃ الایمان میں واضح طور پر یہ بات لکھی گئی ہے کہ ان کمالات کو ذاتی سمجھے تب بھی مشرک اور عطائی مانے تب بھی مشرک! اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کسی مخلوق کیلئے کسی کمال کو ذاتی ماننا تو اس کے شرک ہونے میں تو کلام ہی نہیں ہے اس لئے کہ کمال ذاتی وہ ہے جو بمقتضائے ذات ہو اور جہاں ذات خود ممکن ہو تو وہاں اس کا تقاضہ کیونکر ذاتی قرار پاسکتا ہے تو آپ تو خود عطائی ہے واجب ہی نہیں اس کے وجود کی جانب کو راجح کر دیا تو یہ موجود ہو گیا اگر واجب نے جانب عدم کو راجح فرما دیا تو یہ معدوم تھا اسکا عدم و وجود تو برابر تھا ممکن کا، بھئی ممکن کا عدم وجود تو مساوی ہوتا ہے واجب نے اگر جانب وجود کو راجح کر دیا تو موجود ہو گیا اور اگر جانب عدم کو راجح کر دیا تو معدوم ہو گیا تو جس کی ذات خود ذاتی نہیں بتقاضا ذات نہیں بلکہ وہ ممکن ہے اور اس کے جانب وجود کو راجح فرمانے سے وہ موجود ہوا تو اب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی کمال ذاتی قرار پائے اس کی ذات خود عطائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو دی تو میرے عرض کرنیکا مقصد یہ تھا کہ مخلوق کیلئے کسی کمال کو ذاتی تسلیم کرنا تو کوئی عقلمند اپنے تصور میں لا ہی نہیں سکتا۔اب دوسری صورت رہ گئی وہ یہ ہے کہ عطائی تو بھئی ذاتی کمال تو ہم کسی کیلئے مانتے نہیں ہم شرک اسی چیز کو قرار دیتے ہیں جو مستقل اور ذاتی ہو اور استقلال اور وصف ذاتی کسی

مخلوق میں متصور نہیں ہے تو اب یہ کہنا کہ بھائی تم نے ان کے کمالات کو ذاتی مانا یہ بہتان ہے۔اب رہا یہ کہ جب ہم کسی کے کمال کو ذاتی نہیں مانتے تو پھر شرک کا تصور تو قائم نہیں ہوتا تم نے ان کے کمالات کو عطائی ہونیکی صورت میں بھی شرک کا فتویٰ لگایا۔

شرک کے کیا معنی ہیں؟

میں پوچھتا ہوں کہ شرک کے کیا معنی ہیں؟ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو کمال الوہیت کا کمال تھا جو اللہ کا کمال ہے وہ اللہ کے غیر میں ثابت کرنا یہ شرک ہے اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا یہ شرک ہے اور اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا یہ شرک ہے تو جب تک کہ اللہ کی برابری نہ ہو تو شرک نہیں ہوتا تو برابری کب ہوگی برابری تب ہوگی کہ جس طرح اللہ کا ہر کمال ذاتی ہے تو بندے کا کمال بھی ذاتی ہو تو پھر وہ برابر ہوگی اور جب بندے کا کمال ذاتی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کا عطائی ہے تو برابری کہاں ہوئی تو جب تم شرک قرار دو گے عطائی کو تو کمال عطائی کے شرک قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ تم عطائی کمال کو خدا کا کمال قرار دے رہے ہو عطائی کمال کو خدا کا کمال قرار دیتے ہو تو تم کوئی اور خدا مانتے ہو **کہ اس خدا نے اس خدا کو کوئی کمال عطا کیا تو بتاؤ مشرک تم ہوئے یا ہم ہوئے!**

بھئی سوچنے کی بات ہے کہ عطائی کمال تو جب ہوگا کہ جب خدا کا کمال بھی عطائی ہو یا تو بندوں کا کمال ذاتی ہو تو بھئی سوچنے کی بات ہے کہ عطائی کمال تو جب ہوگا کہ جب خدا کا کمال بھی عطائی ہو یا تو بندوں کا کمال ذاتی ہو تو تب شرک ہوگا یا خدا کا کمال عطائی ہو تب

شرک ہوگا تو ہم بندوں کا، ذاتی کمال تو مانتے نہیں ہاں تم جب عطائی کمال کو شرک کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم خدا کے کمال کو عطائی مانتے ہو اب بتاؤ خود تمہارا انجام کیا ہوگا؟

وہابی توحید سے خدا پناہ دے

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ انہوں نے توحید اس رنگ میں بیان کی کہ خدا کے کمال کو عطائی قرار دیکر معاذ اللہ معاذ اللہ بالکل الوہیت کا انکار کر دیا اور خدا تعالیٰ کے کمال الوہیت کے قطعی منکر ہو گئے اب توحید کا تصور کہاں باقی رہا تو میرے عرض کرنیکا مقصد یہ ہے کہ یہ جو بات کہی گئی کہ ان خدا کے محبوبوں کے کمال کو عطائی ماننا بھی شرک ہے درحقیقت ان محبوبوں کے کمال کی نفی کرنا مقصد ہے ان کے کمالات کی نفی ان کی توہین ہے تو میں صحیح عرض کر رہا تھا کہ خدا کے محبوبوں کی توہین و تنقیص کا نام انہوں نے توحید رکھا تو ایسی توحید سے تو خدا پناہ دے یہ کوئی توحید نہیں ہے۔

یہ ہمارا مذہب اور ایمان ہے۔

میں عرض کروں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر کمال ہر مخلوق کو عطا فرمایا ساری مخلوق ممکن ہے خدا واجب ہے ساری کائنات مخلوق ہے خدا خالق ہے سب حادث ہیں خدا قدیم ہے اور سب اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں ان کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ازلی ہے ابدی ہے نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا ہے یہ ہمارا مذہب ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے لا الٰہ الا اللہ کے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ذاتی صفت ذاتی کمال اللہ

کی صفت کسی کیلئے نہیں ہے اور جس کے لئے کمال ذاتی ہو وہ کبھی مخلوق نہیں ہوا کرتا لہٰذا لا الہ الا اللہ کے معنی یہ ہیں جو کسی کا محکوم نا ہو وہ الہٰ ہے جو کسی کی مشیت کے تحت نہ ہو وہ الہٰ ہے جو کسی کے حکم کے تحت نہ ہو وہ الہٰ ہے اور اللہ کے حکم کے تحت ساری کائنات ہے لہٰذا کوئی الہٰ نہیں ہے لا الہٰ الا اللہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے کوئی الہٰ نہیں ہے اور یہ معنی خود قرآن کریم سے ماخوذ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون** زمین وآسمان میں اگر اللہ کے سوا چند معبود ہوں اور کوئی الہ ہوتا تو یہ زمین وآسمان کا نظام فاسد ہو گیا ہوتا اور اس کا فساد بالکل واضح ہے اس لئے کہ جب دو الہٰ ہونگے تو واقع میں ہوں یا نہ ہوں امکان سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا یہ ممکن ہے کہ ایک الہٰ کسی کے موجود ہونیکا ارادہ کرے اور دوسرا الہٰ اس کے معدوم ہونیکا ارادہ کرے یہ ممکن ہے یا نہیں ہے اس کے استحالے پر تو کوئی دلیل نہیں ہے ایک الہٰ چاہے کہ یہ موجود ہو جائے اور دوسرا چاہے کہ یہ معدوم رہے۔

ہر چیز عطائی ہوسکتی ہے مگر الوہیت عطائی نہیں ہوسکتی

اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر وہ موجود ہو جائے تو جو الہٰ معدوم ہونیکا ارادہ کر رہا تھا وہ مغلوب ہو گیا اور یہ معدوم ہے تو جو الہٰ اس کے موجود ہونیکا ارادہ کر رہا تھا وہ الہٰ نہ رہا کیونکہ وہ مغلوب ہو گیا اور اگر وجود وعدم دونوں ہوں تو دونوں کا امکان ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو اجتماع نقیضین ہے اور اجتماع نقیضین محال ہے لہٰذا عدم ووجود دونوں کا جمع ہونا

(سورۃ انبیاء آیت 22)

بھی محال ہے اور اگر یہ معدوم ہو جائے تو وجود کے ارادہ کرنیوالے کا الہ ہونا محال اور اگر موجود ہو جائے تو عدم کے ارادہ کرنیوالے کا الہٰ ہونا محال ہے لہٰذا الہٰ ایک ہی ہو سکتا ہے اور الہٰ وہ ہے جو کسی کا محکوم نہ ہو جو کسی سے مغلوب نہ ہو جو کسی کی مشیت کے تحت نہ ہو جو کسی کے ارادے کے تحت نہ ہو ساری کائنات اللہ کے حکم کے ماتحت ہے اگر کوئی الہٰ ہوتا تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہوتے تو حضور ﷺ بھی الہٰ نہیں ہیں تو کائنات میں کوئی الہٰ نہیں ہے الوہیت کسی کو دینا یہ تو امر محال ہے اس لئے کہ الوہیت تو غنائے ذاتی کے بغیر ہوتی نہیں غنائے ذاتی کی عطاء بالکل ممکن نہیں ہے وہ محال ہے اس لئے یہ کہنا کہ الوہیت کو تم عطائی مان لو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے بھئی جو چیز عطائی ہو وہاں الوہیت کا تصور قائم نہیں ہو گا اس لئے ہر چیز عطائی ہو سکتی ہے مگر الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی تو کوئی بھی الہٰ نہیں ہے اگر الوہیت عطائی ہو سکتی تو میں نے عرض کیا کہ حضور الہٰ ہوتے مگر جب حضور الہٰ نہیں ہیں تو کوئی اور بھی الہٰ نہیں ہے۔

کفر و شرک کی وہابی مشین

بہر حال یہ ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے اور انہوں نے اللہ کے محبوبوں کا انکار کرنے کیلئے ان کی شان میں توہین وتنقیص کرنے کیلئے توحید کے وہ غلط معنی بیان کئے یہ خدا کی الوہیت کی نفی ہو گئی بلکہ یوں کہیے کہ خدا کا وجود ذاتی بھی ختم ہو گیا اور خدا کا غنائے ذاتی بھی ختم ہو گیا اور خدا کا تصور ہی غائب کر دیا نعوذ باللہ من ذالک کیا یہ توحید ہے؟ میں عرض کر رہا

تھا کہ شان رسالت کی تنقیص کا نام انہوں نے توحید رکھا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کا اس قدر دور دورہ تھا جس کی انتہا نہیں ہر بات میں کفر کا فتویٰ ہر بات میں شرک و بدعت کا فتویٰ اور کوئی اگر ولی اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا تو ابوجہل کے برابر مشرک ہو گیا اگر کسی بزرگ کا توسل کر لیا تو وہ مشرک ہو گیا اگر کسی بزرگ کے عطائی تصرف کا قائل ہو گیا تو وہ مشرک ہو گیا اور حضور ﷺ کیلئے علم غیب عطائی مان لیا تو وہ مشرک ہو گیا اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کے عطائی اختیارات کا عقیدہ رکھ لیا تو وہ مشرک ہو گیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس قدر زبردست دور تھا کفر و شرک پھیلانے کا جس کی انتہا نہیں اور شرک کی بنیاد یہ تھی کہ توحید کا نام لیکر اولیاء کرامؒ انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص کی جاتی تھی چونکہ اس دور میں یہ گمراہی اس قدر عام ہو گئی تھی اس کی انتہا نہیں اس کو لوگوں نے دین قرار دیا تھا توہین شان رسالت کو معاذ اللہ توحید قرار دیا تھا تو دین کے اندر ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا تھا اور دین میں بہت بڑی گمراہی پیدا کر دی تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تجدیدی کارنامہ

اس زمانے میں تجدید کا کارنامہ یہی ہو سکتا تھا کہ توحید کا صحیح معنی بیان کیا جائے اور شان رسالت میں جو تنقیص ہے اس کا ازالہ کر دیا جائے یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کارنامہ ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا سارا کام اسی بنیادی نقطہ پر ہے کہ توحید کا واضح تصور پیش فرمایا اور شان رسالت کی توہین کے جس قدر پہلو لوگوں نے پیش کئے تھے ان سب کا

ازالہ فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تمام تصانیف کا بنیادی نقطہ یہی تھا تو میں عرض کرتا ہوں کہ خدا کی قسم یہی حقیقت دین ہے بتاؤ توحید دین کا بنیادی نقطہ ہے یا نہیں؟ دو ہی تو چیزیں ہیں لا الٰہ الا اللہ دوسری چیز محمد رسول اللہ میرے دوستو محمد رسول اللہ میں تمام رسالت کے کمالات کا اثبات ہے لا الٰہ الا اللہ میں خدا کی توحید کا اثبات ہے جہاں معاذ اللہ خدا کے کمال الوہیت کا انکار ہو وہاں لا الٰہ الا اللہ کے معنی کیسے صادق پائیں گے تو جہاں کمالات رسالت کی تنقیص ہو تو وہاں محمد رسول اللہ کے معنی کیسے صادق آئیں گے تو میں کہتا ہوں لوگوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی میں معاذ اللہ انتہائی تحریف کی تھی اس وقت جو تجدید کا صحیح بہترین کارنامہ تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کے صحیح معنی دنیا کے سامنے پیش کر دیئے توحید کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھا دیا اور شان رسالت ہمارے سامنے رکھ دی اور میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں اس کے تحت اعلیٰ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا تجدیدی کارنامہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی محبت کا بنیادی نقطہ عطا فرمایا اور بارگاہ رسالت کے ادب کی تلقین فرمائی اور یہ بتایا کہ جب تک تمہارے دل میں رسول کریم کی محبت نہیں ہوگی اور جب تک تمہارے دل میں حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم کا جذبہ نہیں ہوگا تمہارے اندر ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔

توحید کا نکھار ترجمۃ القرآن کنز الایمان

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ ترجمۃ القرآن کنز الایمان ہے دیکھ لیجئے ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا اس کے اندر موتی بکھیرے اہل علم نے اس کی قدر کی اور اگر خدا علم دے اور فہم عطا فرمائے اور علم وفہم ایمان کے بغیر ہوتا ہی نہیں تو جس کو خدا ایمان دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نصیحتیں بھی عطا فرماتا ہے تو جہاں ایمان سلب ہو گیا وہاں سب کچھ سلب ہو گیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے **ووجدك ضالاً فهدیٰ** کا ترجمہ فرمایا اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف ہدایت فرمائی لوگوں نے ضال کا جو ترجمہ کیا ہے وہ آپ حضرات کے علم میں ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہنے اس ترجمے سے بچ کر اور جو بھی گمراہی کا پہلو نکل سکتا تھا کسی کیلئے ان تمام راہوں کو مسدود فرما دیا اور وہ ترجمہ فرمایا جو محبت کی بنیاد ایمان کی بنیاد عظمت رسول ﷺ کی بنیاد بلکہ یوں کہیے کہ توحید کا نکھار اس ترجمہ میں نظر آ رہا ہے **ووجـــــدك ضـــالاً فهدیٰ** آپ کو معلوم ہے اس موضوع پر میں اس وقت گفتگو نہیں کرونگا نہایت مختصر اور جامع دو کلمے کہونگا اور وہ یہ ہیں یہ تو سب کو معلوم ہے کہ عرب کا یہ مشہور محاورہ ہے **ضل الماء فی اللبن** پانی دودھ میں گم ہو گیا جب محبت ہوتی ہے تو قاعدہ ہے کہ محب محبوب میں گم ہو جاتا ہے یہ جو گمشدگی ہے یہ کمال محبت ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو بہت مشہور خوبصورت ترجمہ فرمایا اور بہت اچھا ترجمہ فرمایا ہاں اس کا ایک مفہوم جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اس ترجمہ کی تائید میں ہے وہ میں عرض کر دوں

(سورۃ والضحیٰ آیت 6)

کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا خلاصہ عظمت شان نبوت عظمت شانِ رسالت اور شان رسالت کی توہین وتنقیص کے ہر پہلو کا رد آپ کے ترجمے کی بنیاد ہے۔

ووجدک ضالاًفہدٰی کا انوکھا ترجمہ۔

مجھے یہ بات کہنے دیجئے کہ بعض حضرات علماء مفسرین نے **ووجدك ضالاً فهدیٰ** کے ترجمہ میں فرمایا ضال بمعنیٰ ہادی ہے تو آپ کہیں گے یہ کیسی بات ہے ضلالت ہدایت کی ضد ہے تضاد ہے ہم کیسے مان لیں کہ ضال بمعنیٰ ہادی ہے؟ اس کا جواب دیا ٹھیک ہے ہادی اور ضال میں تضاد ہے اور تضاد تو ایک ایسا علاقہ ہے جس کو علاقات مجاز میں شمار کیا گیا ہے اور جب تک کہ کسی لفظ کا کسی مجازی معنیٰ کیساتھ کوئی ایسا علاقہ نہ ہو اس وقت تک اس لفظ کو مجاز قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا لفظ ضال کو مجاز قرار دیا لفظ ہادی سے اور ضلال کو ہدیٰ سے مجاز قرار دیا اس لئے کہ تضاد خود علاقات مجاز میں سے ایک علاقہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ضلال کے معنیٰ ہے گمشدگی اور بات یہ ہے اگر کسی کو گمشدگی لاحق نہ ہو تو پھر اس کے لئے رہنمائی متصور ہی نہیں ہوتی رہنمائی اس کے لئے ہو سکتی ہے جسے گمشدگی لاحق ہو اور جب تک گمشدگی نہ ہو اس وقت تک رہنمائی ہوا نہیں کرتی اس لئے اس علاقے کی بناء پر علماء نے کہا کہ ضال بمعنیٰ ہادی ہے اور عرب کا ایک محاورہ بھی پیش کیا کہ کسی ایسے درخت کو عرب کے لوگ ضال کہتے ہیں کہ جس کے آس پاس اور کوئی درخت نہ ہو وہ درخت اکیلا ہو لوگوں نے اس درخت کو منزل مقصود کی رہنمائی کیلئے بطور علامت مقرر کر

دیا ہو مثلاً اس درخت کے جنوب کیجانب فلاں طرف راستہ جاتا ہے اور اس درخت کے شمال کی جانب فلاں مقام کی طرف راستہ جاتا ہے اس درخت کے مشرق کیطرف فلاں ملک کیطرف راستہ جاتا ہے اس درخت کے مغرب کی طرف فلاں ملک کی طرف راستہ جاتا ہے جس درخت کو لوگ اپنے منازل مقصودہ کی رہنمائی کیلئے بطور علامت مقرر کرلیں تو چونکہ اس درخت سے ان کو راہ ملتی ہے لہٰذا وہ درخت لوگوں کی منازل مقصودہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہدایت کرتا ہے تو اس درخت کا نام عرب والے رکھتے ہیں **ھــذہ الشجرۃ الضالۃ** یہ درخت رہنمائی کرنیوالا ہے تو کہتے ہیں ضالہ اور مراد لیتے ہیں ہادیہ اور ضلال بمعنی ہدایت مراد لیتے ہیں اور ضال بمعی ہادی بولتے ہیں اور اسی علاقہ تضاد کیوجہ سے کیونکہ علاقات مجاز میں سے تضاد ایک علاقہ ہے تو عرب والے چونکہ ہدایت کرنیوالے درخت کو ضال کہتے ہیں اور اللہ نے فرمایا **ووجـدك ضـالا فھـدیٰ** میرے محبوب ﷺ میں نے عالم امکان میں شجر ضالہ تجھے مقرر کیا کہ تیرے آس پاس کوئی تیرے جیسا شجر نہ تھا اور جس طرح لوگ ایسے ہی درخت کو اپنی رہنمائی کیلئے ایک معیار مقرر کرلیتے ہیں وہ اس کے لئے اس کو ہدایت کا معیار مقرر کر لیتے ہیں کیوں ان کے آس پاس کوئی درخت تو ہے نہیں لہٰذا رہنمائی کا معیار انہوں نے اسی درخت کو قرار دیدیا میرے محبوب ﷺ میں نے تجھے عالم امکان میں میں نے تجھے اس مقام پر مقرر فرمایا کہ تیرے آس پاس تیرے جیسا کوئی شجر نہ تھا لہٰذا میں نے تجھے معیار ھدیٰ مقرر

کیا اور بمنزلہ شجرہ ضالہ تجھے مقرر کیا جس طرح اس درخت سے لوگ راہ لیتے تھے میرے محبوب میری طرف راہ تجھی سے ملے گی اور پھر اس کا ترجمہ یوں کیا **ووجــدك ضالا ای ھادیا فھدھم بك** اے محبوب چونکہ عالم امکان میں تیرے جیسا کوئی شجر مطہرہ پیدا ہی نہیں کیا اور تجھ جیسا کوئی درخت تیرے اردگرد تھا ہی نہیں لہٰذا اپنی بارگاہ میں رہنمائی کیلئے میں نے تجھی کو ہدایت کرنے کیلئے مقرر فرمایا ساری کائنات کو تیری ہی وجہ سے میں نے ہدایت دی جس نے تیرے دامن کو تھام لیا وہی ہدایت پا گیا **ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم** تیرے ہاتھ میں ہاتھ آیا اور خدا تک تو نے پہنچا دیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے معنی کی یہ تائید ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہکے ترجمے کی بنیاد ہے کہ شان رسالت کی عظمت کا اظہار اور تنقیص رسالت کا ازالہ کس خوبی کیساتھ اس ترجمہ میں کردیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نہایت پاکیزہ اور خوبصورت ترجمہ ہے اور اس کی بنیاد وہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں کہ شان رسالت کی عظمتوں کو برقرار رکھنا اور لا الہٰ الا اللہ کے معنی کو لوگوں کے قلوب میں قائم کرنا اور خدا کی توحید کے مفہوم کو لوگوں کے ذہن میں قائم کرنا اور پھر عظمت رسالت کا مفہوم بھی لوگوں کے ذہن میں قائم کرنا یہی محمد رسول اللہ کے معنی ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا تجدیدی کارنامہ

یوں کہیے دین پر وہ نازک وقت آ گیا تھا کلمہ طیبہ کے معنی میں لوگوں نے تحریف شروع کر

(سورۃ فتح آیت 10)

دی تھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید کا کارنامہ یہ ہوا اور مجددیت کا کارنامہ یہ ہوا کہ کلمہ طیبہ جو سارے دین کی بنیاد ہے اس زمانے میں جو غبار پیدا ہو گیا تھا اس میں لوگوں نے غلطیاں پیدا کر دی تھیں اور نئی نئی باتیں پیدا کر دی تھیں اور توحید کا غلط مفہوم پیدا کر دیا تھا اور شان رسالت کی توہین کا نام توحید رکھ دیا تھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ازالہ کر دیا اور دین کو چمکا کر رکھ دیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف اسی نقطہ پر ہیں اور اسی ایک بنیاد پر قائم ہیں۔

کوئی ان کی گرد راہ کو پا ہی نہیں سکتا

اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو یہ اتنی بڑی بات ہے تو میں کہونگا کہ تمام مجددین کے کارنامے ایک طرف اور اعلیٰ حضرتؒ کا کارنامہ ایک طرف اور چونکہ ہر تجدیدی کارنامے کیلئے ایک عظیم علم کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میں عرض کرونگا کہ اعلیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب اللہ کا دقوی علم تھا کہ آپ کے زمانے میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا ہاں آپکو کتاب وسنت کے علاوہ دیگر علوم ضروریہ کے اندر اتنی مہارت حاصل تھی کہ آپ کے زمانے میں بلکہ آج تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ہم سر نہیں پایا تمام علوم کے اندر یہاں تک کہ علوم عقلیہ علوم نقلیہ وعلوم شرعیہ چونکہ علوم دینیہ جو ہیں دین ہے حدیث ہے، فقہ ہے اور ان سب کی روح تصوف ہے تصوف اور فقہ میں تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ہی نہیں تھا مخالفین مانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو فقہ میں وہ دسترس حاصل

تھی کہ جس کا جواب ان کے زمانے میں کوئی بھی نہیں دے سکتا تھا اور کوئی بھی ان کا مقابل نہیں بن سکتا تھا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کو اگر دیکھنا ہے خصوصاً علوم فقہ کا مشاہدہ کرنا ہے تو فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیجئے آپ کو معلوم ہوگا کہ کیسے جواہر پارے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کئے دنیا اس پر حیران ہے کہ کس قسم کے علوم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے اور کن کن بڑے بڑے جلیل القدر علماء کیساتھ آپ نے تطفل فرمایا تطفل والی بات تو آپ کے ذہن میں جبھی آئیگی کہ جب آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ان مقامات کو آپ پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ کس کس کے ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تطفل فرمایا ہے اور کس شان کیساتھ تطفل فرمایا ہے بہر حال اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہکے علوم کو کون بیان کر سکتا ہے کسی کی وہاں رسائی ہو تو بیان کرتے میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی ان کی گرد راہ کو پا ہی نہیں سکتا۔

الامن والعلی پر اعتراض کا جواب

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کے اندر ایک حدیث تحریر فرمائی تھی کہ **استشارنی ربی فی امتی** کہ میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا ایک طویل حدیث ہے ایک جملہ یہ تھا چنانچہ دیوبندیوں نے اپنے اپنے رسالوں میں بڑا شور مچایا دیکھو جی اللہ تعالیٰ مشورہ طلب کرتا ہے اور یہ کیسی بات ہے اللہ کو پتہ کچھ نہیں ہے حضور ﷺ سے پوچھا ہے، کہ بتاؤ میں تیری امت کے

(مسند امام احمد) (کنز العمال) (روایت ابن عساکر)

بارے میں کیا کروں اللہ پوچھتا ہے حدیث ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ہے ہی نہیں مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا حوالہ بھی دیا اور محدثانہ طریق پر کسی کتاب کا نام نہیں لیا اور جب کتاب کا نام نہیں لیا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ وہ محدثانہ کلام ہو تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔۔۔۔۔ امام احمد نے اس حدیث کو روایت کیا اور حذیفہ ابن الیمان اس کے راوی ہیں تو ان لوگوں نے ایک مکتوب لکھا کہ ہم نے مسند امام احمد کا مطالعہ کیا اور تمام حذیفہ ابن الیمان کی روایتوں کو دیکھ لیا اور مسند امام احمد میں حذیفہ ابن الیمان کی مرویات میں کہیں یہ حدیث نہیں ہے لہٰذا یہ بالکل گھڑی ہوئی روایت ہے اپنی طرف سے لکھ دی ہے۔ میرے پاس دوستوں کے خطوط آئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الامن والعلیٰ کی اس حدیث پر لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ جواب دیں الحمد للہ مسند امام احمد اس وقت میرے پاس نہیں تھی میں نے وہاں کسی سے منگوائی اور اس میں حضرت حذیفہ ابن الیمان کی روایت بالکل موجود تھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اللہ اکبر کیا بات ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں سے حدیث نکالی ہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو حوالے دیئے تھے رواہ الامام احمد وابن عساکر،، کہ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا اور ابن عساکر نے روایت کیا اب ابن عساکر کی کوئی تصنیف میرے پاس تھی نہیں اور امام احمد کی مسند میں نے منگوائی میں نے یہ حدیث نکالی اب مجھے یہ فکر تھی کہ ابن عساکر کی روایت بھی مجھے مل جائے تو میں نے کنز الاعمال کا بھی حوالہ دیا مسند امام احمد کا

بھی حوالہ دیا اور دونوں کی جلد وصفحہ نقل کر کے میں نے پھر وہ جواب لکھا اعتراض کا جواب۔ یہ اعتراض کہ اللہ تعالیٰ مشورہ طلب کرتا ہے۔ پھر میں نے کہا تم کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے جب اللہ تعالیٰ ایمان سلب فرمالیتا ہے تو عقل وفہم علم وخرد سب ہی سلب فرما دیتا ہے تمہارے اندر تو ایمان ہی نہیں تو پھر علم وعقل تمہارے اندر کہاں سے آئے میں نے کہا تمام تفاسیر کے حوالے دیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واذقال ربك للملٰئكته انی جاعل فی الارض خليفة** اللہ فرماتا ہے کہ جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے فرشتو میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو اس ارشاد کو اللہ کے فرمان کو اس کلام مبارک پر اس پاک جملے پر اس آیت شریف پر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے مشورہ طلب فرما رہا ہے اور پھر اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کسی مفسر کے ذہن میں نہیں آئی جو بات تم اپنے ناپاک ذہن سے ہمارے سامنے رکھ رہے ہو۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ میں نے یہ بتایا کہ یہ مشورہ طلب کرنا یہ کسی کے علم حاصل کرنے کیلئے نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن میں **وشاورهم فی الامر** میرے محبوب اپنے غلاموں سے مشورہ کرلیا کیجئے اس کا کیا مطلب ہے کہ غلاموں کا علم آپ سے زیادہ ہے غلاموں سے پوچھ پوچھ کر کام کریں اور آپ کو کچھ پتہ نہیں ہے کیا کوئی مانے گا میں پوچھتا ہوں آپ سے خدا نے یہ فرمایا **وشاورهم فی الامر** اس کے معنی یہ ہیں

(سورۃ بقرہ آیت 30) (سورۃ آل عمران)

کہ رسول کو علم ہی کوئی نہیں۔ رسول لوگوں سے پوچھنے کے محتاج ہیں ارے یہ مطلب نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے اس کی عظمت کا احترام مقصود ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا اکرام فرمایا تو اکرام ہوتا ہے یہ نہیں کہ اللہ کو پتہ ہی نہیں فرشتوں سے پوچھ رہا ہے کہ **انی جاعل فی الارض** یہ نہیں کہ مشورہ کرنیوالا علم سے محروم ہوتا ہے بلکہ جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے اس کا احترام مقصود ہوتا ہے اکرام مقصود ہوتا ہے پھر آگے انکو تعلیم مقصود ہوتی ہے کہ اس طرح جب تم مشورہ طلب کر کے کوئی کام کرو گے تو اس میں برکت ہوگی اس میں بہتری ہوگی تو یہ تعلیم ہے اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کا یہ حکم آیا کہ **انی جاعل فی الارض** اگر فرشتوں سے مشورہ کرنے سے خدا کے علم کی نفی ہوتی ہے رسول کے مقابلے میں تو **وشاور هم فی الامر** میں نبی علیہ السلام کے علم کی نفی ہوتی امت کے مقابلے میں بتاؤ رسول کے علم کی نفی امت کے مقابلے میں ممکن ہے؟ **ویعلمهم الكتاب والحكمة** کتاب و حکمت کا علم دینے والے تو رسول ہیں اور ایمان سے کہنا کہ قرآن کیا کہتا ہے **لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمه وان كانو امن قبل لفی ضلال مبين** ارے تمام علوم تو کتاب و حکمت میں آ گئے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دینے والے رسول ہیں **یعلمهم الكتاب والحكمة**

(سورۃ آل عمران آیت 164)

کتاب و حکمت کا علم رسول دینے والے ہیں تو جو دینے والا ہے وہ خود ہی ان سے علم مانگ رہا ہے کہ مجھے پتہ نہیں ہے تم بتاؤ اگر **وشاورهم فی الامر** سے رسول کے علم کی نفی نہیں ہوتی تو **استشارنی ربی** سے خدا کے علم کی بھی نفی نہیں ہوتی خدا نے فرشتوں کا اکرام فرمایا اور ادھر اپنے حبیب ﷺ کا اکرام فرمایا کہ میرے پیارے محبوب ﷺ میں تیرا اکرام فرماتا ہوں کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں اب مشورہ عطا فرمائیں مشورہ دیں یہ نہیں کہ میں آپ کے مشورے کا محتاج ہوں اور آپ کے مشورے کے بغیر میں کچھ نہیں کرسکتا بلکہ اس لئے کہ میں آپ کی عزت و عظمت کے آفتاب بلند کرنا چاہتا ہوں اور میرے محبوب ﷺ آپ اپنے غلاموں کا اکرام فرمائیں اور ان کی عزت و عظمت کے پرچم لہرائیں میں آپ کو ارشاد فرماتا ہوں کہ **وشاور هم فی الامر** پیارے میں تجھ سے مشورہ لیکر میں تیری عزت و عظمت کے جھنڈے لہرا رہا ہوں اور تم اپنے غلاموں سے مشورہ لیکر ان کی عظمت کے ڈنکے بجاؤ۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کا جواب

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف الزامات اور کیسی کیسی گندی غلیظ باتیں کی گئیں کہیں ازواج مطہرات کا مسئلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف میں کیا گیا تو لوگوں نے زمین سے لیکر آسمان تک اٹھالیا کہ دیکھو ازواج مطہرات حضورت کی قبر انور مزار اطہر

میں اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کی توہین کیا ہوگی مگر ان ظالموں کو معلوم نہیں ہے کہ ازواج مطہرات سے وہ ازواج مطہرات کب مراد ہیں جو دنیا میں جلوہ گر تھیں یہ کہاں ہے؟

حضور ﷺ کی قبر ہزاروں جنتوں سے اعلیٰ ہے

بھئی میں پوچھتا ہوں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کیا فرماتا ہے جنتیوں کے بارے میں خدا نے فرمایا **ولهم فيها ازواج مطهرة** قرآن کی آیت ہے بھئی جنتیوں کیلئے ازواج مطہرہ کا وعدہ قرآن میں کیا ہے یا نہیں کیا؟ جنتیوں کیلئے کیا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبر انور کیا بات ہے زبان نبوت نے فرمایا **روضة من رياض الجنة** کہ قبر دو حال سے خالی نہیں ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے یا جنت کا باغ ہے **القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار** تو جب حضور ﷺ کے غلام کی قبر جنت کا باغ ہے تو ایمان سے کہنا حضور ﷺ کی قبر کا کیا عالم ہوگا ارے حضور ﷺ کی قبر ہزاروں جنتوں سے بہتر جنت ہے یا نہیں؟ تو جنت کے بارے میں قرآن فرماتا ہے **ولهم فيها ازواج مطهرة** جنتیوں کیلئے جنت میں ازواج مطہرہ ہیں تو جب تمام جنتیوں کیلئے جنت میں ازواج مطہرہ ہیں اور حضور ﷺ کا روضہ انور ہزاروں جنتوں سے اعلیٰ جنت ہے تو وہاں اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ازواج مطہرہ کی بات فرمائی تو کیوں ان کو مورد الزام ٹھہراتے ہو؟ حضور ﷺ کی ازواج مطہرہ کی

(سورۃ بقرہ آیت 25)

بات ہی نہیں ہے جو دنیا میں تھیں یہ تو لفظ ہی نہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بالکل یہ لفظ نہیں اگر کوئی یہ کہتا ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں اور پھر اس کے علاوہ یہ جس گندے تصور کی بنا پر یہ بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیخلاف کہی گئی خدا کی قسم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس گندے تصور سے پاک ہیں اور اللہ کے محبوب اس غلاظت سے پاک ہیں تم نے اپنے اوپر قیاس کیا رسول کا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو قیاس کیا اپنے گندے ذہن پر خدا کی قسم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن نوری ذہن تھا اور یہ تصور قائم کر کے تمہارا ذہن تو ناری ہے۔

حضور ﷺ کے تمام فضلات شریفہ پاک ہیں

اور پھر سرکار ﷺ کی شان اللہ اکبر میرے دوستو حضور تاجدار مدنی ﷺ سید الطیبین الطاہرین ہیں اور محققین کا مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے تمام فضلات شریفہ طیب اور پاک ہیں تو بعض نے کہا اگر یہ بات ہے تو حضور ﷺ غسل کیوں فرماتے اور حضور ﷺ وضو کیوں فرماتے؟ کیوں کہ غسل کرنا تو جب تک موجب غسل نہ ہو اور موجبات غسل متحقق نہ ہوں تو غسل فرض نہیں ہوتا نواقض وضو نہ ہوں تو وضو واجب نہیں ہوتا اور میرے آقا ﷺ تو وضو بھی فرماتے تھے سرکار ﷺ غسل بھی فرماتے تھے تو یہ نواقض وضو کیا ہیں؟

اور موجبات غسل کیا ہیں؟ یہ نجاستیں نہیں تو اور کیا ہیں؟ نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ،

نجاست حکیمہ، نجاست حقیقیہ، یہ جب تک نجاستیں نہ ہوں تو نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ وضو واجب ہوتا ہے تو وضو اور غسل کا واجب ہونا یہ تو تمہاری بات کی نفی کرتا ہے تم کیا کہتے ہو کہ حضور ﷺ تمام نجاستوں سے پاک ہیں؟

خدا کا ہر نبی ہر نجاست سے پاک ہوتا ہے۔

تم حضور ﷺ کی بات کرتے ہو مجھے کہنے دیجئے کہ خدا کا ہر نبی ہر نجاست سے پاک ہوتا ہے حقیقی نجاست سے بھی پاک حکمی نجاست سے بھی پاک نجاست خفیفہ سے بھی پاک نجاست غلیظہ سے بھی پاک ہے تو آپ کہیں گے کہ اس کا کیا مطلب ہوا وہاں موجبات غسل نہیں ہیں یہاں نواقض وضو نہیں ہیں کیوں ایسا ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میں تحقیقی بات کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے فضلات شریفہ اور مقدسہ کے دو احوال ہیں ایک وہ جس کا تعلق امت سے ہے اور ایک وہ جس کا تعلق حضور ﷺ کی ذات سے ہے حضور ﷺ کے فضلات شریفہ میں ایک پہلو وہ تھا جو خود حضور ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا تھا اور ایک پہلو وہ تھا جس کا تعلق امت کے ساتھ تھا کیا مطلب مثلاً فرض کیجئے حضور ﷺ کے پیشاب مبارک کا کوئی قطرہ اگر حضور ﷺ کے مبارک لباس کپڑے کو لگ جائے تو اس کا پہلو اس کی نسبت حضور ﷺ سے ہے مثلاً حضور ﷺ کے پیشاب کا کوئی قطرہ لگ گیا یہ حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کا وہ پہلو ہے جس کا تعلق حضور ﷺ سے ہے اور ایک یہ کہ حضور ﷺ کے پیشاب مبارک کا کوئی قطرہ کسی امتی کو لگ جائے تو

یہ فضلات شریفہ کا وہ پہلو ہے جس کا تعلق امت سے ہے یہ آپ سمجھ لیں فضلات شریف کے دو پہلو ہیں۔ تو بتا دوں جب حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کے اس پہلو کو سامنے لائیں جس کا تعلق امت سے ہے تو تمام فضلات شریفہ طیب و طاہر ہیں پاک ہیں اور جب حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کے اس پہلو کو لیں جس کا تعلق حضور ﷺ کی ذات کریمہ سے ہے تو وہاں حضور ﷺ کے حق میں وہ نجاست کا حکم رکھتے ہیں حقیقتاً وہ نجاست نہیں ہے اور حکم اس لئے رکھتے ہیں اگر وہ حضور ﷺ کے حق میں نجاست کا حکم نہ رکھیں تو پھر امت کو وضو کی تعلیم کون دیگا **لقد کان لکم فی رسول الله اسوه حسنة** اس لئے کہ حضور ﷺ ہی تو دین کی تبلیغ کرتے ہیں حضور ﷺ کی اداؤں کیساتھ دین کی تکمیل وابستہ ہے تو تکمیل دین کی خاطر حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کا وہ پہلو جس کا تعلق ذات مقدسہ سے تھا وہاں نجاست کا حکم لگا دیا گیا حقیقتاً حضور ﷺ کے فضلات شریفہ ناپاک نہیں ہیں اور نجاست کا حکم اس لئے رکھا گیا حضور ﷺ کے اعتبار سے کہ حضور ﷺ غسل بھی فرمائیں وضو بھی فرمائیں حضور ﷺ کے کپڑے کو بھی اگر کوئی فضلہ شریفہ لگ جائے تو حضور ﷺ اس کو بھی دھولیں کیوں اس لئے کہ اگر حضور ﷺ ایسا نہیں کرتے تو امت کو کون سکھائے گا اور یہ مسائل کہاں سے آئیں گے ارے دین تو وہ ہے جو حضور ﷺ نے کر کے دکھا دیا وہ دین ہے جو کہہ دیا وہ دین ہے حضور ﷺ کی اداؤں کا نام دین ہے **لقد کان لکم فی رسول الله**

(سورۃ الاحزاب آیت 21)

اسوہ حسنہ لہذا حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کا وہ پہلو جو ذات مقدسہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس اعتبار سے نجاست کا محض حکم رکھا گیا تا کہ حضور ﷺ امت کو تعلیم دیدیں حقیقتاً ناپاک نہیں ہیں اور حضور ﷺ کی امت کے حق میں بالکل پاک ہیں بالکل پاک ہیں بالکل پاک ہیں اور یہی وجہ ہے آپ لوگوں کے سامنے ایسی احادیث ہزاروں مرتبہ آئیں ہونگی کہ صحابیات رضی اللہ عنہن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے خون مبارک کو پی لیا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے بول مبارک کو پی لیا اور حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے گناہ کیا تم نے نجاست کو استعمال کرلیا اور تمہارا بدن منہ ناپاک ہوگیا معاذ اللہ بلکہ حضور ﷺ نے ایک صحابیہ کے بارے میں یہاں تک فرمایا کہ **لن تشتکی ببطنك** تو نے جو میرے پیشاب کو پی لیا تو اپنے پیٹ کی بیماری کی ہرگز شکایت نہیں کرے گی۔ حضور ﷺ نے خوشخبری سنائی حالانکہ یہ موقع تو وعید کا تھا اور سختی کا کہ تو نے نجاست کو پی لیا اور گناہ کیا مگر کیا **لن تشتکی ببطنك** تو اپنے پیٹ کی بیماری کی کبھی شکایت نہیں کریگی اس لئے ہمارے آئمہ کے جو مذاہب ہیں وہ تو کتابوں کے اندر موجود ہیں اور ہمارے آئمہ کا ہمارا مذہب یہی ہے کہ تاجدار مدنی حضور ﷺ کے بول مبارک کی نجاست کا حکم کرنیوالا ہمارے نزدیک کوئی اچھا آدمی نہیں ہم تو حضور ﷺ کے بول مبارک کی طہارت کے بھی قائل ہیں اور حضور ﷺ کو طیب و طاہر مانتے ہیں میرے عرض کرنیکا

مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کے فضلات شریفہ کے دو پہلو جو تھے وہ دونوں میں نے واضح کردیئے اور کوئی تعارض باقی نہیں رہا اور کوئی تصادم نہیں ہوا دلہء شرعیہ میں اور کوئی سوال باقی نہیں رہا اور میں نے بتا دیا کہ کچھ لوگ وضو اور پاکی کے طریقہ کو امت کے لئے محض نجاست کا حکم تھا وہ تو حقیقتاً پاک ہیں اور امت کیلئے طیب و طاہر ہیں تو اس لئے تکمیل دین کیلئے تعلیم امت کیلئے یہ بات تھی حقیقتاً حضور ﷺ پاک ہیں ایسے طیب و طاہر ہیں جن کے فضلات شریفہ بھی طیب و طاہر ہیں آپ ایمان سے کہنا کہ وہ ناپاک تصور جو اپنے لیئے لیکر بیٹھا ہے اور تو نے جو اپنی بیبیوں کے متعلق اپنے ذہن میں ناپاک تصور رکھا ہے تو وہی تو حضور ﷺ کیلئے کررہا ہے افسوس ہے، افسوس ہے تجھ پر **نعوذ باللہ من ذالک لا حول ولا قوۃ الا باللہ**

اور جب تیرا ذہن ایسا ہے تو تو یقیناً ایسا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو بہت بلند ہے اور حضور ﷺ تو سید الانبیاء ہیں یہ طیب و طاہریت ان کی خصوصیات میں سے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر ایک اعتراض کا جواب

بہر حال میں نے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر لوگوں نے اس قسم کے غلط الزامات لگائے اور یہاں تک کہا کہ بھئی اعلیٰ حضرتؒ نے جو ایک دفعہ لکھ دیا کہ ایک بزرگ کے جنازے کی نماز اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی اور فرمایا کہ کسی نے کہا

کہ جو خوشبو روضہ انور پر آئی تھی وہی خوشبو یہاں محسوس ہوئی اور معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ یہاں تشریف لائے تھے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد للہ ان بزرگوں کی نماز جنازہ میں نے پڑھائی تھی لوگوں نے کہہ دیا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کی امامت کا دعویٰ کر دیا **استغفر الله ربی نعوذ بالله من ذالك معاذ الله لا حول ولا قوة الا باالله** کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ بزرگ تھے کہ جن کے جنازے کی نماز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی بارگاہ رسالت میں ان کو شرف قبول حاصل تھا اور حضور ﷺ کا تشریف لانا اللہ اکبر یہ کیا بات ہے۔

جب تک معنوی امام کے امام حضور ﷺ نہ ہوں

ارے مجھ سے اگر پوچھو تو میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ جب تک معنوی امام کے امام حضور ﷺ نہ ہوں تو نماز قبول ہی نہیں ہوتی کیونکہ ہمارا امام آگے ہے ہم نے اس کی اقتداء کی لیکن یہ بات بھی ضرور ہے کہ اگر ہمارا امام صحیح العقیدہ ہے اور ہمارا امام روحانی طور پر جسمانی طور پر پاک ہے تو اس کو یہ شرف حاصل ہے۔ مجھے اس پر ایک واقعہ یاد پڑتا ہے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتوٰی میں ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا جو غالباً چھٹی صدی ہجری میں تھے انہوں نے فرمایا سیدی ابوعبداللہ غالباً ان کا نام ہے فرماتے ہیں یہ حرم مکہ میں یہ اس وقت کی بات ہے جب حرم مکہ میں طیبین وطاہرین ہوا کرتے تھے اس وقت حرم مکہ میں میں نے فجر کی نماز کی نیت باندھی امام کے پیچھے ایک

(الحاوی للفتوٰی)

کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی اور ایک حالت نے مجھے گرفت میں لے لیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے امام کے آگے رسول کریم خود امام بن کر جلوہ گر ہیں اور عشرہ مبشرہ حضور ﷺ کے پیچھے ہیں اور جو سورۃ حضور ﷺ نے نماز میں پڑھی تو وہ فرماتے ہیں فلاں فلاں سورتیں نماز میں پڑھیں اور فرمایا حضور ﷺ جب رکوع میں گئے تو ہمارا امام لاشعوری غیر شعوری طور پر وہ بھی رکوع میں گیا جب حضور ﷺ نے قومہ فرمایا تو ہمارے امام نے بھی قومہ فرمایا اگرچہ اس کو یہ پتہ نہیں کہ میں حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں مگر ایک روحانی رابطہ ہے حضور ﷺ کے سجدے پر اس کا سجدہ ہو رہا ہے حضور ﷺ کے جلسہ پر اس کا جلسہ ہو رہا ہے حضور ﷺ کے رکوع پر اس کا رکوع ہو رہا ہے حضور ﷺ کے قومہ پر اس کا قومہ ہو رہا ہے **فلما فرغ رسول الله ﷺ سلم الامام** یہاں تک کہ جب حضور ﷺ فارغ ہو گئے تو امام نے بھی سلام پھیر دیا تو اس بزرگ نے کہا کہ میری ساری عمر میں یہ ایک ہی نماز ہوئی ہے جس کو میں صحیح معنی میں نماز کہتا ہوں۔

حضور ﷺ کی رسالت عامہ

میرے دوستو! جو لوگ روحانیت سے بالکل واقف ہیں روحانیت تو بڑی چیز ہے میرے آقا کی شان کا تصور جس کے ذہن میں آ گیا خدا کی قسم وہ مومن ہے اور جو حضور ﷺ شان سے ناواقف وہ مومن ہی کیا میں بات پوچھتا ہوں یہ بتاؤ حضور ﷺ کی رسالت

عامہ پر تمہارا ایمان ہے یا نہیں حضور ﷺ سارے عالموں کیلئے رسول ہیں حضور ﷺ کی رسالت عام ہے سب کیلئے ہے سب کیلئے عام ہونیکا کیا مطلب ہے۔

میرا ایمان ہے کہ حضور ﷺ سارے عالموں کیلئے رسول ہیں جس میں جسمانی عالم بھی ہے روحانی عالم بھی ہے دنیا کا عالم بھی برزخ کا عالم بھی ہے۔ آخرت کا عالم بھی عرش معلی بھی بلکہ مجھے کہنے دیجئے جہاں جہاں کائنات ہے جہاں جہاں مخلوقات ہے وہاں تک میرے آقا کی رسالت ہے **وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ تَبَارَكَ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا** ارے وہ تو تمام عالمین کیلئے نبی اور رسول ہو کر آئے اور سارے عالم کیلئے وہ تو رحمت بن کر آئے سارے عالموں سے جب تک رابطہ نہ ہو تو وہ رحمت ہونگے؟ سارے عالموں سے رابطہ نہ ہو تو رحمت کیسے ہونگے عالموں میں یہ برزخ کا عالم بھی دنیا کا عالم بھی بیداری کا عالم بھی تمہارے خواب کا عالم بھی ہے یہ عالم ناسوت بھی ہے تمہاری زندگی کا جو عالم ہے وہ بھی ہے اور موت کے بعد جو عالم برزخ ہے وہ بھی ہے آخرت کا عالم بھی ہے اور ہر عالم کیلئے حضور ﷺ رسول ہیں اور رسول کے معنی یہ ہیں کہ رسالت کا عمل پیہم جاری رکھے کیونکہ رسالت عمل کا نام ہے ایک عمل پیہم ہے اور عمل پیہم بغیر فاعل کے ہو نہیں سکتا فاعل جب وہاں ہوگا تو اس کا عمل پیہم واقع ہوگا تو میرے آقا کا عمل پیہم اور عمل رسالت بیداری میں بھی ہے خواب میں بھی ہے برزخ میں بھی ہے آخرت میں بھی عاقبت میں بھی

(سورۃ انبیاء آیت 107) (سورۃ فرقان آیت 1)

ہے زمین میں بھی آسمانوں میں بھی ہے ارے تحت الثریٰ سے لیکر عرش معلی ساری کائنات میں حضور ﷺ کی رسالت ہے اگر عالم عقبیٰ میں نظر آئیں تو بھی ان کا کرم ہے کہ کسی کو اپنے جمال سے نوازدیں عالم خواب میں وہ اگر کسی کو نوازدیں تو بھی ان کا کرم ہے۔

حالت بیداری میں حضور ﷺ کا دیدار

دنیا میں ظاہری حیات میں خدا کی قسم اللہ کے نیک بندوں نے دنیا کے اندر جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے حضور ﷺ کو دیکھا ہے امام جلال الدین سیوطی کے بارے میں امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا المیزان الکبریٰ اٹھا کر دیکھئے ایک سو بیس (120) مرتبہ امام جلال الدین سیوطی نے جاگتے ہوئے حضور ﷺ کو دیکھا ہے سیدی حضور ﷺ غوث پاک نے بارہا جاگتے میں حضور ﷺ کو دیکھا ہے کتنے کتنے بزرگ اور نیک لوگ ہوئے۔ ان کے (انور شاہ) کشمیری صاحب نے بھی لکھدیا ہے فیض الباری تاریخ کے طور پر چار جلدیں لکھیں ہیں اس کے اندر بھی لکھ دیا جاگتے ہوئے حضور ﷺ کا دیکھنا ثابت ہے جو جاگتے ہوئے حضور ﷺ کے دیکھنے کا انکار کرے وہ جاہل ہے میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ تمام کمالات رسالت وہ ہیں جو دلائل شرعیہ سے ثابت ہیں اور قرآن کی آیتوں سے ثابت ہیں اور احادیث سے ثابت ہیں اور حضور ﷺ تمام کائنات کے رسول ہیں ساتوں زمینوں کے رسول ہیں ساتوں آسمانوں کے رسول ہیں اور اگر ستاروں میں مخلوق ہے وہاں بھی حضور ﷺ کی رسالت ہے لوگ کہتے ہیں کہ چاند میں مخلوق ہے

(المیزان الکبریٰ)

سورج میں مخلوق ہے اور مریخ میں مخلوق ہے اور تمام ستاروں میں بھی مخلوق ہے یقین کرو وہاں بھی محمد ﷺ رسول ہیں وہاں بھی حضور ﷺ کی رسالت ہے وہاں بھی حضور ﷺ کی شریعت چل رہی ہے لوگ کہتے ہیں نظام مصطفیٰ ﷺ ایک محدود سی چیز ہے میں کہتا ہوں نظام مصطفیٰ ﷺ تو وہ ہے جو کائنات کے ذرے میں موجود اور جلوہ گر ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے حنفیت کی بے مثال خدمت کی ہے

بہر حال بات دور چلی گئی اب میں عرض کروں گا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے حنفیت کی جو خدمت کی ہے اس کی مثال نہیں ہے فقہ حنفی کی خدمت کی ہے اس کی مثال نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کتاب و سنت کی وہی تعبیر حق ہے جو ہمارے آئمہ ھدیٰ نے کی ہے میں چاروں اماموں کو سنی مانتا ہوں چاروں اماموں کے مقلدوں کو سنی مانتا ہوں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سنی ہیں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سنی ہیں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سنی ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سنی ہیں اور ان چاروں اماموں کے مقلد سب سنی ہیں اگر کوئی کہے کہ فقہ حنفی کی بجائے کوئی فقہ شافعی نافذ کر دے تو آپ کیوں انکار کرتے ہیں وہ تو سنی ہیں تو میں عرض کرونگا ٹھیک ہے بے شک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام شافعی رضی اللہ عنہ امام مالک رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سب سنی ہیں لیکن مجتہدین کے اجتہاد میں اختلاف ہے اور جس ملک میں جس امام کے مقلد زیادہ

ہو نگے وہاں اسی امام کی فقہ نافذ ہونی چاہیے انصاف کا تقاضہ یہ ہی ہے اگر کسی جگہ شوافع کی اکثریت ہے تو میں کہوں گا وہاں فقہ شافعی نافذ ہونا چاہیے اگر کسی ملک میں مالکی ہوں مالکیوں کی اکثریت ہے تو فقہ مالکی اگر کسی ملک میں امام مالک احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلدین کی اکثریت ہے تو وہاں فقہ حنبلی نافذ ہونی چاہئے اگر کسی ملک میں حنفیوں کی اکثریت ہے تو کیوں نہیں کہتے کہ فقہ حنفی نافذ کر دو؟

اجتہاد

اب رہا یہ کہ آپ کہیں گے کہ چاروں میں اختلاف ہے صحیح کون سا ہے ایک ہی صحیح ہو گا باقی غلط ہو نگے اس کے متعلق میں ایک بات عرض کر دوں۔ جن مجتہدین کے بارے میں جو اجتہاد کی اہلیت **عند اللہ والرسول عند الشرع** جو اجتہاد کی صحیح اہلیت رکھتے ہیں اگر وہ اجتہاد کریں اور وہ اجتہاد میں اختلاف بھی ہو جائے تو خدا کی قسم کوئی بھی ماخوذ نہیں ہو گا کسی کو ملامت نہیں کریں گے۔ کسی کو غلط کار قرار نہیں دیں گے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اجتہاد کی اہلیت رکھنے والے نے اجتہاد کی اہلیت کیساتھ شرائط اجتہاد کیساتھ اجتہاد کیا اور پوری قوت علمیہ کو اس نے صرف کر دیا جہاں تک اس کی طاقت تھی اس کے بعد اگر کوئی بات حق کے خلاف بھی اس کے اجتہاد میں آ گئی تو اس کا قصور نہیں ہے۔ **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** ایک اجر پھر بھی اللہ اس کو عطا فرمائیگا۔ اور اگر کسی کے صواب ہاتھ آ گیا، اس کو دو حصے ملیں گے لیکن ان دونوں میں اختلاف کی وجہ سے آپ کسی ایک کو

(سورۃ بقرہ آیت 286)

برا نہیں کہہ سکتے ۔ اس کے لئے بھی ہمارے آقا دلیل چھوڑ کر چلے گئے اور حضور ﷺ
نے ہمیں دلیل دیدی حضور ﷺ صاف صاف فرما گئے **ترکتم علیٰ ملته**
بیضا لیلها ونهارها سواء اس راہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں آنکھیں بند کر کے چلے
آؤ دن رات برابر ہیں کہیں تم کو خطرہ لاحق نہیں ہوگا حضور ﷺ نے راہ متعین فرمائی
میں نے بارہا مرتبہ کہا اور آج میں پورے وثوق سے کہتا ہوں اور پوری وضاحت کیساتھ
کہتا ہوں کہ آئمہ کے اختلاف کی بناء پر کسی کو مطعون کرنا بالکل ناجائز ہے اور حضور ﷺ
کی حدیث کے خلاف ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا بخاری شریف میں ہے مسلم میں
بھی حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کو جو حکم دیا کہ تم بنوقریظہ کی
طرف جاؤ اور فرمایا کہ **لا تصلین احد العصر الا فی قریظة** اور ایک
روایت میں ہے **لا تصلین احد الظهر الا فی قریظة** یہ مسلم شریف کے
الفاظ میں کچھ تفاوت ہے اور اس کی تاویل محدثین نے کی ہے کہ حضور ﷺ نے غالباً دو
جماعتیں بھیجی ہیں ایک جماعت کو فرمایا تم نے عصر کی نماز بنوقریظہ میں پڑھنی ہے ادھر ادھر نہ
پڑھنی اور ایک کو فرمایا تم نے ظہر کی نماز بنوقریظہ میں پڑھنی ہے ادھر ادھر نہیں پڑھنی
بہرحال ظہر ہو یا عصر ہو جماعت کا جو حکم ہوا تھا **لا تصلین احد العصر الا فی
قریظه یا لا تصلین احد الظهر الا فی قریظه** تو وہ لوگ بنوقریظہ کی
طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم نماز وہاں جا کر پڑھتے ہیں تو نماز قضاء ہو

(بخاری شریف)(مسلم شریف)

جائے گی وقت گزر جائیگا کیا کریں حضور ﷺ کی حدیث ہمارے پاس ہے حضور ﷺ
نے فرمایا **لا تصلین** اور تاکید کے ساتھ فرمائی بالکل ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھنا وہاں پہنچے
بغیر تو کیا کریں وہاں جائیں تو نماز قضا ہوتی ہے تو وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے اور
حضور ﷺ کی صحبت انور سے بہرہ یاب تھے سب کے اندر اجتہاد کی اہلیت تھی تو ان صحابہ
کرام علیہم الرضوان نے اجتہاد کیا حدیث سب کے پاس ایک ہی تھی بعض صحابہ کرام علیہم
الرضوان کے اجتہاد میں یہ بات آئی کہ بھائی حضور ﷺ کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ تم
اتنے جلد جانا کہ نماز وہاں پڑھ لو اب ہمیں دیر ہوگی تو حضور ﷺ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ
نماز قضا کر دینا لہٰذا ہمیں نماز وقت پر پڑھ لینی چاہیے کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ان الصلوٰة كانت على المومنين كتابا موقوتا نماز تو فرض موکدہ
ہے لہٰذا نماز ہمیں وقت پر پڑھنی ہے ایک جماعت نے نماز وہاں پڑھ لی اور دوسری جو
جماعت تھی حدیث ان کے پاس بھی تھی انہوں نے کہا ہم تو حضور ﷺ کے حکم سے نماز
پڑھتے ہیں ہم کیا جانیں نماز کیا ہے حضور ﷺ نے حکم دیا نماز پڑھ لی جب حضور ﷺ
نے ہمیں فرمادیا **لا تصلین** تم نے نماز پڑھنی نہیں ہے مگر وہاں پہنچ کر پڑھنی ہے چاہے
قضا ہو یا ادا ہم تو وہیں جا کر پڑھیں گے تو پتہ چلا ایک جماعت نے نماز وہاں جا کر پڑھی
اور ایک نے وہی پڑھ لی اب یہ تو دونوں مجتہدوں کی جماعت ہے جب یہ لوگ حضور
ﷺ کی بارگاہ میں واپس آئے تو دونوں نے عرض کیا حضور ﷺ حدیث تو ایک ہی تھی

(سورۃ نساء103)

ہم نے یہ مطلب سمجھا ہم نے یہ سمجھا یہ بھی مجتہد ہم بھی مجتہد حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے نہ ان کو خطا کار قرار دیا نہ ان پر سختی فرمائی نہ ان کو جھڑکا نہ ان کو ملامت سنائی نہ ان کو ملامت سنائی فرمایا تم بھی ٹھیک ہو تم بھی ٹھیک ہو اگر کسی مجتہد کی بات مان کر کوئی شخص بھی کسی مجتہد کی بات پر عمل کرتا ہے تو وہ ٹھیک ہے خواہ دوسرے مجتہد کا اجتہاد انکے خلاف ہو وہ ٹھیک ہے لیکن اگر جو مجتہد کی بات ہی کو نہیں مانتا وہ جب عمل کریگا تو ٹھیک نہیں ہوگا یہ لوگ کہتے ہیں فلاں امام رفع یدین کرتے ہیں فلاں امام رفع یدین کرتے ہیں حنفیوں کو کیا ہوگیا کہ یہ رفع یدین نہیں کرتے میں کہتا ہوں اگر شافعی رضی اللہ عنہ کی تقلید کر کے اگر شافعی رفع یدین کرتے ہیں تو وہ ٹھیک کرتے ہیں تو امام کی تقلید کرتے ہیں اور امام جو ہے وہ مجتہد ہے اور مجتہد جو ہے اگر اجتہاد میں غلطی بھی ہو تو اللہ کی طرف سے اسے اجر ملے گا **فلم یعلمنی طاھرا منه** میں سمجھتا ہوں کہ آنیوالے واقعات نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے موجود تھے حضور ﷺ جانتے تھے کہ میرے مجتہدین امت میں اجتہاد کا اختلاف ہوگا اور امام مالک کا اجتہاد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مختلف ہو جائیگا امام شافعی کا اختلاف امام مالک سے مختلف ہو جائیگا تو کوئی میری امت کے کسی امام کو مطعون نہ قرار دے جب میں کسی امام کو مطعون نہیں قرار دیتا تو تمہیں کیا حق ہے کہ کسی کو مطعون قرار دو۔

مسئلہ رفع یدین پر بحث

مجدد اپنے امام کی فقہ کیلئے دلیل تلاش کرتا ہے اس مسئلہ کی تصحیح اور دلیل کی جستجو کرتا ہے

ہمارے امام صاحب کا مذہب کیا ہے سنو! میں رفع یدین کی بات کرتا ہوں میرے بعض دوست شافعی بیٹھے ہیں ان سے معافی چاہتا ہوں میں نے پہلے ہی عرض کر دیا اگر کوئی شافعی ہو کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں رفع یدین کرتا ہے ہمارا اس سے کوئی اختلاف نہیں وہ ٹھیک ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سنی ہیں اور جو کسی امام کو مانتا ہی نہیں اور پھر وہ ہاتھ اٹھاتا ہے وہ سنی نہیں ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو مناظرہ دار الحناطین میں ہوا ساری دنیا کو معلوم ہے سب کو پتہ ہے اور امام اوزاعی نے یہ حدیث پیش کی امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھیہ حدیث پیش کی انہوں نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوگیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہے انہوں نے فرمایا کہ حدثنی زید امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حدثنی عبداللہ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ۔کے ہر اٹھنے بیٹھنے کو رفع یدین فرماتے تھے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فوراً فرمایا **حدثنی حماد** مجھ سے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے بیان کی اور حماد نے ابراہیم بن خلیل سے ابراہیم بن خلیل سے علقمہ ویزید ابن اسود اور علقمہ ویزید نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو حضور ﷺ رفع یدین فرماتے تھے **ثم لا یعود فی شئی من ذالك** اس کے بعد سلام پھیرنے تک کسی موقع پر حضور ﷺ نے رفع یدین نہیں فرمایا جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے

یہ فرمایا تو امام اوزاعی رضی اللہ عنہ تو بڑے غصے میں آ گئے انہوں نے کہا **احدثك عن الزهری و احدثنی عن الحماد** ارے میں تو تم سے زہری کی اور تم حماد کی حدیث بیان کرتے ہو اور میں نافع کی حدیث بیان کرتا ہوں اور میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اور تم حدیث بیان کرتے ہو ابراہیم نخعی کی یزید ابن اسود کی اور علقمہ کی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا انہوں نے فرمایا کہ **حماد افقه من الزهری** فرمایا زہری سے حدیث بیان کرتے ہیں میں مانتا ہوں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے زیادہ فقیہ حماد ہیں اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جو ہیں وہ نافع سے زیادہ فقاہت رکھتے ہیں آپ پر حضرت علقمہ اور یزید ابن اسود یہ دونوں اپنی فقاہت میں شہرہ آفاق ہیں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صحبت کی فضیلت ضرور حاصل ہے شک نہیں ہے ان کی صحابیت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن علقمہ اور یزید ابن اسود کو فقہ میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کم نہیں مانتے مگر ان کی صحابیت کی فضیلت اپنے مقام پر ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔اب یہ ہم سے کہتے ہیں لو بھئی تم کہتے ہو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہو حالانکہ یہ تو فقط فتح القدیر۔۔۔۔۔ارے فتح القدیر کو تم نہیں مانتے تو ہم تمہارے راویوں کو کیسے مانیں گے بتاؤ اور تم ایسے راویوں کو پیش کرتے ہو جن پر ہزاروں جرحیں موجود ہیں میں کہتا ہوں ہمارے آئمہ ھدی آئمہ فقہا کی وہ

روایات ہیں کہ جن پر جرحوں میں سے ایک جرح نہیں ثابت کر سکتے کہ ہمارے آئمہ نے جو ان پر ثابت کیا بہر حال میں بات کو بڑھانا نہیں چاہتا میں اتنی بات کہتا ہوں کہ رفع یدین ثابت ہے حضور ﷺ نے ضرور کیا لیکن آخر میں منسوخ ہو گیا اور جس کو نسخ کا علم ہوا اس نے چھوڑ دیا اور جس کو نہیں ہوا اس نے جاری رکھا چنانچہ صحابہؓ حضور ﷺ کے بعد رفع یدین کرتے رہے میں مانتا ہوں صحابہؓ حضور ﷺ کے بعد نماز میں تکبیر افتتاح کے علاوہ رکوع قومہ وغیرہ میں وہ رفع یدین کرتے رہے مگر وہ منسوخ ہو چکا تھا جن کو منسوخ کا علم نہ ہوا وہ کرتے رہے اور جس کو منسوخ ہونیکا علم ہو گیا انہوں نے ترک کر دیا۔۔۔۔ یہ تو سنن کی بات ہے کہ رفع یدین فرض نہیں واجب نہیں سنت ہی ہے یہ تو سنن کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیل صحیح ہے

میں تو کہتا ہوں کہ بعض قرآن کی آیتیں منسوخ التلاوت ہو گئیں اور خدا کی قسم بعض صحابہؓ کو پتہ نہ چلا وہ منسوخ التلاوت آیتوں کو پڑھتے رہے اور جب ان کو پتہ چلا کہ واقعی منسوخ ہو گئیں تو اس کے بعد رجوع فرما لیا چھوڑ دیا۔لیکن یہ بات تمہاری کہ رفع یدین منسوخ ہو گیا ہوتا تو حضو کے بعد صحابہؓ نہ کرتے میں کہتا ہوں کہ قرآن کی بعض آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر حضور ﷺ کے وصال کے بعد اسی منسوخ التلاوت آیتوں کو پڑھتے رہے بخاری کی حدیث ہے **واللیل اذا یغشٰی والنهار اذا تجلّٰی وما خلق**

(سورۃ الیل آیت 1)

الذکر والانثٰی پڑھتے ہو لیکن بخاری شریف کی حدیث موجود ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ صحابی کے پاس گئے جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور جب وہ گئے حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور تمام شام کے قراء کی قرائت ابو دردہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے اور تمام کوفہ کے قراء کی قرائت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتی ہے آپ کے شاگرد حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا ذرا آپ **والیل اذا یغشٰی** کی سورۃ سنائیے تو انہوں نے اسی طرح پڑھا **والذکر والانثٰی** تو انہوں نے کہا ٹھہرو! یہ تم نے کس سے پڑھا تو انہوں نے کہا میں نے اپنے استاد عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے علقمہ میں بھی تو اس طرح پڑھتا ہوں کہ والذکر والانثیٰ شامیوں کا حال یہ ہے کہ وہ تمام لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ پڑھو بلکہ یہ پڑھو **وما خلق الذکر والانثٰی** اور کہتے ہیں ابو دردہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے تو اللہ کے محبوب کی زبان فیض ترجمان سے **والذکر والانثٰی** سنا ہے تو جب میں نے خود رسول پاک کی زبان سے بلا واسطہ سنا ہے تو میں ان کے کہنے سے **وما خلق الذکر والانثٰی** کیسے پڑھوں یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ ہوا کیا بتاؤ **وما خلق الذکر والانثٰی** یہ قرائت ناسخ ہے یا نہیں اور **والذکر والانثٰی** یہ قرات منسوخ ہے یا نہیں؟ اور دلیل.

(بخاری شریف)

یہ ہے کہ تمام قراء کوفہ تمام قراء شام ان کی قرائتیں منتہی ہوتی ہیں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دردہ رضی اللہ عنہ صحابی تک کسی سے **والذکر والانثٰی** کی آیت روایت نہیں کیا معلوم ہوا اب کو **وما خلق الذکر والانثٰی** کی قرات پہنچ گئی ہے مگر یہ بعد کو پہنچی رسول اللہ کے وصال کے بعد تک یہ حضرات **والذکر والانثٰی** پڑھتے رہے۔ میرے پیارے دوستو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر قرآن کی آیت کی تلاوت منسوخ ہونیکے باوجود بعض صحابہ ؓ کو حضور ﷺ کے بعد نہیں پہنچی اور وہ منسوخ التلاوت آیت پر عمل کرتے رہے ہیں تا وقت یہ کہ ناسخ انہیں پہنچے اور ممکن ہے سنت کے منسوخ ہونیکا کسی کو علم نہ ہو تو وہ اگر عمل کرتا رہے تو کون سا نقصان ہے تو بڑا افسوس ہے ان لوگوں پر ارے یہ تو نص قطعی ہے اور قرآن ہے جب قرآن کے بارے میں یہ حدیث کے اندر موجود ہے کہ آیت کی تلاوت منسوخ ہو چکی مگر صحابہ منسوخ التلاوت پر عمل کرتے رہے جو ان کے سامنے کہتا **وما خلق الذکر والانثٰی** وہ کہتے کہ ہم تو تمہاری مساوات نہیں کریں گے جب تک تواتر سے ان کو وہ قرات نہیں پہنچی اس وقت تک وہ منسوخ التلاوت آیت پر برقرار رہے ان کو جب تواتر پہنچ گیا تو اس کے بعد اس تواتر کے ماتحت اس کو قبول کیا میرے دوستو اگر قرآن میں یہ صورت ممکن ہے اور نص قطعی میں یہ صورت ممکن ہے تو سنت میں یہ صورت ممکن کیوں نہیں ہے سنت منسوخ ہو گئی بعض صحابہ جن کو علم نہ ہوا وہ اس پر عمل کرتے ہیں جن کو علم ہو گیا انہوں نے عمل ترک کر دیا

لہٰذا رفع یدین ضرور تھا حضور ﷺ نے عمل فرمایا مگر وہ منسوخ ہوگیا اور دلیل عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے صحیح ہے لوگ کیا کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا چھوٹا قد تھا تو قصہ یہ تھا حضور ﷺ کے رفع یدین کا پتہ نہیں چلتا تھا تو جب چھوٹا قد تھا تو وہ دیکھتے ہی نہ تھے حضور ﷺ کو انہوں نے دیکھا ہی نہیں روایت کیسے کرتے ہیں؟ میں پوچھتا ہوں نماز شروع کرتے وقت تو حضور ﷺ کے رفع یدین کو دیکھا یا نہیں دیکھا؟ تو یہ بتاؤ جب حضور ﷺ نماز شروع فرماتے تو ان کا قد لمبا ہو جاتا تھا پھر اس کے بعد چھوٹا ہو جاتا تھا کیا تماشہ ہے افتتاح صلوٰۃ کے وقت بھی تو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رفع یدین پر روایت فرما رہے ہیں تو کیا افتتاح صلوٰۃ کے وقت ان کا قد لمبا ہو جاتا اس کے بعد معاذ اللہ چھوٹے ہو جاتے بہر حال میں کہوں گا کہ رفع یدین کو میں مانتا ہوں مگر وہ منسوخ ہوگیا آپ سمجھ گئے جن کو علم ہوگیا ناسخ کو مان لیا منسوخ کو چھوڑ دیا ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اسی نقطہ پر ہے

اللہ اکبر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی جو تاویل کی واللہ باللہ ثم تاللہ اس کی مثال نہیں ملتی دیکھو افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین کی حدیث آتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے سر تک ہاتھ اٹھائے ایک حدیث میں ہے کہ کانوں تک اٹھائے ایک حدیث میں آتا ہے کہ کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے تو اب بتاؤ کہ کانوں تک یا

کاندھوں تک اٹھائیں ان پر عمل نہیں ہو سکے گا ایک ہی پر عمل ہو سکتا ہے دو پر کیسے ہوگا تینوں پر کیسے ہوگا مگر قربان حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہاتھ ایسے اٹھاؤ کہ تمہاری انگلیوں کے سرے سر کے مقابل ہو جائیں اور یہ حصہ کاندھوں کے مقابلے میں اور انگوٹھا کانوں کے مقابلے میں اور امام صاحب نے فرمایا کہ جس راوی نے ہتھیلیوں کو دیکھا اس نے کاندھوں کی روایت کر دی اور جس نے انگشت کو انگوٹھے کو دیکھا اس نے کانوں کی روایت کر دی جس نے اوپر حصے کو دیکھا اس نے سر کی روایت کر دی پھر میں کہتا ہوں کہ فقہ حنفی نے جو کتاب و سنت کی تعبیر کی ہے پاکستان میں وہی چلے لوگوں کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بہر حال میرے دوستو عزیزو! میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بات کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں خدا کی قسم عقیدہ توحید کو انہوں نے مستحکم فرمایا اور صحیح توحید کا نقشہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے پیش کیا اور شان رسالت کا صحیح تصور ہم کو دیا جن لوگوں نے توحید کو بگاڑنے کی کوشش کی اور جنہوں نے شان رسالت کی تنقیص کی کوشش کی اور تنقیص رسالت کا نام توحید رکھا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس فتنے کو ختم کیا اور ساری زندگی کا کارنامہ اسی نقطہ پر ہے اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ساری امت کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضور ﷺ کی رسالت مقدسہ کے متعلق ایک الزامی تصور کا ازالہ

بہر حال اب بات یہاں آ گئی کہ حضور ﷺ کی رسالت مقدسہ کے متعلق ایک الزامی تصور میں نے آپ کے سامنے رکھا وہ ایسا تصور ہے کہ فقط تصور کے لفظوں پر بات ختم نہیں کرنی بلکہ خدا کی قسم وہ دین متین کی بنیاد ہے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں جو خدا نے کسی مخلوق کو دیا ہے وہ عطائی ہے اور ذاتی کمال فقط اللہ کا ہے اگر کوئی شخص کسی کے علم کو ذاتی مانے شرک ہے اگر کوئی شخص کسی کے تصرف کو ذاتی مانے وہ مشرک ہے اگر کوئی شخص کسی کے کمال کو ذاتی مانے وہ مشرک ہے لیکن ہم کسی کے کمال کو ذاتی نہیں مانتے ہم سب کے کمالات کو عطائی مانتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ الوہیت عطائی نہیں ہوتی الوہیت کی عطا محال ہے محال ہے محال ہے لہٰذا یہ کہنا کہ تم عطائی الہٰ بھی مانو تو یہ ان کی انتہائی جہالت ہے جہاں عطا ہے وہاں الوہیت باقی کہاں رہتی ہے۔

عزیزان گرامی اب یہ کہنا کہ تم اولیاء کرام کو مانتے ہو جیسے مشرکین کہا کرتے تھے ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں گے وہ بھی مانتے تھے خدا زمینوں آسمانوں کا خالق ہے مگر چھوٹے چھوٹے خدا بنا لئے تھے لات و منات وعزیٰ و ویعوث وہبل یہ کیا تھے۔ یہ چھوٹے چھوٹے خدا تھے اور وہ کہتے تھے کہ ہم ان چھوٹے خداؤں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں یہ خدا کے قریب کر دیں گے وہ ان کے چھوٹے چھوٹے خدا تھے اور یہ تمہارے غوث ولی خواجہ ہیں یہ سب تمہارے چھوٹے چھوٹے خدا ہیں **استغفر للہ ربی من کل ذنب لا حول ولا قوۃ الا**

باللہ قرآن کے ترجمے میں الانساب والازلام کا لفظ قرآن میں آتا ہے تو الانساب والازلام کا ترجمہ کر دیا یہ آستانے۔ تو میں پوچھتا ہوں آپ سے کہ یہ آستانے جو ترجمہ کیا یہ تاثر دینے کیلئے؟ کیا تمہاری نظر میں تمہاری اصطلاح میں تمہارے عرف میں تمہاری بولی میں بزرگان دین کے مزارات کو آستانے کہتے ہیں یا نہیں کہتے؟ کوئی کسی مندر کو آستانہ کہتا ہے کوئی کسی بت کو آستانہ کہتا ہے ارے آستانہ تو بزرگان دین کے مزار کو کہتے ہیں خانقاہوں کو تمام بزرگان دین اللہ کے محبوبوں کی اس سے بڑھ کر اور کیا توہین ہو گیا الانساب والازلام کا ترجمہ آستانے کیا ہے۔ سنو یہ تصور جو بالکل اسلام کی نفی کرنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے الزام لگاتے ہیں کہ ان کے چھوٹے چھوٹے خدا تھے تم بھی چھوٹے چھوٹے خدا مانتے ہو خواجہؒ داتاؒ وغیرہ وغیرہ ان میں اور ان میں کیا فرق کیا ہے؟ جواب عرض کرتا ہوں پہلا جواب یہ ہے کہ وہ تو بتوں کو وسیلہ مانتے تھے جو وسیلہ بننے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے نہ خدا نے ان کو وسیلہ بنایا تھا بت نہ اہلیت رکھتے تھے نہ خدا نے انہیں وسیلہ بنایا اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو وسیلہ بننے کی اہلیت عطا فرمائی اور خدا نے خود ان کو وسیلہ بنایا **وبتغو الیہ الوسیلۃ** کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے محبوب ایک اور بات ہے **وداعیا الی اللہ باذنہ** بتاؤ حضور ﷺ اللہ کی طرف داعی ہیں یا نہیں اور جو داعی ہو گا وہ وسیلہ ہو گا یا نہیں ہو گا تو خدا نے جنکو وسیلہ بنایا اب اگر ہم ان کو وسیلہ نہ بنائیں تو بولو خدا کا انکار ہے یا نہیں ہے ارے ان کو تو خدا نے وسیلہ بنایا بتاؤ ان بتوں کو کس نے وسیلہ بنایا تم

(سورۃ احزاب آیت 46)

ان بتوں پر انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ کا قیاس کرتے ہو معاذ اللہ ان کو خدا نے وسیلہ کی اہلیت دیکر پیدا فرمایا خود خدا نے وسیلہ بنایا اور یہ بت نا اہل تھے نا وسیلہ بنایا۔۔۔۔لہٰذا ہمارا ان پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے۔اس کے علاوہ ایک اور بات کرتا ہوں وہ کہتے ہیں **ما نعبدهم الا ليقربونا** ہم ان کی عبادت نہیں کرتے پرستش نہیں کرتے مگر اس لئے کرتے ہیں تاکہ خدا کے قریب کر دیں۔یہاں تین باتیں ہیں ایک تو وہ بت وسیلہ بننے کے اہل نہ تھے اور خدا نے انہیں وسیلہ بنایا نہیں پھر اس کے علاوہ یہ کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے اور ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ارے جس کی عبادت کی جائے وہ تو معبود ہے اور معبود الٰہ ہے اور الٰہ کون ہے الٰہ وہ ہے جو مخلوق نا ہو ارے شرک تو تب ہو جب ہم خدا کے برابر مانیں یاد رکھو برابری کے بغیر شرک نہیں ہوا کرتا یہی وجہ ہے کہ شرک کیلئے عدل کا لفظ بھی لغت میں آیا ہے کیونکہ عدل بمعنی برابر کے ہے جب تک غیر خدا کو خدا کے برابر نہ کرو شرک نہیں ہوتا اور اس لئے قرآن کہتا ہے **بربهم يعدلون** کافر و مشرکین سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کافر یہ مشرک اپنے معبودوں کو اپنے رب کے برابر کرتے ہیں یعدلون برابر کرتے ہیں۔

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا حجاج بن یوسف سے مکالمہ

ایک واقعہ مجھے یاد آگیا حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا جب حجاج بن یوسف نے ان کو بلایا اور کہا بتاؤ تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو کیونکہ وہ تو حق گو آدمی تھے سعید ابن جبیر

(سورۃ زمر آیت 37)

رضی اللہ عنہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، حجاج بن یوسف بڑا ظالم تھا تو جب لوگ اس کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے تھے کیونکہ سلطان ظالم کیخلاف کلمہ حق ادا کرنا یہ تو افضل جہاد ہے تو سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہمیشہ آواز اٹھاتے تھے حجاج ابن یوسف نے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا دربار میں بلا کر پوچھا کہ بتاؤ میرے حق میں آپ کیا کہتے ہیں حجاج بن یوسف ظالم نے کہا کہ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ تم میرے سامنے کہو میرے حق میں کیا کہتے ہو تو حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **انت عادل انت قاسط** لوگ بڑے خوش ہو گئے کہ جناب، حجاج بن یوسف کا یہ عالم کہ غصہ میں لال پیلا ہو گیا کہ تم بڑے بیوقوف ہو اس نے کوئی میری تعریف کی ہے؟ ارے بیوقوفو! اتنی بڑی گالی میرے منہ پر آج تک کسی نے نہ دی جتنی بڑی گالی آج یہ میرے منہ پر دے رہا ہے اس نے کہا تم قرآن پڑھو۔۔۔۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں **يعدلون بمعنى مشركون** کے ہے۔ارے عادل کہہ کر مجھے مشرک کہہ دیا ہے مجھے کافر کہہ رہا ہے **واما القاسطون فكانو لجهنم حطباء** وہ تو جہنم کا ایندھن ہے قاصد بمعنی ظالم کہتے ہیں ارے ظالمو اس نے مجھے قاصد کہا عادل مشرک کہا پتہ چلا کہ مشرک کے معنی ہی برابری کے ہیں **واما القاسطون فكانو لجهنم حطباء** وہ تو جہنم کا ایندھن ہے قاسط بمعنی ظالم کہتے ہیں ارے ظالمو اس نے مجھے قاسط کہا عادل مشرک کہا پتہ

چلا کہ مشرک کے معنی ہی برابری کے ہیں **یعدلون ای یشرکون** عادل بمعنی مشرک اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمادیا انت مشرک خیر بہرحال اس نے کہا ان کی گردن اڑادو جب جلاد آیا تو آپ نے ایک دعا فرمائی حجاج بن یوسف کے خلاف فرمایا ۔ اے اللہ میری گردن اس کی تلوار کا آخری تختہ دمشق ہو یعنی میرے بعد اس کو کسی پر مسلط نہ فرمانا نتیجہ یہ ہوا ادھر آپ کو شہید کیا پندرہ دن کے بعد حجاج بن یوسف مرگیا اور اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔

بہرحال عادل کہہ کر مشرک کہا اور مشرک بغیر برابری کے نہیں ہوتا اور برابری جب ہی ہوگی جب بندے کے کمال کو بھی ذاتی کہو اور خدا کے کمال کو بھی ذاتی کہو ہم تو کسی بندے کے کمال کو ذاتی نہیں کہتے لہٰذا ہم تو مشرک نہیں ہاں تم کہتے ہو عطائی کمال ماننے تو مشرک ہے تو خود مشرک ہوگئے کیوں عطائی کمال ماننے والا مشرک تب ہوگا جب خدا کا کمال بھی عطائی ہو اور جو عطائی کہے وہ مشرک ہے مشرک ہے۔

یہ کیسی توحید ہمارے سامنے رکھی ان ظالموں نے خدا تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو صحیح توحید کی راہ بتائی یہ تجدیدی کارنامہ ہے باقی علوم وفنون جس قدر مجدد کیلئے درکار ہوتے ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان سب میں ید طولیٰ عطا فرمایا خدا کی قسم اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے عطائی کمالات کا انکار اگر حق ہو اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے عطائی کمالات کو مشرک

کہا جائے تو واللہ اسکے بعد توحید کا کوئی تصور قائم نہ ہونے پائے گا اگر عقیدے کو کفر کہا جائے تو اسلام کچھ نہیں ہے۔

کمال انسانیت کیا ہے؟

اسلام کے معنی ہیں گردن نہادن گردن جھکا دینا جب بندہ خدا کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے تو **من کان اللہ لہ** جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن پاک لوگوں نے اپنے ظاہر و باطن کو اپنی علمی عملی قوت کو اپنے اختیار کو اپنی رضا کو اپنی مشیت کو اپنے ارادے کو اپنی ذات وصفات کو خدا کی بارگاہ میں جھکا دیا خدا کی قسم ان کے صفات میں صفات خداوندی کا جلوہ ہوتا ہے ان کی سمع خدا کی صفت سمع کی مظہر ہوگئی ان کی بصر خدا کی صفت بصر کی مظہر ہوگئی ان کی زبان خدا کی صفت کلام کا مظہر ہوگئی ان کے جوارح خدا کی قدرتوں کا مظہر ہوگئے اور میں سچ کہتا ہوں کہ وہ آئینہ ہوگئے کمال الوہیت کا یہ کمال انسانیت ہے انسانیت کا کمال یہی ہے کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ اس کا آئینہ وجود خدا کی صفت کے متجلی ہو کر کے اور خدا کے صفات کے جلوؤں سے اپنے آپ کو روشن کر سکے اس قدر اس کی انسانیت کامل ہے۔ میرے دوستو عزیزو! صفات اللہ کا جلوہ جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کی انسانیت کامل سے کامل تر ہوگی حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ کی زبان اقدس پر اللہ نے فرمایا حضور ﷺ اپنی زبان اقدس سے اپنے غلاموں کو فرما دیجئے کہ بندہ کثرت نوافل کے ذریعے میرا قرب

حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کی پانچویں جلد میں نقل کرتے ہیں **کنت لہ لسانا یتکلم** زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے کیا مطلب خدا بندے میں حلول کر جاتا ہے معاذ اللہ۔ صفات کا جلوہ بندہ کے آئینہ میں ظاہر ہو جاتا ہے شیشہ کو آفتاب کے نیچے رکھ دیں تو شیشہ روشنی سے منور ہو جاتا ہے ارے یہ نہیں کہہ سکتے کہ شیشے میں آفتاب حلول کر گیا مگر شیشہ ہونا چاہیے اگر پتھر ہڈی رکھ دو تو کونسا نور آئیگا انبیاء علیہم السلام و اولیاء کاملین کا باطن شیشہ ہوتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں اولیأ ء حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے منور ہو جاتے ہیں خدا نہیں ہوتے بلکہ مظہر صفات خدا ہوتے ہیں ایک شیشہ ہوتا ہے اس کے اندر یہ صفت ہوتی ہے کہ اگر سورج کی شعاعیں اس شیشہ میں پڑیں تو اگر کالا کپڑا ہو تو جل جاتا ہے اگر کوئی نہیں مانتا تو تجربہ کر لے آتشی شیشہ سے کپڑا جل جاتا ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں جلایا کس نے سورج نے کہ شیشے نے سورج نے جلایا تو کپڑا لیکر سورج کے سامنے ہو جاؤ اگر شیشے نے جلایا تو کالا کپڑا شیشے پر رکھ دو نہیں جلے گا ماننا پڑے گا جلایا تو سورج نے مگر وہ شعائیں جو کپڑا جلانے کا اثر رکھتی ہیں وہ آتشی شیشے کے واسطے سے جلاتی ہیں یہ واسطہ ہوتا ہے وسیلہ ہوتا ہے شعائیں موجود ہیں آتشی شیشہ نہیں پیدا کرتا مگر آتشی شیشہ ان شعاؤں کو لے لیتا ہے لینے کے بعد ہی آگے جلاتا ہے اللہ تعالیٰ کے کمال الوہیت اور صفات

(تفسیر کبیر)

الوہیت کے جلوؤں کو لینے کی صلاحیت اولیاء کاملین کی جماعت میں ہے اللہ نے واسطہ بنایا وسیلہ بنایا اپنے اور بندوں کے درمیان یہ انبیاء علیہم السلام اولیاء کاملین خدا سے لیتے ہیں بندوں کو دیتے ہیں۔ اولیأ ء کے پاس کیوں جاتے ہو خدا سے مانگو یا اللہ ہمیں دیدے خدا مردوں کی سنتا ہے تمہاری نہیں سنتا؟

بخشا میں ہوں مگر اپنے محبوبوں کے وسیلے سے

میرے دوستو صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی مصائب و مشکلات لیکر حضور ﷺ کے پاس جاتے تھے یا نہیں جاتے تھے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولو انهم اذ ظلموا انفسهم** جو اپنی جانوں پر ظلم کرلیں پیارے تیرے پاس آجائیں رسول بھی ان کے لئے سفارش فرمائیں اللہ انکو معاف فرمادیگا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کی طرف آنیکی رہنمائی فرمائی اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم دعاؤں کیلئے حضور ﷺ کے پاس آتے تھے حضور ﷺ کو وسیلہ بنایا صحابہ رضی اللہ عنہم اس لئے جاتے تھے **انما الاعمال بنیات** اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ننانوے (99) آدمی قتل کئے تو اس کو خیال ہوا توبہ کرنی چاہیے مشورہ کیا کسی آدمی راہب سے اس نے کہا اتنے قتل کر دیئے تیرے لیے تو کوئی توبہ کا راستہ نہیں اب وہ بڑا متعجب ہوا حیران و پریشان ہو گیا کہ کوئی توبہ کا راستہ نہیں ہے اس نے کہا تو ایک اور سہی پورے سو (100) کرلیں اس راہب کو بھی بے گناہ قتل کر دیا پھر دل میں خیال آ گیا میں تو اپنے گناہوں کو بڑھاتا جارہا

(سورۃ نساء آیت 64) (بخاری شریف)

ہوں پھر ادھر ادھر بھاگا کسی سے پوچھا اس آدمی نے کہا فلاں بستی کی طرف چلا جا
اولیائے کاملین صالحین رہتے ہیں چلا جا توبہ کر لے ان کے ہاتھوں پر وہ چل پڑا روانہ ہو
گیا اولیائے کاملین کی بستی کی طرف لیکن راستہ میں ملک الموت علیہ السلام آگے روح
قبض ہوگئی تو ہوا کیا؟ ثواب کے رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آگئے اور دونوں
کہنے لگے کہ ہم لے جائیں گے عذاب کے فرشتے کہنے لگے ہم لے جائیں گے ۔مگر اللہ
نے فرمایا زمین ناپ لو جس کے قریب ہو اگر اولیاء کاملین کی بستی کے قریب ہے تو رحمت
کے فرشتے لے جائیں اور اگر جہاں سے چلا ہے وہ جگہ اس کے قریب ہے تو عذاب کے
فرشتے لے جائیں تو زمین ناپی گئی اللہ نے زمین کی طرف وحی کی کہ بستی کی طرف سکڑ
جائے اور پچھلے حصہ کو وحی کی کہ لمبی ہو جائے چنانچہ زمین ناپی تو ویسے ہی ہو گیا رحمت کے
فرشتے لے گئے میں پوچھتا ہوں بخشش ہوئی کہ نہیں ہوئی ؟ بخشنے والا تو خدا ہے جب بخشنے
والا خدا ہے تو یہ کام کیوں ہوا بتانا یہ تھا کہ بخشتا میں ہوں مگر واسطہ وسیلہ اولیائے کاملین رحمۃ
اللہ علیہم ہیں اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم کی عظمتوں کا جھنڈا لہرانا تھا اولیائے کاملین رحمۃ
اللہ علیہم خدا نہیں ہوتے بلکہ خدا کی صفات الوہیت کے آئینہ ہوتے ہیں ۔یہ خوارج ہیں جو
کافروں کی شان والی آیتیں اولیائے کاملین کیلئے بتوں کی آیتیں اولیائے کاملین رحمۃ اللہ
علیہم پر چسپاں کرتے ہیں اللہ ان سے بچائے بتوں کے حق میں تھیں ان ظالموں نے
اولیاء کاملین رحمۃ اللہ علیہم پر چسپاں کر دیں من دون اللہ کے معنی ہیں خدا کے ارادے کے

بغیر کوئی کام کرے وہ من دون اللہ کا مصداق ہے اللہ اپنے حکم کو پورا کرتا ہے مگر ان کے
ہاتھوں سے جو اللہ کے محبوب مقرب ہیں اولیاء ہیں ۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کام
سرانجام دیا وہ سبق دیا جو کتاب وسنت کا سبق ہے جو اللہ ورسول کا ارشاد ہے اور توحید و
رسالت کا صحیح سبق انہوں نے دیا اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر
چلنے کی توفیق عطا فرمائے

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

باب نمبر 9

اعلیٰ حضرتؒ بحیثیت ولیءکامل

جامع مسجد غلہ منڈی بورے والا میں جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام منعقد عرس امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں محقق بے بدل ضیغم اسلام غزالی زماں رازی ءدوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز تشریف لائے اور آپ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے شان ولایت پر جو تحقیقات علمیہ کے جواہر نفیسہ پیش فرمائے درج ذیل ہیں یہ خطاب دلنواز بھی علامہ صاحبزادہ سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب نے ٹیپ سے سے نقل کر کے مرتب فرمایا۔

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلامضلله ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين اٰمنو وكانو يتقون لهم البشرٰى فى الحيٰوة الدنيا وفى الاٰخرة لا تبديل لكلمات الله ذٰالك هوالفوز العظيم صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى ذٰالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبى يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔ (آیات بینات کا ترجمہ پیش فرمانے کے بعد غزالی زماں

(سورۃ یونس 61.64)

رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق یوں گویا ہوئے) کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ الہ علیہ کے علمی کارناموں کو جو بھی دیکھے وہ یہ جانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ فی الحقیقت اس صدی کے مجدد

تھے اور علوم وفنون کا بحرِ ذخار تھے جب آپ کی علمی تحقیقات خصوصا فتاوٰی رضویہ کو ذہن میں لاتا ہوں تو ان کی ذات سے متعلق اجمالی تصور یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے علوم آپ کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور ہر علم نے متعلق صرف تعارف ہی نہیں کامل دسترس رکھتے ہیں جس شخص نے آپ کے فتاوٰی رضویہ اور دیگر تصانیف کا مطالعہ کیا اور مخالفت کی وجہ سے زبان سے کہے نہ کہے دلی طور پر وہ بھی آپ کے زورِ علم کو مانتا ہے آپ کے تجدیدی کارناموں کا تصور یوں سمجھئے کہ مجدد کا کام یہ ہوتا ہے کہ دین میں جہاں جہاں فتنے پیدا ہو رہے ہیں انہیں بند کر دے اور بے دین کی جو باتیں بھی دین اسلام میں داخل ہو چکی ہوں انہیں نکال دے مجدد وہ ہے کہ بے دینی کو بے دینی کر کے دکھائے اور دین کو دین کر کے دکھائے حق کو حق کر کے اور باطل کو باطل کر کے پیش کرے کفر کو کفر اور اسلام کو اسلام کی صورت میں پیش کرے یہ نہیں کہ کفر کو اسلام بنائے اور جو شخص اس قسم کی جرأت کرے مجدد اپنے تمام تر وسائل سے اس کا پامردی سے مقابلہ کرتا ہے۔

مسئلہ تکفیر سے متعلق آپ جیسا محتاط عالم دین نظر نہیں آیا

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو کافر نہیں بنایا بلکہ یہ بتایا کہ کفر یہ ہے اور اسلام یہ ہے بنانے اور بتانے میں بہت فرق ہے اور آپ کا یہ عمل ہے جس سے لوگ سیخ پا ہو گئے مسئلہ تکفیر کے متعلق آپ جیسا محتاط عالم دین ہمیں تو کہیں نظر نہیں آیا کفار کے متعلق ایک خاص موضوع پر کف لسان کو احوط قرار دیا کیونکہ جس کے متعلق بات تھی اس کے متعلق بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ شخص معہود نے اس سے رجوع کر لیا اور بعض نے یہ کہا کہ متعلقہ کتاب کی نسبت اس کی طرف صحیح نہیں چونکہ ان افواہوں سے صورت حال میں کچھ کمزوری آ گئی اس لئے آپ نے کف لسان کو احوط قرار دیا اور جہاں دلائل اور شواہد کے اعتبار سے ایسا ممکن نہیں تھا وہاں آپ نے ذمہ داری پوری کی اور حق کو حق کر کے بتایا اور باطل کو باطل کر کے بتایا جس طرح آپ علم و فضل کے تاجدار ہیں اسی طرح آپ عمل کے معاملہ میں بڑے بلند پایا متبع سنت ہیں آپ کی نشست و برخاست چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا غرض یہ کہ ہر شعبہ زندگی میں کمال تقویٰ اور کمال طہارت تھی ایک بزرگ تھے انہوں نے آپ کے پاس موجود ایک بچے سے پانی مانگا آپ نے فرمایا اس بچے سے پانی نہیں لے سکتے کیونکہ آپ کو اس پر حق ولدیت نہیں ہے اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کا اندازہ لگانا ہو تو الدولۃ المکیہ کا مطالعہ کرو پتہ چلے گا کہ آپ کا علمی مقام کیا ہے۔ ہزاروں کے ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے فتاویٰ رضویہ کو دیکھئے کہیں علامہ شامی سے تطفل فرمارہے ہیں تو کہیں محققین اور نامور فقہاء امت

سے تطفل فرمارہے ہیں۔

اور حقیقتاً یوں معلوم ہوتا ہے کہ علم و تحقیق کا ایک سمندر ہے جس کی انتہاء نہیں، آپ کے زمانے میں جو بھی تجدیدی ضرورت تھی آپ نے پوری فرمائی سیاست کی بے راہ روی میں دینی اعتبار سے اور اعمال اور عقائد میں اعتدالی کا کلامی اور فقہی نکتہ نظر سے ازالہ فرمایا جس کی وجہ سے اس وقت کے صنادید ناراض ہو گئے لیکن آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اعلاء کلمۃ الحق کا حق ادا کیا کہ یہی مجدد کی ذمہ داری ہے اب ہمارا کام ہے کہ ہم عقائد و اعمال سیاست اور فقہ ہر میدان میں آپ سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور یہ ایسی صاف راہیں ہیں کہ ان پر چل کر بحمدہ تعالیٰ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے اور اس بناء پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد منانا بہت ضروری ہے۔

ترجمۃ القرآن کنز الایمان

آپ نے قرآن پاک کا ایک ایسا عظیم ترجمہ کیا ہے کہ گمراہیوں کی تمام راہوں کو بند فرمایا۔ نہایت بابرکت اور نفیس ترجمہ ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہر کے ساتھ ساتھ علوم باطن کے بھی امام تھے اور آج یہاں اعلیٰ حضرت بحیثیت ولی کامل کے عنوان سے گفتگو کروں گا۔ چنانچہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری کے وقت آپ حرم کعبہ میں بیٹھے تھے کہ اس وقت کے عظیم عالم ربانی مفتی شافعیہ آپ کے قریب کھڑے ہو کر بغور دیکھتے رہے اور پھر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا **انی لاجد نور**

الله فی هذا الجبین اور یہ نور وہی نور ولایت ہی تو تھا جس سے قدرت نے آپ کو منور و معمر فرمایا تھا۔ **الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون** ولی فصیل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے ولی کے معنی ہیں قریب اسی لئے **اولٰی بمعنٰی اقرب قال الله تبارك و تعالٰی النبی اولٰی بالمومنین من انفسهم** یعنی ولی قریب ہونے کی صفت رکھتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ولی بمعنی محبّ اور بمعنی محبوب ہے بعض نے اولٰی بالتصرف کے معنی کئے ہیں۔

اور اگر آپ غور کریں ان سب میں قرب کا مفہوم پایا جاتا ہے چنانچہ سچا محبّ اپنے محبوب کے ہاں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور محبت کے واسطے سے محبوب اپنے محبّ کے قریب ہوتا ہے اور اولٰی بالتصرف قرب کو اور زیادہ چاہتا ہے چنانچہ نابالغہ بچی کے نکاح کیلئے دادا کے مقابلے میں والد اولی بالتصرف ہے کیونکہ وہ دادا کی نسبت صغیرہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اگر باپ ناراض ہو تو دادا نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا قرب جتنا زیادہ ہوگا تصرف اتنا ہی موثر ہوگا اور قرب جتنا زیادہ ہوگا اتنی محبت زیادہ ہوگی اور محبت جتنی اعلیٰ ہو گی محبوب بھی اسی قدر اعلیٰ ہوگا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ولی بمعنی قریب ہے تو ولی کس کے قریب ہوتا ہے تو خوب سمجھ لیجئے کہ ولی وہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب تو ہرکسی کو حاصل ہے قال اللہ تعالیٰ **نحن اقرب الیه من حبل**

(سورۃ احزاب 6)

الورید نیز فرمایا **وهو معكم اينما كنتم** اس طرح تو پھر ہر شخص پر ولی کا اطلاق ہوا حالانکہ ایسا نہیں اور ایسی صورت میں ولی اور غیر ولی میں فرق کیا ہوا کیونکہ اللہ تعالٰی سب سے قریب ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قریب ہونا اللہ تعالٰی کی شان ہے **نحن اقرب الیه من حبل الورید** یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اللہ جس کے قریب ہو وہ بھی اللہ کے قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ تو سب کے قریب ہے مگر اللہ تعالیٰ کے قریب کوئی کوئی ہے ولی کی تعریف یہ نہیں کہ جس کے اللہ تعالیٰ قریب ہو بلکہ ولی وہ ہے جو اللہ کے قریب ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ تو سب کے قریب ہو تو پھر ہر کوئی اس کے قریب کیوں نہیں جیسا کہ دونوں ہاتھ اگر ہم کہیں کے دایاں ہاتھ بائیں سے قریب ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بایاں بھی دائیں کے قریب ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک تو دوسرے سے قریب ہو لیکن وہ دوسرا پہلے سے قریب نہ ہو؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اپنے قرب مکانی اور قرب جسمانی کے اعتبار سے کہی ہے اور اللہ تعالیٰ قرب جسمانی اور قرب زمانی سے پاک ہے وہاں قرب جسمانی اور زمانی نہیں چلتا وہاں تو قرب معنوی چلتا ہے دونوں ہاتھوں کا ایک دوسرے سے قریب ہونا قرب جسمانی کے اعتبار سے ہے جبکہ ذات حق پر قرب جسمانی کا اطلاق ہوسکتا ہے نہ

(سورۃ الحدید آیت 4)(سورۃ ق آیت 16)

قرب مکانی کا لہٰذا یہ مثال وہاں نہیں چلتی ۔ اللہ تعالیٰ تو سب سے قریب ہے وہ انبیاء علیہم السلام شہداء صالحین مومنین کے قریب ہے بلکہ کفار و مشرکین کے بھی قریب ہے لیکن ہر ایک خدا کے قریب نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے قرب کی حقیقت اصل میں اس کی معرفت پر موقوف ہے جیسے اس کی جتنی معرفت ہوگی وہ اسی قدر اس کے قریب ہوگا چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامتناہی ہے تو اس کی معرفت بھی لامتناہی ہے لہٰذا اس کی ذات کا قرب بھی لامتناہی اور خدا کی صفات بھی لامتناہی اس لئے خدا تعالیٰ کی صفات کا قرب بھی لامتناہی اسی لئے درجات قرب کا احاطہ نہیں ہوسکتا چونکہ اس کی شانیں، تجلیات، صفات اور ذات لامتناہی ہیں اور لامتناہی کی معرفت بھی لامتناہی ہوگی۔

قرآن مجید جمال مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ ہے

میرے ابتدائی دور میں ایک دفعہ ایک آریہ سے مناظرہ ہوا اس بدبخت نے مجھ پر سوال کیا کہ آپ ہمیں اسلام کی کیا دعوت دیتے ہیں جبکہ تمہارا اپنا بھی کوئی ہدایت پر نہیں حتیٰ کہ اس بدبخت نے نبی کریم ﷺ کا نام لیکر کہا (معاذ اللہ) وہ بھی نہیں کیونکہ تم سب اپنی دعا میں کہتے ہو اھدنا الصراط المستقیم اور یہی دعا کرتے کرتے تمام فوت ہوگئے چاہے وہ کسی سطح کے مسلمان ہوں اگر تمہیں اور تمہارے اسلاف کو صراط مستقیم کی ہدایت مل گئی تو پھر دعا کیوں؟ کیونکہ یہ تو تحصیل حاصل ہے اور ابھی تک نہیں ہوئی تو پھر ہمیں کیا ہدایت دو گے تم تو سب خود معاذ اللہ محروم ہدایت ہو میں نے اسے جواب میں کہا کہ ظالم! تو قرآن پاک

کو کیا جانے اور کیا سمجھے یہ مقدس کلام بھی لامتناہی اور اس کے معانی بھی لامتناہی ہیں اور ان مفاہیم و معانی کو ہر شخص اپنے طور پر کیا سمجھے گا۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ قرآن پاک بسم اللہ کی ''ب''، سے لیکر والناس کی س تک جمال مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں علامہ امام اسماعیل حقی برسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کا قول نقل فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں **ما وجدت فی القرآن غیر صفة محمد ﷺ** میں نے تو قرآن کریم میں بجز صفت حبیب پاک ﷺ کچھ بھی نہیں پایا اگر کوئی کہے کہ قرآن پاک میں تو توحید بھی ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ بے شک قرآن پاک میں توحید ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ صرف یہی کہ خدا کو ایک جاننا اور ایک ماننا اب بتاؤ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور ایک ماننا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر اسے وہ ایک نہ مانتے تو ہم کیسے مانتے اور اگر اسے وہ ایک نہ جانتے تو ہم کیسے جانتے ارے اگر اللہ تعالیٰ کو وہ ایک نہ مانتے تو ہمیں کون منواتا اگر وہ نہ جانتے تو ہم کس طرح جانتے قرآن میں توحید ہے ایک ہونا تو خدا کی صفت ہے مگر ایک ماننا تو حضور ﷺ کی صفت ہے اسی لئے فرمایا قل ھو اللہ احد اب اگر کوئی کہے کہ قرآن پاک میں تو کفار، مشرکین اور سب بروں کا ذکر بھی ہے نافرمانوں، ظالموں، فاسقوں، فاجروں وغیرہ کا ذکر ہے تو یہ کیسے صفت حضور ﷺ کی ہوگی جبکہ اسی قرآن پاک میں دوزخ اور دوزخیوں کا ذکر بھی ہے تو میں کہتا ہوں اور خوب یاد رکھیئے یہ بھی حضور تاجدار مدنی ﷺ کی عظمت کا بیان ہے کیونکہ فسق و فجور

(تفسیر روح البیان)

ومعصیت یہ سب کچھ حضورﷺ کی دشمنی ہے اور جب تک دشمن کی مذمت نہ کی جائیگی تو محبوبﷺ کی شان کیسے ظاہر ہوگی حقیقت یہ ہے **ماوجدت فی القرآن غیر صفتہ محمد** ﷺ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے صفحہ ۹۳ جلد صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے **(حتٰی اذاکان یوم الاثنین وھم صفوف فی الصلوٰۃ فکشف النبی ﷺ سترا لحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃ مصحف)** جونہی سرکار دو عالمﷺ نے پردہ اٹھایا اور حالت یہ ہے مدینہ میں قبلہ کی جانب جنوب ہے اور حجرہ مبارک بجانب مشرق، اب جب حضور اکرم ﷺ نے پردہ اٹھایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز تو جنوب کی طرف پڑھ رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں مشرق کی طرف کیونکہ سرکار علیہ السلام اسی طرف جلوہ افروز ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیا دیکھا **کان وجھہ ورقۃ مصحف** حضور اکرمﷺ کا چہرہ انور کیا تھا گویا قرآن پاک کا ورق ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **ثم تبسم یضحک ففھمنا ان نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی** ﷺ یعنی جب چہرہ مبارک پر نظر پڑی قریب تھا کہ ہم فتنہ میں مبتلا ہو جائیں یعنی نماز چھوڑ کر سرکار دو عالمﷺ کے قدموں سے لپٹ جائیں معلوم ہوا جسے مصطفیٰﷺ سے تعلق نہیں وہ قرآن پاک کو کیا سمجھے گا۔

(بخاری شریف صفحہ ۹۳)(تفسیر روح البیان)

آریہ کے ساتھ مناظرہ

آریہ مناظرہ سوال کے جواب کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا) صراط المستقیم کی ہدایت دراصل قرب ومعرفت کی راہوں کو طلب کرنا ہے جب اھدنا الصراط المستقیم کہا تو قرب کا ایک درجہ مل گیا آگے دیکھا تو ایک اور درجہ نظر آیا پھر عرض کی اھدنا الصراط المستقیم وہ بھی مل گیا آگے اور درجہ نظر آیا پھر کہا اھدنا الصراط المستقیم تو مراتب قرب لامتناہی ہیں تو جب مطلوب لامتناہی ہے تو طلب بھی لامتناہی ہوگی درجات قرب ومعرفت کو تو ختم کر دے طلب میں ختم کردیتا ہوں جب مطلوب ختم نہیں تو طلب کیوں ختم ہو۔

آج منکرین وسیلہ بھی کچھ اس قسم کی بات کرتے ہیں کہ جب تم نے رسول اللہﷺ کا وسیلہ مطلوب کیلئے استعمال کیا تو اس وسیلہ سے منزل مل گئی تو اب وسیلہ چھوڑ دو (اس سوال کی وضاحت کیلئے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ) میں ملتان شریف سے اپنی منزل بورے والا موٹر کے وسیلہ سے پہنچا اب وسیلہ چھوڑ دیا۔ اب آپ کہیں کہ آیئے مسجد میں تشریف لائیں تو میں کہوں کہ میں منزل پر تو پہنچ گیا ہوں لیکن وسیلہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہیں رہوں گا تو درست نہیں اسی طرح یہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضورﷺ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں تو خدا تعالیٰ تک تم لوگ ابھی پہنچے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں پہنچے تو زندگیاں گذر گئیں اور تم ابھی تک درمیان میں لٹکے ہوئے ہو ارے اگر منزل پر پہنچ گئے ہو تو وسیلہ کی ضرورت ختم؟

اس کا جواب یہ ہے کہ معرفت خداوندی کیلئے حضور تاجدار مدنیﷺ ہمارا وسیلہ ہیں، اور

دامن مصطفیٰ ﷺ تک پہنچنے کیلئے اولیاء اللہ ہمارا وسیلہ ہیں۔ درجات معرفت لا متناہی ہیں تو اب وسیلہ بھی ختم نہیں ہو سکتا۔

معرفت کے درجات کو تم ختم کر دو وسیلہ میں ختم کر دیتا ہوں۔ اور جب تم درجات معرفت و قرب ختم نہیں کر سکتے تو میں وسیلہ کیسے ختم کر سکتا ہوں معرفت کا جو مرتبہ بھی ملا حضور غوث اعظم و اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم کے وسیلہ سے ملا جب ایک مقام پر پہنچتے ہیں تو آگے ایک اور مقام نظر آتا ہے وہاں جانا حضور ﷺ کے بغیر ممکن نہیں چنانچہ پھر آپ کا وسیلہ حاصل کرتا ہوں ہر مقصد کیلئے وسیلہ ضروری ہے اور وسیلہ حضور ﷺ ہیں کیسے چھوڑ دوں پہلے مقصد کو ختم کر دو تو میں وسیلہ کو ختم کر دیتا ہوں چونکہ معرفت خداوندی کے درجات لا متناہی اس لئے اھدنا الصراط المستقیم بھی لا متناہی۔

(بات یہاں ہو رہی تھی کہ) ولی بمعنی قریب یعنی جو خدا کے قریب ہو یعنی جسے قرب کی صفت حاصل ہو تو جتنی معرفت ہو گی اتنا ہی قرب ہو گا چونکہ معرفت کے درجات لا متناہی ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے قرب کے درجات بھی لا متناہی ہیں معرفت قرب کا نام ہے جسے معرفت نہیں اسے قرب نہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ ولی قرب خاص کی صفت سے متصف ہوتے ہیں ورنہ عام معرفت کے بغیر تو ایمان ہی نہیں ملتا۔ اولیاء اللہ کسی قرب خاص کی منزل پر فائز لوگوں کو کہتے ہیں معرفت ہو گی تو قرب ہو گا اور اس کے بغیر قرب نہیں اس کی مثال کیلئے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ

حکایت روم رحمتہ اللہ علیہ

ایک شخص کے پاس بیش قیمت لعل تھا ضرورت پڑنے پر اس نے اسے فروخت کرنا چاہا چونکہ اس کی بہت زیادہ قیمت تھی اور بادشاہ کے سواء اسے کوئی خرید نہیں سکتا تھا اس لئے وہ لعل لیکر بادشاہ کی طرف چلا کسی چور کو پتہ چل گیا کہ اس کے پاس بیش قیمت لعل ہے وہ اسے لوٹنے کی نیت سے ساتھ ہو لیا اور اس سے پوچھا کہ کہا چلے لعل والے نے کہا میں وہاں فلاں جگہ کام کے سلسلے میں جا رہا ہوں چور نے کہا مجھے بھی وہیں جانا ہے اور نیت یہ تھی کہ دوران سفر غافل پا کر لعل اڑا لوں گا دونوں میں طے پایا کہ دوران سفرات کے وقت ایک شخص آدھی رات تک سوئے اور دوسرا جاگے پھر باقی رات دوسرا سوئے اور پہلا جاگے کیوں کہ دونوں ہی سوئیں یا دونوں ہی جاگیں ایسا ممکن نہیں چنانچہ پہلے چور سو گیا تا کہ پچھلی رات جب لعل والا سوئے گا تو لعل نکال کر اپنی راہ لوں گا اب لعل والا حیران ہے کہ لعل کو کہاں چھپائے سوچ سوچ کر اس نے چور کے بیدار ہونے سے پہلے لعل چور کے کپڑوں میں ایسی جگہ رکھ دیا کہ اسے پتہ نہ چلے آدھی رات گذرنے پر اسے اٹھایا اور لعل والا اطمینان سے سو گیا جب گہری نیند سو گیا تو چور نے اس کی پوری جامہ تلاشی کی مگر لعل نہیں ملا رات اسی پریشانی میں گذر گئی دن چڑھا اور سفر شروع ہوا جب دوپہر قیلولہ کیلئے دونوں لیٹے تو لعل والے نے چور کے سونے پر لعل اس کے کپڑوں سے نکال لیا، شام کے وقت چور نے دیکھا کہ لعل تو اس کے پاس موجود ہے بہت حیران ہوا کہ مجھے کیوں

نہیں ملا دوسری رات تیسری رات ایسا ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ ایک مہینہ گذر گیا جب جدا ہونے کا وقت آیا تو چور نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے یہ تو بتا دے کہ تو لعل کہاں چھپاتا تھا اس نے کہا لعل تو تجھ سے قریب ہوتا تھا مگر تو لعل سے دور ہوتا تھا اس نے کہا ایسا کیسے ممکن ہے؟
لعل والے نے کہا کہ میں لعل تو تیرے کپڑوں میں رکھ دیتا تھا مگر تجھے معرفت نہ تھی کہ تیرے کپڑوں میں لعل ہے اس لئے تو دور رہا معرفت ہی تو قرب ہے۔ میرا ایمان ہے میری جان مجھ سے دور ہو سکتی ہے مگر حضور ﷺ دور نہیں۔

اے والیء بغداد رضی اللہ عنہ میں آپ کی معرفت کے قربان جاؤں آپ نے اپنی معرفت کے جلوؤں سے لوگوں کو عارف بنایا۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ایک عارف کامل ولی تھے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوا وہی ولی ہوا اس لئے فرمایا **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** یعنی جو اللہ کے قریب ہیں ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے قرب کے بغیر محبت نہیں اور تصرف بھی قرب کے بغیر نہیں ہوتا اسی لئے محبوب کے بغیر کوئی زیادہ قریب نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **النبی اولی بالمومنین من انفسھم** مفہوم یہ ہے کہ میرا محبوب ﷺ ایمان والوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے اس لئے ایمان والوں کے نزدیک حضور ﷺ ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارے ہیں میرا ایمان ہے کہ مجھ سے میری جان دور ہو سکتی ہے لیکن سرکار ابد قرار ﷺ دور نہیں ہیں یہ اور بات ہے کہ معصیت

کے پردے ڈال کر ہم ان سے دور ہو جائیں لیکن وہ ہم سے دور نہیں ہیں۔ اب اگر کوئی سوال کرے گا کہ اگر وہ قریب ہیں تو ہم کیسے دور ہوئے؟

قرب معرفت کو موت نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب سورج چمک رہا ہے اس کی روشنی ہم سے قریب ہے لیکن جب ہم نے شامیانہ لگا لیا تو اب روشنی ہم سے دور ہوگئی، حقیقت میں روشنی ہم سے دور نہیں ہم شامیانے کھڑے کر کے خود اس سے دور ہو گئے، سرکار ابد قرار ﷺ تو ہم سب سے قریب ہیں
لیکن ہم معصیت وفسق کے پردے لگا کر ان سے دور ہو گئے خدا تعالیٰ کسی سے دور نہیں لیکن کامل وہ ہے جسے کمال محبوب حاصل ہو ہر چیز کو موت ہے لیکن قرب، معرفت کو موت نہیں اسی طرح ایمان کو بھی موت نہیں، کامل ایمان ولی کو نصیب ہوتا ہے۔

ایمان کے درجات ہیں

قرآن پاک نے کفر کو موت کا معیار اور ایمان کو حیات کا معیار قرار دیا ہے **من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبہ**
اس سے پتہ چلا کہ جو ایمان لایا اگر وہ مر بھی جائے تو زندہ ہے نیز فرمایا **انک لا تسمع الموتیٰ** میرے پیارے آپ ان مردوں کو کیا سنائیں گے کافر اگر چلتا پھرتا ہو تو بھی مردہ اور مومن اگر قبر میں بھی چلا جائے تو بھی زندہ کفر موت ہے اور ایمان حیات

(سورۃ النحل آیت 97)

ہے ایمان کے درجات ہیں مقدار نہیں یعنی ایمان بسیط ہے گھٹتا بڑھتا نہیں البتہ قوت و صف اس میں ہوسکتا ہے اور اوصاف کے اعتبار سے ضعف اور قوت ایمان کو لازم ہے ایک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایمان ہے اور ایک عام مسلمان کا ایمان ہے جس درجے پر ایمان ہوگا اسی درجہ کی حیات ہوگی۔

حقیقت حیات بھی حضور علیہ السلام ہیں

مرکز ایمان حضور علیہ السلام ہیں تو مرکز حیات بھی حضور علیہ السلام ہیں ایمان جہاں ہوگا حیات وہیں ہوگی اب اس حقیقت کو سمجھے کہ حقیقت حیات کیا ہے؟
لوگ سمجھتے ہیں کہ جسم میں روح کا ہونا حیات ہے اور اگر جسم میں سے روح نکل جائے تو حیات نہیں یہ معنی غلط ہیں حیات اللہ کی صفت ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حی ہے حیات صفات ذاتیہ میں سے ہے اگر روح کا جسم میں ہونا حیات ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا جسم ثابت کرو پھر روح ڈالو جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے قطعاً پاک ہے۔ تو بتاؤ وہ موصوف بالحیٰوۃ کیسے ہوگا اصل میں حیات کی حقیقت یہ ہے۔ **الحیٰوۃ صفتہ مصححۃ للعلم والقدرۃ الحیٰوۃ صفۃ مصححۃ للسمع والبصر، الحیٰوۃ صفۃ مصححۃ للعلم والقدرۃ والارادۃ والسمع والبصر** ۔ حیات ایک ایسی صفت ہے جو علم کے وجود کو صحیح قرار دیتی ہے قدرت سمع بصر اور ارادہ کے ہونے کو صحیح قرار دے یعنی زندگی وہ صفت ہے جس سے علم کا ہونا ہونا قرار

پائے قدرت کا ہونا ہونا قرار پائے ارادہ کا وجود وجود قرار پائے یعنی وہ صفت جس سے مندرجہ بالا صفات کا ہونا صحیح قرار پائے تو اسے حیات کہتے ہیں یہ جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہوگی تو یہ تمام صفات ذاتیہ جو کہ عین ذات ہیں کے وجود کو ثابت کریگی معلوم ہوا جہاں علم ہو سمع ہو بصر ہو ارادہ ہو قدرت ہو وہاں حیات ہے۔

خشک لکڑی اس قدر روئی۔

بخاری میں استن حنانہ کی حدیث شریف ہے صفحہ ۱۲۵ جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ جلد ۱ (صفحہ ۵۰۶ صفحہ ۵۰۷ جلد ۱) اور کئی طرق سے مروی ہے کھجور کا ایک پرانا تنا تھا جسے مسجد شریف میں گاڑ لیا گیا تھا۔ اس پر ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میرا بیٹا کاریگر ہے اجازت ہو تو ممبر بنادے چنانچہ اجازت ہوگئی اور اس نے ممبر شریف تیار کردیا جب سرکار دو عالم ﷺ ممبر پر رونق افروز ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ لکڑی روئی اور اس قدر دردناک آواز سے روئی کہ قریب تھا کہ ہمارے جگر پھٹ جائیں اب بتاؤ اس میں روح تھی؟ اس میں تو روح نباتی بھی نہیں تھی اس کی شرح میں علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ روح کے بغیر کسی بدن میں حیات پیدا کردے، خوب یاد رکھیں روح سبب حیات ہے حقیقت حیات نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو سبب کے بغیر مسبب پیدا کردے اور ہوسکتا ہے کہ سبب تو ہو لیکن مسبب کو نہ ہونے دے اسی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ روح بدن میں ہو حیات پھر بھی سلب ہو جائے اور ہوسکتا ہے کہ

(بخاری شریف)

روح نکل جائے اور حیات پھر بھی موجود ہو۔ مرد اور عورت کا وجود بچے کے وجود کا سبب ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ سبب یعنی مرد اور عورت تو ہیں مسبب نہیں یعنی بچہ نہیں یعنی سبب موجود ہیں لیکن مسبب نہیں اور اللہ تعالیٰ چاہے تو سبب کے بغیر مسبب کو پیدا کر دے، عیسیٰ علیہ السلام ماں سے پیدا ہوئے باپ کا سبب نہیں، حضرت حوا سلام اللہ علیہا مرد کے وجود سے عورت کا وجود ہوا اللہ تعالیٰ چاہے تو سبب کلیتًا معدوم مگر مسبب ہے جیسے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ معلوم ہوا روح کا بدن میں ہونا حقیقت حیات نہیں بلکہ سبب حیات ہے خدا تعالیٰ چاہے تو سبب کے بغیر مسبب کو پیدا کر دے اس لکڑی میں روح نہیں مگر حیات ہے جو قادر مطلق لکڑی میں حیات پیدا کرسکتا ہے کیا وہ ولی میں حیات پیدا نہیں کرسکتا کیا ولی کا بدن لکڑی کے بدن سے بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) گیا گزرا ہوا چنانچہ تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے (امام بیہقی نے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ تکلم بعد الموت نقل فرمایا) تین بھائی تھے ربعی بن حراش ربیع بن حراش اور مسعود بن حراش۔ حضرت ربعی نے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک نہیں بولوں گا جب تک یہ نہ جان لوں کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے اور حضرت ربیع اور حضرت مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے قسم کھائی کہ ہم ہنسیں گے نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ہم کہاں جائیںگے انہوں نے بولنا چھوڑ دیا (مراد عالم دنیا ہے ورنہ جس گفتگو کے بغیر چارہ نہیں ظاہر ہے وہ تو مستثنیٰ ہوگی) اور ان دونوں نے ہنسنا ترک کر دیا اپنے اپنے وقت پر ان

(بیہقی)

کی وفات ہوئی جب ربعی بن حراش فوت ہوئے تو غسال نے غسل دینا شروع کیا اور ربعی نے بولنا شروع کر دیا اور عظمت خداداد بیان کرتے رہے ادھر غسل ختم ہوا ادھر بولنا ختم ہوا دیکھیئے یہاں حیات ہے لیکن روح نہیں مسعود بن حراش اور ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہم جب فوت ہوئے اور غسال نے انہیں غسل دینا شروع کیا تو انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا وہ غسل دیتا رہا اور یہ ہنستے رہے ادھر غسل ختم ہوا ادھر ہنسنا بھی ختم ہوگیا، سچ فرمایا علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو لکڑی کے بدن میں حیات پیدا کرسکتا ہے وہ انسان کے جسم میں حیات کیوں پیدا نہیں کرسکتا۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعداز وصال بول رہے ہیں

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ (بحوالہ بیہقی) وصال فرما چکے ہیں لوگ ان کی میت کے قریب بیٹھے ہیں کہ بولنے کی آواز آنے لگی سب نے ادھر ادھر دیکھا کون بول رہا ہے آخر سب نے دیکھا کہ حضرت زید بن خارجہ بعداز وفات بول رہے ہیں۔ کیا بول رہے ہیں؟ احمد احمد فی الکتاب الاول حضرت احمد وہ تو پہلی کتاب میں احمد ہیں ابوبکر ابوبکر الصدیق فی الکتاب الاول ابوبکر وہ تو پہلی کتاب میں ابوبکر صدیق اکبر ہیں عمر عمر الفاروق فی الکتاب الاول عمر وہ تو پہلی کتاب میں عمر فاروق ہیں (مفت) اربع وبقی اثنان بئر اریس و مابئر اریس سوف تعلمون چار گذر گئے اور دو باقی ہیں اریس کا کنواں اور اریس کا کنواں کیا ہے تم عنقریب جان لوگے۔ ہوا یہ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ۴ سال گذر چکے

(بیہقی)

تھے بئر اریس میں انگوٹھی گرنے کا واقعہ اس سے دو سال بعد ہوا یعنی جب چھ سال خلافت
کے مکمل ہو گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بئر اریس کی منڈیر پر بیٹھے تھے اور یہ حضور ﷺ
سے شدید محبت کی وجہ سے تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں جلوہ افروز ہوئے تھے
حضرت معقیب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے لیکر ابوبکر و عمر و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں انگشتری بڑاری کی خدمت سرانجام دی حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت معقیب رضے اللہ عنہ سے انگوٹھی لے رہے تھے یا انہیں دے
رہے تھے کہ انگشتری بئر اریس میں گر گئی انگوٹھی کو بئر اریس میں بہت تلاش کیا گیا لیکن نہ ملی
اور قدرت خداوندی کہ اس کے گرتے ہی فتنے شروع ہو گئے بات آخر بلوائیوں تک پہنچی
اور اس کے نتیجے میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور یہ واقعہ یعنی
انگوٹھی گرنے کا حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے دو سال بعد ہوا جن کے
لئے آپ نے فرمایا وقتی اثنان بعد والے چھ سال انقلاب انگیز تھے آپ کی شہادت کا
واقعہ الحاوی للفتاوی جلد۲ صفحہ۲۶۱ میں ہے آپ محصور ہیں اور کسی طرح بلوائیوں کو عبور کر
کے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچ
گئے۔ تسلیمات شرعیہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام
آپ یہ دروازہ دیکھ رہے ہیں عرض کی دیکھ رہا ہوں فرمایا خواب میں میں نے اسی
دروازے سے حضور ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ آپ مجھے فرماتے ہیں کہ (**یا**

عثمان حصروك قلت نعم قال عطشوك قلت نعم ۔ فادلیٰ
لی دلوا فیه ماء فشربت حتی رویت حتیٰ انی لا جدبرده
بین ثدینی وبین کتفی فقال ان شئت نصرت وان افطرت
عند نا فاخترت ان افطر عنده، چنانچہ جب صبح شہادت سے پہلی رات
ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے، گویا
فرمایا عثمان شہادت تو تم نے خود ہی قبول کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ
میں افطاری قبول کی، لہٰذا آپ صبح شہید ہونگے اس لئے آپ روزہ رکھ لیں، ہم بھی اور
خود سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی روزہ رکھیں گے چنانچہ اس حدیث کو ابوجعفر طحاوی
نے طحاوی شریف میں نقل فرمایا اس باب میں کہ نفلی روزہ کی نیت دن میں جائز ہے چنانچہ
جب صبح ہوئی تو آپ نے گھر والوں کو بلایا اور فرمایا کہ گواہ رہو کہ میں روزے سے ہوں
چنانچہ آپ وہی قرآن پاک پڑھ رہے تھے جسے آپ نے جمع فرمایا تھا بلوائیوں کے حملے
سے شہید ہوئے اور آپ کے خون کا پہلا قطرہ اسی قران پاک کی آیت مبارکہ
فسیکفیکهم الله پر پڑا۔
(حیات اولیاء سے متعلق گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا) کہ ایمان معیار حیات ہے اور
اولیاء اللہ کامل الایمان ہوتے ہیں اس لئے یہ جہاں زندہ ہیں یہ لوگ زمین پر ہوں تو زندہ
اور اگر قبر میں ہوں تو بھی زندہ بلکہ مقربین صرف کامل الایمان ہی نہیں ہوتے ہمارے

ایمانوں کے محافظ بھی ہوتے ہیں تو جب ایمان نہیں مرتا تو پھر یاد رہے کہ مردمومن بھی نہیں مرتا۔اولیاء اللہ سے ہمارا رابطہ ان کے ایمان اور ولائیت کی وجہ سے ہے۔

اب کہتے ہیں کہ چلو ولی جب تک زندہ ہے تو حاضری دے اس سے دعا کرالو اور جب فوت ہوگیا اور قبر میں مدفون ہوا تو اب قبروں پر جا کر کیا کرتے ہو؟

تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ مدار حیات تو ایمان ہے۔ایمان اور ولایت زندہ ہے ختم نہیں ہوتے اور اسی ولایت کے ناطے سے ہم ان کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں ورنہ اور لوگ بھی مرتے ہیں فساق وفجار اور کفار ہم کسی کی قبر پر نہیں جاتے ہمارا مزارات اولیاء سے رابطہ تو صرف ان کے ایمان اور ولایت کی وجہ سے ہے اب اگر کوئی معترض یہ کہے کہ معاذ اللہ وصال کیساتھ ہی اولیاء کی ولایت ختم ہوجاتی ہے؟

تو میں کہوں گا کہ بتا تیرا ایمان تیری موت کے ساتھ مرتا ہے یا نہیں اور اپنے خیال میں جو تو نے نیکیاں کی ہیں۔نمازیں پڑی ہیں وغیرہ وغیرہ وہ باقی ہیں یا نہیں اگر نہیں تو خسر الدنیا والاخرۃ اور اگر تو کہے کہ تیری موت کے بعد بھی تیرا ایمان اور نیکیاں زندہ ہیں تو پھر اولیاء اللہ کے کمالات کیوں باقی نہیں رہتے۔مدار حیات تو ایمان، ولایت اور قرب خداوندی ہے تو جب یہ بعد از وصال سب کچھ موجود ہے تو الیاء اللہ کے مزارات پر جانا بھی جائز اور مستحسن قرار پایا شاہ ولی اللہ کو لیجئے جسے یہ لوگ بھی مانتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم ایک بزرگ کی فاتحہ پڑھنے قبرستان

گئے،لیکن نشانی وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اس بزرگ کی قبر کی بجائے ساتھ میں کسی دوسری قبر پر اسی بزرگ کی قبر سمجھ کر فاتحہ پڑھنے لگے،تو وہ مدفون بزرگ کہنے لگے عبدالرحیم یہ کیا ہوا میں تو پیچھے رہ گیا اور تو آگے نکل گیا۔

تو بتاؤ علم اور ادراک ہے کہ نہیں؟ ہے اور قطعاً ہے تو پتہ چلا کہ یہ ارباب قرب خداوندی بھی قطعاً زندہ ہیں۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ہماری دیگر مشہور کتب

(زیر طبع)